

سُکُونِ خانہ

خواتین کے اصلاحی، تربیتی بیانات کا مجموعہ

الزکاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ

مُرتب

فقیر صلاح الدین سیفی نقشبندی

ادارہ فیضِ فقیر

ترکیسر، سورت، گجرات، انڈیا

حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: ﴿سکون خانہ﴾

صاحب خطبات: حضرت پیر ذوالفقار احمد مدظلہ

مرتب: صلاح الدین سیفی نقشبندی

سہ اشاعت: ۱۴۲۷ھ م ۲۰۰۶ء

کمپوزنگ: حافظ ظفر احمد سیفی

مطبع: بھارت آفسٹ، دہلی-۶

ملنے کا پتہ

ادارہ فیض فقیر

ترکیسر، سورت، گجرات (انڈیا)

IDARAH FAIZE FAQIR

AT&P.O. TADKESHWAR.DIST.SURAT

GUJRAT.[INDIA]394170

TEL: 02623-233667

E-MAIL: s.saifi@sify.com

کتاب سے پہلے

الحمد لله و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد.....!

زیر نظر کتاب ﴿سکون خانہ﴾

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم کے خواتین کی اصلاح و تربیت کے موضوع پر ملک زامبیا کے شہر لوساکا میں پیش کئے گئے خطبات کا مجموعہ ہے۔

گوکہ ان مواقع کی مخاطب اول تو خواتین ہی تھیں لیکن ساتھ ساتھ مردوں کے لئے بھی بہت نفع کی باتیں ہیں، ان کو پڑھ کر اور سن کر معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی کتنی واضح اور آسان باتیں ہیں جن سے ناواقفیت کی بنا پر آج معاشرہ کا ہر فرد بے سکونی کی کیفیت میں ہے اور ہر گھر جہنم کا نمونہ بنا ہوا ہے، خلوص دل سے اگر ان کہی گئی باتوں پر عمل کیا جائے تو انشاء اللہ ہر گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا۔

اس عاجز نے ان خطبات کو تحریر میں لا کر کتابی شکل میں امت کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اللہ رب العزت اسکو بے انتہا قبول فرمائے، حضرت کا سایہ امت کے سر پر تادیر رکھے اور آپ کے فیض کو تاقیامت جاری رکھے، آمین اس کتاب کی جمع و ترتیب میں اس عاجز کا جن دوستوں نے تعاون فرمایا بالخصوص یونس بھائی سلیمان اور شامہ نواز بھائی راوت وغیرہم کا یہ عاجز بے انتہا ممنون ہے اللہ تعالیٰ تمام کو اپنے خزانہ قدرت سے بے انتہا حصہ عطا فرمائے آمین

ایں دعا ازمن و از جملہ جہاں آمین باد

والسلام

فقیر صلاح الدین سیفی نقشبندی عفی عنہ

خطبات ایک نظر میں

نمبر شمار	نشست نمبر	صفحہ نمبر
۱	پیارے آقا ﷺ کی محبوب ازدواجی زندگی	۶
۲	ازدواجی زندگی کی بہار ﴿۱﴾	۴۳
۳	ازدواجی زندگی کی بہار ﴿۲﴾	۷۷
۴	ازدواجی زندگی کی بہار ﴿۳﴾	۱۰۳
۵	ماں کا رتبہ اسلام کی نظر میں	۱۲۷
۶	رمضان کا مہینہ رحمت کا خزانہ	۱۶۳
۷	اخلاق حمیدہ	۱۹۳

﴿فَالصَّلَاحُ قَنِيتٌ حَفِظْتُ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾

پیارے آقا ﷺ

کی محبوب ازدواجی زندگی

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب دامت برکاتہم

(نقشبندی مجددی)

فہرست عنــاویــن

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱۸	شریک حیات جب شریک غم بنی	۲۱
۱۹	خدیجہ الکبریٰؓ کا سفر آخرت	۲۲
۲۰	تین کامل عورتیں	۲۲
۲۱	اللہ کے محبوب نے کیا فرمایا؟	۲۳
۲۲	اللہ کے محبوب قبر میں خود اترے	۲۳
۲۳	جنگی یاد آقا ﷺ بھلا نہ پائے	۲۳
۲۴	جب آقا ﷺ رو پڑے	۲۵
۲۵	خدیجہ الکبریٰؓ کی سہیلیاں	۲۵
۲۶	خدیجہ الکبریٰؓ کی فضیلتیں	۲۵
۲۷	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ	۲۷
۲۸	حضرت عائشہ صدیقہؓ کی دس فضیلتیں	۲۸
۲۹	حضرت عائشہ صدیقہؓ کے جنسہ گریہ نازل	۲۹
۳۰	ماں بیٹی کا مکالمہ	۳۱
۳۱	ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا احسان عظیم	۳۲
۳۲	حضرت عائشہؓ کی محبت کا استھان	۳۳
۳۳	حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی پر لاشکی گھٹا	۳۳
۳۴	نبی اکرم ﷺ کے سبق آموز جملے	۴۰

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	جنتی عورت	۸
۲	قیامت میں سب سے پہلا سوال	۹
۳	جکو جنت کی بشارت ملی	۱۰
۴	آپ ﷺ کے بارے میں کیا سنا	۱۱
۵	پیارے نبی سفر شام پر	۱۲
۶	سفر شام سے واپسی	۱۲
۷	محبوب ﷺ کا نکاح	۱۳
۸	خانہ کے لئے مال کی قربانی	۱۳
۹	آپ ﷺ کی اولادیں	۱۵
۱۰	آقائے کیا پسند کیا؟	۱۵
۱۱	خدیجہ الکبریٰؓ نے آقا ﷺ سے.....	۱۶
۱۲	غار حرا کی عبادت	۱۶
۱۳	پہلی وحی اور خدیجہ الکبریٰؓ کی تسلی	۱۷
۱۴	خدیجہ الکبریٰؓ آپ ﷺ سے.....	۱۸
۱۵	سب سے پہلے آپ پر کون.....	۱۹
۱۶	خدیجہ الکبریٰؓ پہلی نماز	۲۰
۱۷	خدیجہ الکبریٰؓ کے چٹھے بول	۲۰

اللہ اللہ اللہ

اقتباس

آقا نے کیا پسند کیا؟

نبی علیہ السلام کی عمر مبارک اس وقت پچیس سال تھی اور خدیجہ الکبریٰ کی عمر چالیس سال تھی آج کل کے نوجوان اس سے ذرا سبق سیکھیں یہ فقط شکل و صورت کا حسن دیکھتے پھرتے ہیں جو فقط چہروں کا حسن دیکھتے پھرتے ہیں وہ یہ دیکھیں کہ اللہ رب العزت کے محبوب نے جس عورت سے پہلا نکاح فرمایا وہ اپنے سے بھی پندرہ سال عمر میں بڑی خاتون تھیں، اور ان کے دو نکاح پہلے ہو چکے تھے اور نبی علیہ السلام نے ان کی صفات کو دیکھا، بیوی نے بھی صفات دیکھیں خاوند نے بھی صفات دیکھیں اور یوں یہ نکاح ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے پھر اس نکاح کے ذریعہ سے اپنے محبوب ﷺ کو دینی سکون عطا فرمایا، جیسے قرآن مجید میں ہے

لَسَكُنُوا إِلَيْهَا كَمَا تَمَ أُنَىٰ بِبُيُوتٍ سَكُنَ أَبُو نَبِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

کو خدیجہ الکبریٰ سے اتنا سکون ملا اتنا سکون ملا آپ پوری زندگی اس سکون کو یاد کرتے رہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَصَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ

اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاِذَا الصُّلُوْحُ قَبِيْثَتْ حَفِیْظْتُ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِیْظَ اللّٰهُ

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

جنتی عورت

قرآن مجید کی ایک آیت کا یہ ٹکڑا ہے لیکن اپنے مضمون کے اعتبار سے یہ اتنا کامل ہے کہ اگر کوئی عورت اس پر عمل کرنے کا دل میں عہد کر لے تو گنتی کے چند الفاظ پر عمل کرنے سے اس عورت کے لئے جنت واجب ہو سکتی ہے اس میں تین باتیں بتائی گئی ہیں:

(۱)..... فَاِذَا الصُّلُوْحُ قَبِيْثَتْ ”نیک بیویاں“ تو ہر شادی شدہ عورت کو سب سے پہلے نمبر پر نیک بننا چاہئے کیوں کہ اللہ رب العزت کا ہمارے اوپر حق ہے وہ ہمارے خالق ہیں مالک ہیں رازق ہیں رب ہیں تو اس پروردگار آقا کا ہمارے اوپر یہ حق ہے کہ ہم اس کی بندگی کریں لہذا عورت کو چاہئے کہ وہ نیکو کار بنے فَاِذَا الصُّلُوْحُ قَبِيْثَتْ عمل کرنے والیاں دوڑ دوڑ کر نیکی کرنے والیاں، بھاگ بھاگ کر عمل کرنے والی نیکی کے موقع کو تلاش کرنے والیاں، نیکی کر کے تھکنے والیاں اور تھک تھک کے نیکی کرنے والیاں، ان کو فَاِذَا الصُّلُوْحُ قَبِيْثَتْ کہا جاتا ہے جس طرح بھوکا انسان روٹی کا متلاشی ہوتا ہے اس طرح نیک عورت نیکی کی متلاشی ہوتی ہے نماز وقت

پر ادا کرے تلاوت کرے ذکر کرے اپنے رب کے ساتھ لو لگائے نیکی کو اپنا شعار بنائے جیسے ہی اپنے گھر کے کاموں سے فارغ ہو کبھی مصلے پر بیٹھ کر نماز پڑھے کبھی اللہ کے قرآن میں سکون پائے اور کبھی تسبیح کے ذریعہ اللہ کے نام کے گن گائے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے والی ہو، اپنے اندر نیکی کی صفات رکھنے والی ہو تو ایسی عورتوں کو کہا جاتا ہے فالصالحات نیک عورتیں۔

(۲)..... فتنات، فتنات کہتے ہیں وہ عورتیں جو ہر طرف سے ہٹ کٹکے اپنی پوری توجہ اپنے خاوند پر مرکوز کر لیں، جن کی توجہ کا قبلہ ایک بن جائے جو اپنی ذات کے لئے اپنے خاوند کی ہو کر رہ جائیں اپنے خاوند سے بے پناہ محبت کرنے والیاں اپنے خاوند سے ٹوٹ کر پیار کرنے والیاں، اپنے خاوند پر جان دینے والیاں، اپنے خاوند کی خوشی کو اپنی خوشی پر ترجیح دینے والیاں، ہر وقت اپنے خاوند کی خدمت میں لگی رہنے والیاں، اپنے خاوند کو سکھ پہنچانے والیاں، اپنے خاوند کے دل کو خوش کرنے والیاں، ایسی عورتوں کو فتنات کہا جاتا ہے۔

(۳)..... اور تیسری صفت فرمائی ﴿حَفِظْتُ لِنَفْسِي بِمَا حَفِظَ اللَّهُ﴾ کہ غیب میں جو اللہ نے ان کو حفاظت کا حکم دیا اس کی حفاظت کرنے والیاں، اس سے مراد ہے کہ اپنی عزت اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرنے والیاں، اپنی عزت کی بھی حفاظت کریں اور خاوند کے مال کی بھی حفاظت کریں اور اپنے بچوں کی بھی حفاظت کریں یہ تین صفتیں اگر کسی عورت میں آجائیں تو ایسی عورت کو جنتی عورت کہا جاتا ہے۔

قیامت میں سب سے پہلا سوال

حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عورت سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھیں گے اور اس کے بعد پوچھیں گے کہ کیا تیرا خاوند تجھ سے راضی تھا اگر اس کا خاوند اس سے راضی ہوا تو اس عورت کے لئے جنت

کے دروازے کھول دئے جائیں گے اور وہ آرام سے جنت میں چلی جائے گی تو گویا پوری زندگی اگر اس آیت کے مطابق بنالیں تو عورت کے لئے جنت میں جانا بہت آسان ہے۔

مردوں کے لئے تو حکم یہ کہ قرآن پڑھیں اور پورے قرآن کے جتنے بھی مسائل ہیں ان پر عمل کریں، پوری شریعت پر عمل کر کے دکھائیں، اپنی زندگی میں لاگو کریں، جہاں رہتے ہیں ارد گرد میں لاگو کریں، امر بالمعروف نہی عن المنکر کریں، پھر جا کر ان کی بخشش ہوگی اور عورت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ کتنا آسانی والا کہ اس کو ایسی چیز بتادی کہ جس کو وہ مصلے پر کر سکتی ہے نرم بستر پر کر سکتی ہے، گھر کی چار دیواری میں کر سکتی ہے، عورت اگر چاہے کہ میں اپنے اللہ کو مناؤں تو اسے گھر کی چار دیواری سے نکلنے کی کبھی بھی ضرورت پیش نہیں آتی، چار دیواری کے اندر رہتے ہوئے وہ اپنے مالک کو راضی کر سکتی ہے، تو دیکھئے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی منزل عورت کے لئے چند قدم کا فاصلہ ہے، اپنے بستر پر اپنے خاوند کو راضی کر لے اور اپنے مصلے پر اپنے رب کو راضی کر لے تو اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جائیں گے۔

جنت کی بشارت ملی

چنانچہ اگر ہم اس امت کی عظیم عورتوں کی زندگیوں کو دیکھیں جن کو جنت کی بشارتیں مل چکی تو یہ تینوں صفتیں ان کی زندگی میں بہت نمایاں نظر آئیں گی یہ عاجز آج کی اس محفل میں صرف دو مثالیں پیش کرتا ہے اور وہ مثالیں امہات المؤمنین جو امت کی مائیں کہی جاتی ہیں ان کی مثالیں ہیں عورتوں کو چاہئے کہ وہ انہیں گوش ہوش سے سنیں کہ امت کی مائیں جن کو دنیا میں جنت کی بشارت ملی نبی علیہ السلام کی زبان مبارک سے ان کی زندگی اس آیت سے کس طرح مطابق تھی۔

ام المؤمنین

سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ازدواجی زندگی

یہ مکہ مکرمہ کی ایک بڑے باعزت قبیلہ کی خاتون تھیں، اللہ تعالیٰ نے مال و دولت بہت زیادہ دیا تھا عقل اور سمجھ اللہ تعالیٰ نے بہت ہی زیادہ دی تھی، اللہ رب العزت نے ان کو اخلاق حمیدہ عطا کئے تھے، چنانچہ ان کی ایک شادی ہوئی خاندان فوت ہو گئے پھر نکاح ہوا، پھر ایسا ہی ہوا تو یہ اپنے مال کو تجارت میں استعمال کرتی تھیں اور شہر میں ان کو کوئی اچھا بندہ نظر آتا تو اس کو اپنا مال دے کر تجارت کے لئے بھیجتیں اور اس تجارت سے ان کو نفع ہوتا۔

یہ اپنے وقت کی بڑی امیر خاتون تھیں مکہ مکرمہ میں جو بھی ان کا نام لیتا تھا وہ سمجھتا تھا کہ یہ بہت ہی باعزت اور مالدار اور فضل و کمال رکھنے والی خاتون ہے، ان کا لقب طاہرہ پڑ گیا تھا، اب ذرا سوچئے کہ زمانہ جاہلیت میں جب کہ بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، جب کہ عورتیں بازار میں بکا کرتی تھیں ان کی قیمت لگا کرتی تھی، اس وقت میں اس خاتون کو اس ماحول میں طاہرہ کے نام سے پکارا جاتا تھا، طاہرہ کا مطلب ہوتا ہے پاکیزہ، پاک زندگی گزارنے والی، تو اس لقب سے ہی ان کی عظمت سامنے آتی ہے۔

آپ ﷺ کے بارے میں کیا سنا

ان کو پتہ چلا نبی علیہ السلام کے بارے میں کہ محمد ﷺ نامی ایک نوجوان ہے، اپنی دیانت امانت صداقت میں وہ بہت معروف ہے، لوگ اس کو بہت پسند کرتے ہیں، تو انہوں نے نبی علیہ السلام کو پیغام بھیجا کہ آپ میرا مال لے کر تجارت کے لئے شام جائیں اور جتنا میں عام لوگوں کو پیسے دیتی ہوں آپ کو میں دو گنے پیسے دوں گی، نبی علیہ السلام نے اپنے چچا ابو طالب سے اس کا تذکرہ

کیا تو انہوں نے کہا کہ بھتیجے یہ رزق ہے جو تمہارے لئے اللہ رب العزت نے بھیجنے کا سبب بنایا۔

پیارے نبی سفر شام پر

چنانچہ ان کے مشورے پر نبی علیہ السلام نے شام کا سفر فرمایا، تو اس خاتون نے اپنا ایک غلام جس کا نام میسرہ تھا اس کو نبی علیہ السلام کے ساتھ کر دیا، اور اس کے ذمہ لگایا کہ اس پورے سفر کی کارگزاری تم نے واپس آ کر مجھے سنانی ہے، نبی علیہ السلام سفر میں تشریف لے گئے اور اس سفر میں پھر ایک راہب سے بھی ملاقات ہوئی اور اس نے آپ کو بتایا کہ آپ اللہ کے نبی بنیں گے پھر جو سامان تجارت تھا اس کو نبی علیہ السلام نے اتنا صحیح صحیح بیچا کہ غلام بھی حیران ہو گیا، آپ کی صداقت پر آپ کی دیانت پر پھر آپ نے وہاں سے دوسرا مال خریدا اور واپس تشریف لے آئے اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ خدیجہؓ اپنے مال تجارت کو پہلے بھیجتی تھیں تو جتنا نفع اس میں ہوتا تھا اس دفعہ نفع اس سے کئی گنا زیادہ ہوا، دیکھئے مال پرایا تھا لیکن نبی علیہ السلام کے پاس صداقت اپنی تھی دیانت اپنی تھی ذہانت اپنی تھی ان صفتوں کو جب آپ نے پرائے مال پر لگایا اللہ نے اس کے لئے اتنا فائدہ مند بنا دیا تو اگر آج کوئی آدمی اپنے مال پر ان صفتوں کو لگائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو کیوں نہیں رزق میں برکت عطا فرمائے گا۔

سفر شام سے واپسی

جب سفر سے واپس آئے تو میسرہ نے پورے سفر کے حالات سنائے کار گذاری سنائی، خدیجہ الکبریٰؓ بڑی سمجھدار تھیں انہوں نے اس نوجوان کے اندر بہت عظمت کے نشان ڈھونڈ لئے اس وقت کہ جب کسی کو وہم و گمان بھی نہیں تھا اس نیک خاتون نے اس نوجوان کے اندر بہت عظمتیں پالیں، حتیٰ کہ اس کے دل کے اندر خیال آیا کہ اگرچہ یہ غریب گھر کا بچہ ہے مگر صفات انسانی سے مالا

مال ہے، لہذا کیوں نہ میں اس کو شریک زندگی بناؤں اپنے سر کا تاج بناؤں، چنانچہ ان کی ایک سہیلی تھی ان کا نام تھا نفیسہ تو خدیجہ نے اپنی سہیلی نفیسہ کو اپنے دل کا راز بتایا کہ میں چاہتی ہوں کہ یہ نو جوان اتنے اچھے اخلاق والا عادات والا ہے کہ میں ان کی شریک حیات بن کر رہوں میرے پاس دنیا کا مال ہے اور ان کے پاس حسن خلق کی دولت ہے، تو اس کا کوئی سبب بن جائے تو کتنا اچھا، نفیسہ سمجھدار نو جوان لڑکی تھی وہ کہنے لگی کہ میں تمہاری بات کا راستہ ہموار کرتی ہوں چنانچہ وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ اے محمد ﷺ آپ جو ان اعراب آپ نکاح کیوں نہیں کر لیتے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس تو ابھی نکاح کے وسائل ہی نہیں ہیں، تو اس نے آگے سے کہا کہ اگر کوئی سبب بنے تو کیا آپ راضی ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا ہاں چنانچہ جب آپ ﷺ نے خدیجہ کے بارے میں ہاں کر دی تو وہ خوشی خوشی واپس آئی اور اس نے آکر کہا خدیجہ کو کہ تمہاری مراد پوری ہو گئی اب اس کے لئے باضابطہ طریقہ اختیار کر لو، چنانچہ خدیجہ الکبریٰ نے اپنے چچا کو اپنے دل کا راز بتلا دیا کہ میں نکاح کرنا چاہتی ہوں اور میری نظر میں اس نو جوان سے بڑھ کر اور کوئی بہتر دنیا میں پرپوزل نہیں، تو ان کے چچا نے ابوطالب سے رابطہ کیا چچا ابوطالب بہت خوش ہوئے کہ میرے بھتیجے کے لئے عرب کی بہترین عورت کا رشتہ آیا۔

محبوب ﷺ کا نکاح

چنانچہ نکاح کے لئے ایک جگہ پر اکٹھے ہوئے اس موقع پر ابوطالب نے حیران کن خطبہ پڑھا اور اس میں انہوں نے اپنے بھتیجے یعنی نبی علیہ السلام کے ایسے فضائل بیان کئے ایسی صفتیں بیان کیں، کہ حق ادا کر دیا اور پھر یہ کہا کہ میرے اس بھتیجے کے نکاح کے لئے آپ جو بھی چاہیں مہر مقرر کریں ادا کرنے کے لئے میں تیار

ہوں اس کے بعد خدیجہ کے چچا نے کہا کہ یہ وہ نر ہے جسے ناک میں زخم نہیں لگایا جاتا یہ عربوں کے اندر ایک مقولہ تھا کہ جو اونٹ باندھنے کے قابل ہوتا اس کے ناک میں سراخ کر کے اس کو ایک جگہ باندھ دیتے تھے اور جو اچھی نسل کا خوبصورت اونٹ ہوتا اس کے باندھنے کی ضرورت نہیں تھی اس کو ریوڑ میں ویسے ہی چھوڑ دیتے تھے کہ یہ جہاں چاہے پھرے انہوں نے نبی علیہ السلام کے بارے میں یہ اس وقت کا مقولہ استعمال کیا کہ یہ نو جوان وہ نر ہے کہ جس کے ناک میں زخم نہیں لگایا جاتا یعنی ہم اس کے لئے مہر کی کوئی شرط نہیں لگائیں گے، چنانچہ نبی علیہ السلام کا نکاح ہوا اور آپ کے چچا نے اس مہر میں بیس جوان اونٹ ادا کر دئے جن کو اسی وقت ذبح کر کے پورے شہر کی دعوت کر دی گئی۔

چنانچہ خدیجہ الکبریٰ جب نبی علیہ السلام کے نکاح میں آئیں تو انہوں نے دیکھا کہ اللہ رب العزت کے محبوب اکیلے ہیں اور آپ کے گھر کی خدمت کے لئے تو میں خود ہوں باہر کی خدمت کے لئے کوئی نہیں تو انہوں نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنا ایک غلام جس کا نام زید بن حارثہ تھا اس کو نبی علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ کر دیا بہہ کر دیا، اب دیکھئے کہ نیک بیویاں اپنے خاوند کا دل کیسے جیت لیتی ہیں، تو گھر کی خدمت اپنے ذمہ رکھی اور باہر کی خدمت کے لئے اپنا غلام دے دیا۔

خاوند کے لئے مال کی قربانی

جب یہ نکاح ہوا تو پورے مکہ میں باتیں چلنے لگ گئیں کہ دیکھو یہ نو جوان غریبوں میں سب سے غریب اور یہ عورت امیروں میں سب سے امیر اور ان کا آپس میں نکاح ہو گیا، خدیجہ الکبریٰ کو جب یہ بات پہنچی تو انہیں یہ برا لگا کہ لوگ میرے خاوند کو سب سے غریب کہیں، چنانچہ انہوں نے کیا کیا اپنا جتنا بھی مال تھا کل مال نبی علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ کر دیا، آپ کی ملک کر دیا، چنانچہ لوگ

حیران ہو کر کہنے لگے کہ دیکھو محمد ﷺ جیسا امیر نوجوان مکہ میں نہیں اور خدیجہ جیسی قربان ہونے والی بیوی کی مثال پورے قبیلے میں نہیں، تو دیکھئے کہ نیک بیویاں اپنے خاوندوں پر اپنا سب کچھ نچھاور کر دیتی ہیں یوں خاوند کے دلوں پر پھر وہ حکومت کرتی ہیں، خاوندوں کے دلوں میں ان کی یادیں ہوتی ہیں۔

آپ ﷺ کی اولادیں

چنانچہ نبی علیہ السلام کو ان کے مال سے بہت فائدہ ہوا اور آپ نے اس مال کو خیر کے کام کے لئے استعمال کیا، شادی کے بعد پھر اولادیں ہونے لگیں تو سب سے پہلے آپ کے یہاں بیٹا ہوا جس کا نام آپ نے قاسم رکھا اور نبی علیہ السلام کی کنیت ابوالقاسم مشہور ہوئی، پھر اس کے بعد بیٹیاں ہوئیں زینب، رقیہ، ام کلثوم، اور ایک اور بیٹا ہوا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا اس کو طیب اور طاہر بھی کہا گیا اور ایک بیٹی ہوئی جن کو فاطمہ کہا، مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ آپ کے جتنے بیٹے تھے وہ بچپن ہی میں وفات پا گئے اور آپ کی چار بیٹیاں زندہ رہیں اور ان چار میں سے بھی تین بیٹیاں آپ کی زندگی میں ہی وفات پا گئیں اور سیدہ فاطمہ الزہراء جو آپ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی تھیں آپ کی وفات کے چھ مہینے بعد اس دنیا سے وہ بھی رخصت ہو گئیں۔

آقا نے کیا پسند کیا؟

نبی علیہ السلام کی عمر مبارک اس وقت پچیس سال تھی اور خدیجہ الکبریٰ کی عمر چالیس سال تھی آج کل کے نوجوان اس سے ذرا سبق سیکھیں یہ فقط شکل و صورت کا حسن دیکھتے پھرتے ہیں جو فقط چہروں کا حسن دیکھتے پھرتے ہیں وہ یہ دیکھیں کہ اللہ رب العزت کے محبوب نے جس عورت سے پہلا نکاح فرمایا وہ اپنے سے بھی پندرہ سال عمر میں بڑی خاتون تھیں، اور ان کے دو نکاح پہلے ہو چکے تھے اور نبی علیہ السلام نے ان کی صفات کو دیکھا، بیوی نے بھی صفات دیکھیں

خاوند نے بھی صفات دیکھیں اور یوں یہ نکاح ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے پھر اس نکاح کے ذریعہ سے اپنے محبوب ﷺ کو دینی سکون عطا فرمایا، جیسے قرآن مجید میں ہے لَتَسْكُنُوا إِلَيْهَا كَهَيِّئِمْ بَنِي يُسُوفَ مِنْ سَكُونِ طَوْفٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوْخَدٍ مِثْلَهُ الْكَبْرَىٰ سے اتنا سکون ملا اتنا سکون ملا آپ پوری زندگی اس سکون کو یاد کرتے رہے۔

خدِ کبرئٰی نے آقا ﷺ میں کیا محسوس کیا

چنانچہ جب نبی علیہ السلام کی عمر مبارک چالیس سال کے قریب ہوئی تو چھ مہینے ایسے گزرے کہ آپ ﷺ کو خواب آتا اور وہ دن میں پورا ہو جاتا اس کو رویائے صادقہ کہتے ہیں (سچے خواب) پورے مہینہ آپ خواب دیکھتے وہ سچا ہو جاتا انہیں خوابوں کے ذریعہ سے خدِ کبرئٰی کا دل اس بات کو جان گیا تھا کہ آپ ایک عظیم ہستی ہیں اور آپ سے اللہ تعالیٰ کو کام لینا ہے، یہ بیوی ہوتی ہے جو خاوند کی پوشیدہ صلاحیتوں کو جان کر اس کی عظمت کی معترف ہوتی ہے، آج کل کی بیویاں تو اپنی آنکھوں سے بھی اپنے خاوند کی خوبیاں دیکھیں تو ان کو نظر انداز کر دیتی ہیں یہ وہ بیوی تھی کہ جو خوبیاں ابھی ظاہر نہیں ہوئیں ان کو پہچان کر پہلے سے ہی ان کی عظمت اپنے دل میں مان چکی تھی۔

غار حرا کی عبادت

چنانچہ نبی علیہ السلام جب عبادت کے لئے تشریف لے جاتے غار حرا میں تو کبھی کبھی حضرت خدِ کبرئٰی پیچھے آپ کو پانی اور روٹی دینے کے لئے وہاں جاتی تھیں اکثر و بیشتر تو نبی علیہ السلام پورے ہفتے کے لئے کچھ روٹی اور پانی ساتھ لے جاتے تھے، نبی علیہ السلام کا عبادت کا یہ شوق اتنا زیادہ ہوا کہ ایک ایک ہفتہ آپ وہاں قیام فرماتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے خدِ کبرئٰی نے کبھی بھی یہ اعتراض نہ کیا کہ آپ گھر سے کیوں چلے جاتے ہیں؟ وہ سمجھتی تھیں

کہ آپ اپنے رب کی طرف رجوع کر رہے ہیں اور یہ ایک نیکی کی بات ہے اور بیوی کو چاہئے کہ وہ نیکی میں معاون بنے رکاوٹ نہ بنے۔

پہلی وحی اور خدیجہ الکبریٰ کی تسلی

پھر ایک وہ دن آیا جب جبریل علیہ السلام وحی لے کر آئے اور انہوں نے نبی علیہ السلام کو آکر کہا: ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ چونکہ نبی علیہ السلام نے اس سے پہلے کبھی پڑھا نہیں تھا تو آپ نے آگے سے جواب میں فرمایا (مالنا بقاری) میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں، تو انہوں نے نبی علیہ السلام کو اپنے سینہ سے لگایا اور خوب اچھی طرح دبایا، یہاں محدثین نے لکھا کہ یہ بھی حصول فیض کا ایک طریقہ ہے اسی لئے اللہ والوں کے ساتھ جب مرد لوگ معانقہ کرتے ہیں تو کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ ایک سینہ سے فیض دوسرے سینہ میں ڈال دیتے ہیں، جب تین مرتبہ ایسا ہوا تو اس کے بعد نبی علیہ السلام نے پڑھنا شروع کر دیا مگر کیوں کہ نبی علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام کو اپنی اصلی حالت میں دیکھا تھا اور یہ کیفیت پہلی مرتبہ ہوئی تھی تو آپ ﷺ پر ایک خوف سا طاری تھا، یہ ایک فطری اور طبعی سی چیز ہے کہ کوئی بھی غیر معمولی بات پیش آئے تو انسان فطری طور پر تھوڑی دیر کے لئے گھبرا جاتا ہے، تو آپ ﷺ جب اپنے گھر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا زملونی زملونی، مجھے کبیل اڑھا دو کبیل اڑھا دو، آپ کی اہلیہ صاحبہ نے آپ کو بستر پر لٹا کر آپ پر کبیل ڈال دیا اور جب کبیل ڈال دیا تو پھر قریب آ کر آپ سے پوچھا اے میرے محبوب آپ کو کیا محسوس ہو رہا ہے؟ آپ نے فرمایا خشیت علی نفسی مجھے لگتا ہے کہ کہیں میری جان ہی نہ چلی جائے تو جب نبی علیہ السلام نے یہ الفاظ کہے تو اہلیہ صاحبہ جو آپ کی عاشقہ تھیں قدر دان تھیں انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا: کلامہم گز نہیں واللہ، اللہ کی قسم (لَا يُخْرِيكَ اللَّهُ) اللہ تعالیٰ آپ کو رسوا نہیں فرمائیں گے، پھر انہوں نے اس بات پر دلیل دی اور دلیل

میں کہنے لگیں کہ (اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ)، آپ صلہ رحمی کرنے والے ہیں، وَتَحْمِلُ الْكُلَّ، اور دوسروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں، وَتَقْرِي الضَّيْفَ مہمان نوازی کرنے والے ہیں، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا ان کو کم کر دینے والے ہیں، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ، اور نیک کاموں میں آپ دوسروں کے مددگار بننے والے ہیں کیونکہ آپ کے اندر یہ صفات ہیں ایسی صفات والے بندے کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں فرمائیں گے، یہ دیکھئے کہ نیک بیوی کی صفت کیسی ہوتی ہے، کہ پہلے وہ کیا جو خاوند نے کہا، یعنی کہا کبیل اڑھا دیا اور پھر پاس بیٹھ پیار بھری آواز سے بیٹھے بیٹھے لفظوں سے ایسی تسلی کی باتیں کہیں نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے دل کا جو غم تھا وہ ختم ہو گیا، یہ نیک بیویاں ہوتی ہیں اور یوں وہ اپنے خاوند کے دل جیتا کرتے ہیں، خاوند کے دل لڑائی سے نہیں جیتے جاتے، تلوار سے نہیں جیتے جاتے پیار کے ذریعہ سے جیتے جاتے ہیں، جو عورت اپنے خاوند کا دل پیار سے نہیں جیت سکی وہ تلوار سے بھی اپنے خاوند کا دل نہیں جیت سکتی، تو نبی علیہ السلام کو بہت تسلی ہو گئی۔

خدیجہ الکبریٰؓ آپ ﷺ کو کہاں لے گئیں

مگر بیوی ایسی کہ اتنے پر ہی اس نے کام کو ختم نہیں کیا جب اگلا دن ہوا تو ان کے ایک چچا زاد بھائی تھے جو تورات کے بڑے ماہر تھے، عبادت گزار تھے، یہ نبی علیہ السلام کو لے کر وہاں تشریف لے گئیں اور وہاں جا کر کہا کہ اسمع لابن اخیک کہ اپنے بھائی کے بیٹے سے پوچھیں کہ ان کو کیا معاملہ پیش آیا، تو ورقہ بن نوفل نصرانی تھے اور عبرانی زبان جانتے تھے چنانچہ انہوں نے پوچھا اور پھر کہا یہ وہی فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر آتا تھا آپ پر آیا ہے تو آپ تو اللہ کے نبی ہیں اور پھر تورات میں جو نشانیاں لکھی ہوئی تھیں وہ بتائیں کہ آپ کی قوم آپ کی مخالفت کرے گی اور ایک وقت آئے گا کہ آپ کی قوم شہر سے نکال

دے گی اس پر نبی علیہ السلام نے حیران ہو کر پوچھا کہ کیا مجھے نکال دیا جائے گا؟ انہوں نے کہا ہاں، اے کاش اس وقت اگر میں زندہ ہوتا تو میں آپ کی مدد کرتا تاہم نبی علیہ السلام کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ جو کچھ معاملہ ہوا یہ وحی کا تھا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام مجھے ملا ہے۔

سب سے پہلے آپ پر کون ایمان لایا؟

خدیجہ الکبریٰ نبی علیہ السلام کو گھر لے کر آئیں اور انہوں نے گھر میں آ کر نبی علیہ السلام پر ایمان لا کر ایک بہت بڑی فضیلت پالی تو دیکھیں جب تاریخ بن رہی ہوتی ہے اس وقت تسلیم کر لینا یہ بڑی فضیلت ہوتی ہے جب تاریخ بن جاتی ہے پھر تو دشمن بھی مان لیا کرتے ہیں، خدیجہ الکبریٰ کی یہ بہت بڑی صفت تھی کہ جب پوری دنیا میں اللہ رب العزت کے محبوب کا کوئی ساتھی نہیں تھا آپ کی تصدیق کرنے والا کوئی نہیں تھا اس وقت آپ کی اہلیہ صاحبہ نے کلمہ پڑھا اور آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں، چنانچہ کلمہ پڑھنے میں یہ خاتون پوری امت میں سب سے بازی لے گئیں، اور یہی نہیں کہ وہ خود ایمان لے آئیں بلکہ انہوں نے گھر کے اندر ماحول ایسا بنا رکھا تھا اور اپنے خاوند کی عزت اتنی بنا رکھی تھی کہ گھر کے چھوٹے بھی ایمان لے آئے چنانچہ ان کا غلام زید بن حارثہ غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لے آئے اور حضرت علیؑ ان دنوں نبی علیہ السلام کی کفالت میں تھے ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد جو نبی علیہ السلام سے بہت محبت کرتی تھیں اور اس نے والدہ کی طرح ان کو پالا تھا اور وہ بھی دل میں سمجھ گئی تھیں کہ یہ عظیم انسان ہے تو اس نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کو نبی علیہ السلام کی مصاحبت میں دے دیا تھا چنانچہ آپ خدیجہ الکبریٰ کے پاس اس وقت رہتے تھے تو بچوں میں حضرت علیؑ ایمان لے آئے تو دیکھئے کہ فقط خود ہی ایمان نہیں لے آئیں بلکہ گھر کا ماحول ہی ایسا بنایا کہ گھر کے چھوٹے بھی ایمان

لے آئے، پھر اس کے بعد صدیق اکبرؓ کو پتہ چلا تو آزاد مردوں میں سب سے پہلے صدیق اکبرؓ ایمان لے آئے پھر آپ کی بیٹیاں بھی آپ پر ایمان لے آئیں تو اس سے اندازہ لگائیے کہ نیک بیویاں اپنے خاوند کو کیسے گھر میں عزت دیتی ہیں۔

خدمتِ کبریٰ کی پہلی نماز

نبی علیہ السلام کچھ عرصہ کے بعد ایک جگہ تشریف لے گئے تو وہاں جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے نبی علیہ السلام کو چشمہ پر وضو کرنا سکھایا اور پھر نماز پڑھنا سکھایا، یہ شروع میں جب کامل نماز فرض نہیں ہوئی تھی اس وقت کی بات ہے، عبادت سکھائی چند رکعت صبح پڑھنی، چند رکعت شام پڑھنی، نبی علیہ السلام گھر تشریف لائے اور آپ نے حضرت خدمتِ کبریٰ سے فرمایا کہ مجھے اس طرح جبرئیل علیہ السلام نے وضو کرنا سکھایا اور نماز پڑھنا سکھایا یہ ایسی نیک بیوی تھی کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھا تو ویسا ہی وضو کیا اور نبی علیہ السلام کے پیچھے پھر اسی طرح نماز ادا کی تو ان کو جو فضیلتیں حاصل ہیں ان میں ایک فضیلت تو یہ کہ ایمان لانے میں بھی سب سے آگے تھیں اور اس امت میں سب سے پہلے نماز پڑھنے میں بھی سب سے آگے نکل گئیں۔

چنانچہ ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں نے ایک جگہ نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ آئے انہوں نے وضو کیا نماز پڑھی پھر میں نے ایک خاتون کو دیکھا تو انہوں نے بھی بالکل اسی طرح کیا، پھر ایک بچے کو دیکھا اور وہ بچے علی المرتضیٰ تھے انہوں نے بھی اسی طرح نماز پڑھی۔

خدمتِ کبریٰ کے بیٹھے بول

جب نبی علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ فرمایا تو قریش مکہ سب کے سب خلاف ہو گئے اور انہوں نے نبی علیہ السلام کو تکالیف پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت

نہیں کیا، اللہ تعالیٰ کے محبوب بہت غمزدہ ہوتے جب بھی گھر تشریف لاتے، آپ کی اہلیہ صاحبہ اپنے بیٹھے بول سے، محبت بھری باتوں سے اللہ کے محبوب سے یہ کہتیں کہ آپ یہ تو بتائیں کہ کون سے رسول ہیں کہ جن کی قوم نے ان کی مخالفت نہیں کی، آپ کی بھی اگر لوگ مخالفت کرتے ہیں تو یہ کونسی بڑی بات ہوئی، جب یہ بات وہ کہتیں تو نبی علیہ السلام فرماتے تھے کہ یہ سن کر میرے دل کو تسلی ہو جاتی تھی، دیکھو یہ ہے ازدواجی زندگی، کہ باہر سے غمزدہ خاوند گھر آئے اور بیوی اپنی پیار بھری محبت بھری باتوں سے خاوند کے غم کو دور کر دے اور آج کل تو ہنستا مسکراتا خاوند گھر آتا ہے اور بیوی اس سے جنگ کرنے کے لئے تیار بیٹھی ہوتی ہے، پھر کہتی ہیں کہ خاوند ہماری بات نہیں سنتے ہماری بات نہیں مانتے کوئی تعویذ مل جائے کہ خاوند ہماری مسٹھی میں آ جائے۔

شریک حیات جب شریک غم بنی

اسی دوران تین سال کے لئے قریش مکہ نے نبی علیہ السلام کے ساتھ مقاطعہ کر لیا، لیکن دین ہر طرح سے بند کر کے رسول بانی کاٹ کر دیا، تو نبی علیہ السلام ایک گھائی تھی جس کا نام شعب ابی طالب تھا وہاں آ گئے اب بیوی کی عظمت دیکھیں یہ تو امیر گھرانے کی تھیں اور ان کا تو خاندان بڑے گھرانے کا تھا یہ اگر چاہیں تو اپنے میکے چلی جاتیں اور میکے جا کر عیش و آرام کی زندگی گزار تیں اور یہ کہہ سکتی تھیں کہ آپ جانیں اور آپ کا مشن جانے مگر یہ وفادار بیوی تھی اس بیوی نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں چنانچہ وہ بھی شعب ابی طالب میں گئیں اور اتنی ناز و نعمت کی پلی ہوئی عورت وہاں پر کئی کئی دن فاقہ میں گزار تیں، یہ صفت ہوتی ہے بیوی کی کہ خاوند کے غم کو اپنا غم سمجھتی ہے خاوند کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتی ہے، اب یہ جو دکھ انہوں نے جھیلایا یہ اختیاری تھا اگر یہ چاہتی تو اپنے میکے سے مدد لے سکتی تھیں اپنے میکے والوں کے پاس جا کر ٹھہر سکتی تھیں مگر نہیں وہ

بجھتی تھیں کہ بیوی کو اپنے خاوند کے ساتھ کیسے ہونا چاہئے چنانچہ تین سال ایسی حالت میں گزارے کہ کئی کئی دن کھانے کو کچھ نہ ملتا، پینے کو کچھ نہ ملتا، یہ بہت مشقت کا وقت تھا مگر انہوں نے اپنے خاوند کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

خدمتِ الکبریٰ کا سفر آخرت

بالآخر جب وہاں سے باہر نکلے تو پھر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ہجرت سے تین سال پہلے پینسٹھ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا، نبی علیہ السلام کو بہت بڑا دکھ ہوا، اس سال میں آپ کے چچا بھی فوت ہوئے اور آپ کی اہلیہ بھی فوت ہوئیں، تو نبی علیہ السلام نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا، عام الحزن کا سال دیکھیں یہ ہوتی ہیں اچھی بیویاں کہ اگر فوت ہو جائیں تو خاوند اس کو حزن کا سال کہے اس کو نجات کا سال نہ کہے جیسے آج کل کی کوئی عورت ہو تو اس کا خاوند سمجھتا ہے کہ میری جان چھوٹ گئی تو نیک بیویوں کی پہچان دیکھئے کہ نبی علیہ السلام نے اس کا نام عام الحزن رکھا۔

تین کامل عورتیں

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مردوں میں تو بہت لوگ کامل گذرے مگر عورتوں میں تین عورتیں بہت کامل گذریں۔

۱..... ایک بی بی مریم علیہ السلام

۲..... آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی اور

۳..... ایک خدمتِ الکبریٰ نبی علیہ السلام کی زوجہ ان تین عورتوں کا نام لیا کہ یہ تین عورتیں بہت کامل گذریں، اب ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان تین عورتوں کا نام کیوں لیا گیا؟ اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر کو جزائے خیر دے انہوں نے علوم و معارف کے دریا بہا دیئے، ایک ایک نکتہ کو کھول کھول کر بیان کر دیا تو انہوں نے یہاں ایک نکتہ لکھا وہ فرماتے ہیں کہ یہ تینوں وہ عورتیں تھیں کہ جنہوں

نے اپنی زندگی میں وقت کے نبی علیہ السلام کی کفالت کی اور پھر خود اسی نبی پر ایمان لے آئیں۔

چنانچہ نبی بی مریم کو دیکھیں انہوں نے ایک بچے کو اپنی گود میں پالا اور پھر اسی بچے کو نبی تسلیم کیا، یہ چھوٹی سی بات نہیں ہوتی۔

آسیہ بنت مزاحم کو دیکھیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے گھر میں پالا ان کی آنکھوں کے سامنے ملنے والا بچہ انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ یہ تو بچہ ہے نہیں جب اللہ کی نعمت اس پر آئی تو انہوں نے حقیقت کو تسلیم کر لیا اور موسیٰ پر ایمان لے آئیں

اور تیسری خدیجہ الکبریٰ کہ انہوں نے نبی علیہ السلام سے اس وقت نکاح کیا جب کہ نبی علیہ السلام غربت کے عالم میں تھے تنہائی کے عالم میں تھے انہوں نے اولاد اپنے مال سے، اپنی خدمت سے نبی علیہ السلام کو مضبوط کیا اور جب اللہ کے محبوب کو نبوت ملی تو انہوں نے پھر حقیقت کو تسلیم کر لیا، تو گویا ان تینوں عورتوں میں یہ ایک خاص چیز پائی جاتی ہے کہ یہ حقیقت کو تسلیم کرنے والی عورتیں تھیں، کیا آج کی عورتیں حقیقت کو تسلیم کرتی ہیں؟

اللہ کے محبوب نے کیا فرمایا؟

اللہ کے محبوب نے فرمایا کہ جو عورت اس حال میں مرے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے کیا آج کی عورتیں اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں، اگر تیار ہیں تو یہ آج اپنے دل میں عہد کر لیں کہ ہم آج کے بعد اپنے خاوند کے دل کو غمزدہ نہیں کریں گی، بلکہ غمزدہ اور پریشان خاوند کے دل کو خوش کرنے کے لئے ہم اپنا سب کچھ اس کو پیش کر دیں گیں، آپ بھی حقیقت کو تسلیم کرنے کی عادت ڈالے آپ کو بھی عظیم عورتوں میں قیامت کے دن شمار کر لیا جائے گا، جس کو اللہ رب العزت نے فضیلت دی

آپ اگر اپنے گھر میں اس کو فضیلت دیں گی تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر اللہ رب العزت کے یہاں آپ کو بہت اجر ملے گا۔

اللہ کے محبوب قبر میں خود اترے

چنانچہ نبی علیہ السلام نے حضرت خدیجہ الکبریٰ کے لئے جس کو آج کل جنت المعلیٰ کہا جاتا ہے پہاڑوں کی ایک وادی ہے وہاں پر قبر کھودی اور دفن کے لئے خود اندر تشریف لے گئے۔

پانچ صحابہ اور صحابیات ہیں کہ جن کی قبر میں اللہ رب العزت کے محبوب خود اترے جن میں سے ایک خدیجہ الکبریٰ ہیں باقی تفصیل اگر میں کروں تو وقت کم ہے میں اپنا عنوان پورا نہیں کر سکوں گا۔

جنتی یاد آقلعہ علیہ السلام بھلا نہ پائے

نبی علیہ السلام اکثر خدیجہ الکبریٰ کو یاد کرتے تھے عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے کبھی کسی پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا کہ مجھے خدیجہ الکبریٰؓ پر رشک آیا کہ وہ بوڑھی ہو گئی تھیں مگر اس کے باوجود اللہ کے نبی علیہ السلام ان کو یاد کرتے تھے اور آپ کی مبارک آنکھوں میں آنسو آجایا کرتے تھے ایک مرتبہ میں نے کہہ دیا اے اللہ کے نبی علیہ السلام آپ اس بوڑھی عورت کو یاد کرتے ہیں جب کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر بیوی دیدی یعنی اپنی طرف اشارہ کرتی تھیں کہ میں کم عمر ہوں جو ان العمر ہوں خوبصورت ہوں، تو میں اس طرف اشارہ کرتی کہ اللہ کے محبوب آپ اس بڑھیا کو یاد کرتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر نعمت دیدی تو اللہ کے محبوب کے چہرے پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے اور نبی علیہ السلام نے فرمایا عائشہؓ مجھے خدیجہ کے بارے میں افیت نہ دینا اس لئے کہ۔

..... خدیجہ نے اس وقت میرا ساتھ دیا جب ساری دنیا نے میری مخالفت کی،

..... خدیجہ نے میری اس وقت تصدیق کی جب پوری دنیا میں میری تصدیق کرنے والا کوئی نہ تھا،

..... خدیجہ کے ذریعہ سے مجھے اللہ نے اولاد دی، چنانچہ میں یہ سمجھ گئی کہ آج کے بعد خدیجہ کے معاملہ میں کوئی بات نہیں کرنی۔

جب آقا ﷺ رو پڑے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہالہ بنت خویلد جو خدیجہؓ کی بہن تھیں وہ کبھی بھی مدینہ آیا کرتی تھیں تو ایک مرتبہ وہ میرے پاس بیٹھی گفتگو کر رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب باہر سے گھر میں آئے تو چونکہ بہنوں کی آوازیں ملتی ہیں تو نبی علیہ السلام کے کانوں جب ہالہ کی آواز پہنچی تو آپ کو خدیجہ الکبریٰؓ یاد آگئی اور نبی علیہ السلام کی مبارک آنکھوں سے آنسو آ گئے،

ٹپک پڑتے ہیں آنسو جب تمہاری یاد آتی ہے

یہ ہوتی ہے بیوی کہ ایسی دل میں یادیں چھوڑے کہ اگر فوت بھی ہو جائے تو خاوند یاد کرے تو آنکھوں سے آنسوؤں کے ساتھ محبت کی تصدیق ہو جائے۔

خدیجہ الکبریٰؓ کی سہیلیاں

چنانچہ نبی علیہ السلام جب کبھی کوئی قربانی کرتے تو ہمیشہ اس کا گوشت خدیجہ الکبریٰؓ کی سہیلیوں کے گھروں میں بھیجا کرتے تھے، پوری زندگی اللہ رب العزت کے محبوب کا یہ عمل رہا، اس کو کہتے ہیں خدمت اور اس کو کہتے ہیں وفا، اس کو کہتے ہیں محبت، کہ بیوی فوت ہو گئی لیکن خاوند پوری زندگی میں جب بھی قربانی کرتا ہے اپنی بیوی کی سہیلیوں کو بھی گوشت بھیجتا ہے اور اپنی اس بیوی کی یادیں اس طرح سے تازہ کرتا ہے۔

خدیجہ الکبریٰؓ کی فضیلتیں

چنانچہ خدیجہ الکبریٰؓ کو اللہ تعالیٰ نے چند باتوں کے اندر اولیت عطا فرمائی،

..... ایک اولیت تو یہ تھی کہ وہ اللہ رب العزت کے محبوب پر سب سے پہلے ایمان لے آئیں۔

..... دوسری فضیلت ان کو یہ ملی کہ اس امت میں سب سے پہلے انہوں نے نماز پڑھی۔

..... اور ایک فضیلت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی اولاد ان کے بطن سے ہوئیں۔

..... ایک فضیلت یہ تھی کہ ان کو دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی۔

..... اور ایک یہ بھی خوبی تھی کہ دنیا میں اللہ رب العزت نے ان کو سلام بھیجے چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ خدیجہ جبریل امین علیہ السلام آئے ہیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ کا سلام کہہ رہے ہیں، دیکھو جب بیوی اپنے خاوند پر قربان ہوتی ہے، تو عرش پر رحمن کو اتنی خوشی ہوتی ہے کہ وہ عرش سے اپنے سلام فرش پر بھیج دیتے ہیں، تو خدیجہ الکبریٰ نے جب یہ سنا تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا سلام ہے، جبریل کو سلام ہو اور آپ ﷺ پر بھی سلامتی ہو اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں، محدثین نے لکھا کہ اس جواب سے ان کے علم اور ان کی ذہانت کا پتہ چلتا ہے۔

..... ان کو ایک یہ بھی فضیلت حاصل ہوئی کہ وہ وفات پانے والی نبی علیہ السلام کی پہلی زوجہ۔

..... اور ایک یہ بھی فضیلت حاصل کہ ان کو دفن کرنے کے لئے اللہ کے محبوب خود قبر میں اترے۔

ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت کے محبوب کو ان سے کتنی محبت تھی۔

امام مومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

نبی علیہ السلام کی ایک اور زوجہ محترمہ تھیں جن کا نام تھا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، پہلی مثال ان کی دی جو عمر میں بڑی تھیں اور دوسری مثال میں ان کی دے رہا ہوں جو عمر میں بہت چھوٹی تھیں۔

فرماتی ہیں کہ میں گڑیوں سے کھیلتی تھی، بلکہ جب نبی علیہ السلام کے گھر تشریف لائیں تو اس وقت بھی گڑیوں سے کھیلتی تھیں، انہوں نے ایک گھوڑا بنا رکھا تھا جس کی آنکھیں وغیرہ ظاہر نہیں تھیں مگر اس کے ”پر“ سے بنے ہوئے تھے، روف قسم کی بنی ہوئی چیز تھی، ایک دفعہ اس سے بیٹھی کھیل رہی تھیں نبی علیہ السلام نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہنے لگیں یہ میرا گھوڑا ہے، آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کے پر تو نہیں ہوتے، کہنے لگیں کہ سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا تھا اور اس کے پر تھے یہ سن کر نبی علیہ السلام مسکرا پڑے، تو اتنی چھوٹی عمر میں اللہ کے محبوب کے پاس تشریف لائیں اس میں بھی بڑی حکمتیں ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے سیدہ عائشہ صدیقہؓ ہی روایت کرتی ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے ایک سبز ریشمی کپڑے پر میری تصویر آسمانوں سے لائے اور نبی علیہ السلام کو دکھائی اور بتایا کہ اللہ رب العزت نے اس کو آپ کے لئے دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی کے طور پر چن لیا ہے اور فرمایا کرتی تھیں کہ ابھی تو میری شکل میری ماں کے لٹن میں بنی بھی نہیں تھی کہ میری شکل اللہ نے میرے محبوب کو دکھادی تھی۔

چنانچہ نبی علیہ السلام جب ہجرت کر کے آئے تو آپ بہت غمزدہ رہا کرتے تھے خدیجہ الکبریٰؓ کی یاد میں مغموم رہتے تھے، تو اس غم کی حالت میں پھر جبریل علیہ السلام دوبارہ آئے اور انہوں نے آکر نبی علیہ السلام کو دوبارہ وہ شکل دکھائی، کہ آپ ان سے نکاح فرمائیں آپ نے پہچان لیا کہ یہ تو ابو بکر صدیق کی بیٹی

ہیں، چنانچہ ان کے ساتھ آپ کا نکاح ہو گیا یہ اس وقت آئی تھیں کہ جب ابھی بالغ بھی نہیں ہوئی تھیں، اس میں حکمت کیا تھی؟ دو حکمتیں تھیں:

..... (۱) ایک حکمت تو یہ تھی کہ یہ وہ خاتون ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ جب یہ بلوغت کی زندگی میں قدم رکھیں تو ان کی پہلی نظر اللہ کے محبوب کے چہرے کے اوپر پڑے۔

..... (۲) اور دوسری حکمت یہ تھی کہ چھوٹی عمر میں چونکہ یادداشت بہت پکی ہوتی ہے اسلئے نبی علیہ السلام کی تعلیمات کی جتنی عالمہ یہ بنیں اتنی ازواج مطہرات میں سے کوئی اور نہ بن سکی، بلکہ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ اگر تمام ازواج مطہرات کے علم کو جمع کر لیا جائے تو عائشہ صدیقہؓ کا علم ان سب سے بڑھ جائے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی دس فضیلتیں

فرمایا کرتی تھیں کہ دس باتوں میں مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام ازواج میں فضیلت دی: (۱) پہلی فضیلت کہ اللہ تعالیٰ نے میری صورت اپنے محبوب کو دکھا دی کہ یہ دنیا میں اور جنت میں آپ کی زوجہ بنے گی۔

(۲) دوسری فضیلت کہ میں ہی تھی جو کنوارے پن میں نبی علیہ السلام کے نکاح میں آئی، باقی جتنی ازواج مطہرات تھیں یا تو وہ بیواؤں میں تھیں یا مطلقہ تھیں۔

(۳) اور فرماتی تھی کہ میں نبی علیہ السلام کے ساتھ ایک بستر پر لیٹی ہوتی تھی کہ اس حال میں اللہ کا قرآن نازل ہوتا تھا۔

(۴) فرماتی تھیں کہ میں ہی تھی کہ جس کی پاکدامنی کی گواہی اللہ رب العزت نے اپنے قرآن میں نازل فرمائی۔

(۵) پانچویں فضیلت: فرمایا کرتی تھیں کہ ایک موقع پر نبی علیہ السلام کو جھنڈا بنا کر لہرانے کی ضرورت تھی اور آپ کوئی چیز ڈھونڈ رہے تھے جب مجھے پتہ چلا

تو میرا ایک دوپٹہ تھا جو سفید بیک گراؤنڈ والا تھا اور اس میں کالی لائنیں بنی ہوئی تھیں میں نے اس کو اللہ کے محبوب کی خدمت میں پیش کیا اللہ تعالیٰ کے محبوب نے اپنے مبارک ہاتھوں سے میرے دوپٹے کو اسلام کا جھنڈا بنا کر لہرایا۔

(۶)..... چھٹی فضیلت یہ فرماتی تھیں کہ میرے ماں اور باپ دونوں مہاجر اور صحابی تھے یہ فضیلت کسی اور کو حاصل نہیں تھی۔

(۷)..... ساتویں فضیلت فرماتی تھیں کہ میں کئی دفع لیٹی ہوتی تھی سامنے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب نماز پڑھتے تھے یہ فضیلت آپ کی ازواج میں سے کسی اور کو حاصل نہیں تھی۔

(۸)..... آٹھویں فضیلت: کہتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کئی مرتبہ اکٹھے غسل فرماتے ایک برتن میں پانی ہوتا ہم دونوں قریب بیٹھ کر نہا رہے ہوتے کبھی میں پیالے سے پانی اپنے اوپر ڈالتی اور کبھی اللہ کے محبوب اپنے اوپر پانی ڈالتے یوں مل کر نہانے کی فضیلت میرے سوا کسی اور زوجہ کو حاصل نہیں ہوئی۔

(۹)..... نویں فضیلت: کہا کرتی تھیں کہ میں بستر پر بیٹھی تھی اور اللہ رب العزت کے محبوب میرے سینہ پر اپنا سر رکھ کر ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے کہ اس حال میں اللہ تعالیٰ کے محبوب نے اس دنیا سے پردہ فرمایا۔

(۱۰)..... اور دسویں فضیلت: کہا کرتی تھیں کہ میرے حجرے کو اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے لئے پسند کیا اور اسے جنت کا باغ کہا اور جنت کے باغ میں اللہ کے محبوب قیامت تک آرام فرما رہے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ کے چند دیگر فضائل

اس کے علاوہ بھی ان کی فضیلتیں تھیں مثلاً اس عاجز کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ ازواج مطہرات میں وہی تھیں جو آپ ﷺ کے خلیفہ صدیق اکبرؓ کی بیٹی تھیں جو آپ کے پہلے خلیفہ بنے اور جن کو نبی علیہ السلام نے صدیق کا لقب

دیا یہ فضیلت بھی کسی اور کو حاصل نہیں تھی۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو آیت نازل فرمائی اس میں مغفرت اور رزق کریم کا جو وعدہ کیا وہ براہ راست انہیں کے بارے میں تھا یہ فضیلت بھی کسی اور کو حاصل نہ ہوئی، فرماتی تھیں کہ کئی مرتبہ ہم کھانا کھا رہے ہوتے اللہ تعالیٰ کے محبوب گوشت کی بوٹی کھاتے اور آدھی بوٹی کھانے کے لئے مجھے عطا فرما دیتے، ایسا ہوتا کہ میں پانی پی رہی ہوتی اور اللہ کے محبوب مجھے فرماتے کہ مجھے بھی پانی بچا دینا، اور میرا بچا ہوا پانی اللہ رب العزت کے محبوب نوش فرماتے۔

اکثر ایسا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب میری گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر سو جاتے اللہ کے محبوب میری دل لگی کا اتنا خیال رکھتے کہ میری ہم عمر لڑکیوں کو گھر بھیجتے کہ وہ میرے ساتھ آ کر کھیلیں۔

دوسرے اللہ تعالیٰ کے محبوب نے دوڑ لگائی (یہ فضیلت بھی انہیں کو حاصل ہے) اس کی بھی تفصیل ہے، فرماتی ہیں پہلے موقع پر میں جیت گئی پھر دوسرے موقع پر اللہ تعالیٰ کے محبوب جیت گئے اور آپ نے فرمایا قلک بتلک یہ میری آج کی جیت پہلی تیری جیت کے برابر ہو گئی۔

یہ بھی عجیب واقعہ ہے کہ جب نبی علیہ السلام دنیا سے پردہ فرمانے سے تھوڑی دیر پہلے عائشہ صدیقہؓ کی گود میں سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے تو اس وقت ان کے بھائی عبدالرحمن آئے اور ان کے ہاتھ میں ایک مسواک تھی نبی علیہ السلام نے جب اس مسواک کو دیکھا تو فرماتی ہیں کہ میں نے پہچان لیا کہ اللہ کے محبوب مسواک کرنا چاہتے ہیں، میں نے وہ مسواک لے کر اللہ کے محبوب کو دی مگر وہ ذرا سخت تھی، میں نے سمجھا کہ یہ سخت ہے، میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے محبوب میں آپ کو نرم بنا کروں؟ تو محبوب نے اشارے سے کہا ہاں فرماتی ہیں میں نے اس مسواک کو چبایا اور میرے چبائے ہوئے نرم کئے ہوئے مسواک کو اللہ کے محبوب نے اپنے منہ میں لے کر چبایا وہ فرماتی تھیں کہ یہ فضیلت بھی مجھے ملی کہ

آپ کے پردہ فرمانے سے پہلے میرے منہ کا لعاب اللہ تعالیٰ کے محبوب کے منہ کے لعاب کے ساتھ مل گیا۔

ایک بار عائشہ صدیقہ کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کو دنیا کی عورتوں پر وہ فضیلت حاصل ہے کہ جیسی شہید (ایک قسم کا کھانا) کو باقی کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔

ماں بیٹی کا مکالمہ

چنانچہ ایک مرتبہ فاطمہ الزہرہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں، ماں بیٹی کا رتبہ تھا مگر عمر کم ہونے کی وجہ سے آپس میں دوستانہ بھی تھا فاطمہ الزہرہ مسکرائیں پوچھا کیوں مسکراتی ہو؟ کہنے لگی کہ مجھے خیال آیا کہ آپ کے والد تو ابو بکر ہیں اور میرے والد تو محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں بس یہ بات سننی تھی کہ عائشہ صدیقہ نے تو نبی علیہ السلام کی تعریفیں کرنی شروع کر دیں:

فرمایا فاطمہ! تم نے سچ کہا کہ تم محمد مصطفیٰ ﷺ کی بیٹی ہو، میں ایمان ملا ان کے صدقے، قرآن ملا ان کے صدقے، ہدایت ملی ان کے صدقے، اللہ ملا ان کے صدقے، اتنی نبی علیہ السلام کی تعریفیں کی کہ دل کھول کر رکھ دیا اور جب خوب تعریفیں کر چکی اس کے بعد فرمانے لگیں کہ فاطمہ ایک بات میرے بھی دل میں آرہی ہے انہوں نے کہا کیا؟ کہنے لگیں میرے دل میں یہ بات آرہی ہے کہ آپ کے شوہر علی المرتضیٰ ہیں تو میرے شوہر بھی تو محمد مصطفیٰ ہیں، فاطمہ الزہرہ حیران ہوئیں تھوڑی دیر کے بعد پھر کہا کہ فاطمہ ایک اور بات بھی میرے ذہن میں آرہی ہے وہ یہ کہ جب آپ جنت میں جائیں گی تو آپ جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی مگر جس تخت پر آپ بیٹھیں گی آپ کے تخت پر علی المرتضیٰ ساتھ بیٹھیں گے اور فاطمہ جب میں جنت میں جاؤں گی تو میرے تخت پر محمد مصطفیٰ ساتھ بیٹھیں گے۔

ماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا احسان عظیم

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام ایک غزوہ پر تشریف لے گئے ایک مقام پر قیام فرمایا جس کا نام تھا ذات النخیش وہاں سے گذرتے ہوئے پانی تو تھا نہیں مگر عائشہ صدیقہؓ نے ایک ہار پہنا ہوا تھا فرماتی ہیں کہ وہ ہار میں نے اپنی بڑی بہن اسماء سے ادھار مانگا تھا وہ میرا ہار کہیں ٹوٹ کر گر گیا تو جب ٹوٹ کر گر گیا تو میں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا، نبی علیہ السلام نے قافلے کو روکنے کا حکم دیا، پڑاؤ ڈال دیا گیا اور نبی علیہ السلام نے دو بندوں کو بھیجا کہ جاؤ ہار کو ڈھونڈو اس دوران نبی علیہ السلام میری گود میں سر رکھ کر لیٹ گئے فرماتی ہیں کہ صحابہ کرام نے محسوس کیا کہ اگلی نماز کا وقت قریب ہے اور پانی یہاں ہے نہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب نے پڑاؤ کا حکم دیدیا تو ان میں سے ایک میرے والد صاحب کے پاس آئے اور آکر کہنے لگے کہ دیکھیں آپ کی بیٹی کا ہار ڈھونڈنے کے لئے یہاں پڑاؤ ڈالا گیا اور پانی ہے نہیں اور نماز کا وقت قریب ہو گیا ہے، تو صدیق اکبرؓ غصہ میں میرے خیمہ میں آئے، اللہ تعالیٰ کے محبوب آرام فرما رہے تھے تو صدیق اکبرؓ نے مجھے آہستہ آواز سے ڈانٹا اور کہا کہ عائشہ کیا مصیبت تم نے کھڑی کر دی کہ تمہارے ایک ہار کی وجہ سے پورے قافلہ کو روک لیا گیا، تم ایسی بے موقع بات کیوں کرتی ہو، اور یہ کہہ کر فرماتی ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ جو میرے والد تھے انہوں نے میرے بازو کے گوشت پر چٹکی بھری، جیسے غصہ میں مائیں اپنے بچوں کی چٹکی بھرتی ہیں، تو وہ فرماتی ہیں کہ مجھے سخت تکلیف ہوئی مگر میں ڈانٹ بھی برداشت کر گئی چٹکی کی تکلیف بھی برداشت کر گئی اس لئے کہ میری گود میں اللہ کے محبوب سوئے ہوئے تھے، کہیں ان کی غیند میں خلل نہ آجائے، فرماتی ہیں کہ میرے اس صبر کا فوراً اللہ نے اجر دیا کہ اللہ رب العزت کے محبوب جب تھوڑی دیر بعد سو کر اٹھے تو آپ کے اوپر اللہ کا قرآن نازل ہوا اور اس میں تیمم کر کے نماز پڑھنے کی آیات نازل

ہو گئیں، فرماتی ہیں کہ پھر میرے والد مسکراتے اور ہنستے ہوئے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ عائشہ تو کتنی خوش قسمت ہے تیری وجہ سے اللہ نے امت کے لئے آسانی کر دی، اب اگر کہیں پانی نہ ملے تو امت کے لئے تیمم کر کے نماز پڑھنے کا مسئلہ واضح ہو گیا، صحابہ کرام فرمایا کرتے تھے اماں عائشہ صدیقہ کا یہ احسان ہم کبھی بھی نہیں بھول سکتے۔

حضرت عائشہؓ کی محبت کا امتحان

غزوہ خیبر کے بعد جب مسلمانوں کے پاس مال و دولت کی خوب ریل پیل ہو گئی تو اس وقت بعض ازواج مطہرات نے بھی عرض کیا کہ ہمیں بھی آپ کچھ سالانہ خرچہ دیجئے، بڑھائیے بہت تنگی ہے کئی کئی دن فاقے میں گزرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے محبوب کو یہ بات ناپسند ہوئی کہ میری بیویاں اپنے خرچے کی بات کریں تو آپ نے ایک مہینہ کے لئے اپنی بیویوں سے الگ وقت گزارا تو اس کے بعد آیاتِ تنخیر نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ﴾ اے نبی علیہ السلام کی بیویوں! اگر تم دنیا اور اس کی زیب و زینت کو چاہتی ہو تو ہم تمہیں کئی گنا مال دیدیں گے مگر تمہیں نبی علیہ السلام سے دور ہونا پڑے گا اور اگر نبی علیہ السلام کو پسند کرتی ہو تو پھر تمہیں اس قسم کا کوئی مطالبہ ہی نہیں رکھنا پڑے گا تو جب یہ آیت اتری تو فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب میرے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کے دل میں یہ بات تھی عائشہ عمر میں سب سے چھوٹی ہے پتہ نہیں یہ کیا فیصلہ کر سکے یا نہ کر سکے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ عائشہ میں تمہارے سامنے ایک بات پیش کر رہا ہوں مگر تم فیصلہ کرنے سے پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لینا اس سے نبی علیہ السلام کی محبت کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نہیں چاہتے تھے کہ یہ مجھ سے دور ہو، تو آپ نے فرمایا کہ عائشہ تم اپنے والدین سے مشورہ کر لینا میں نے پوچھا کونسی بات؟ تو نبی علیہ السلام نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح سے

وجی اتری ہے کہ تم یا تو دنیا کی زیب و زینت کو پسند کر لو تو تمہیں ہم کئی گنا زیادہ دنیا کا مال و دولت کی ریل پیل دیدیں گے، تمہیں خوش کر دیں گے یا پھر تم اللہ کے محبوب کو چن لو تو فرماتی ہیں کہ میں نے اسی وقت کہا کہ اس میں مجھے والدین سے مشورہ کرنے کی کیا ضرورت ہے میں دنیا کی زیب و زینت کو چھوڑتی ہوں اور اللہ کے محبوب کو اپنے لئے پسند کرتی ہوں، یہ سن کر اللہ کے محبوب مسکرائے تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے محبوب میرا یہ جواب باقی از واج مطہرات کونہ بتانا اللہ کے محبوب نے کہا نہیں میں تو سچ کچھ کہنے والا ہوں چنانچہ باقی از واج مطہرات کو جب پتہ چلا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ نے یہ کہا تو سب نے وہی الفاظ کہے چنانچہ سب از واج مطہرات نے اللہ کے محبوب کو پسند فرمالیا۔

حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی پر اللہ کی گواہی

ہوایہ کہ غزوہ بنی مصطلق میں نبی علیہ السلام کے ساتھ عائشہ صدیقہؓ تھیں جب وہاں سے واپسی ہونے لگی تو نبی علیہ السلام نے کوچ کا حکم دیا دستور اس زمانہ میں یہ تھا کہ از واج مطہرات کے لئے ایک پاکلی بنائی ہوئی ہوتی تھی اس میں صحابہ جب پردہ کر لیتے تھے تو زوجہ محترمہؓ آکر بیٹھ جاتی تھیں اور پھر پانچ چھ آدمی اس کو اٹھا کر اونٹ کے اوپر رکھ دیتے تھے، فرماتی ہیں کہ جب تیاری ہونے لگی تو میں نے سوچا کہ سفر لمبا ہوگا بہتر ہے کہ میں قضائے حاجت سے فارغ ہو جاؤں جب میں قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آگئی اور ہودہ (پاکلی میں) میں بیٹھنے لگی تو لوگوں نے پردہ کیا ہوا تھا اس وقت مجھے خیال آیا کہ میرا ایک ہار تھا جو کہیں گر گیا میں نے سوچا کہ ابھی تو کچھ وقت ہوگا اسلئے بہتر ہے کہ میں ہار کو ڈھونڈ آتی ہوں جہاں میں گئی تھی تو میں پاکلی میں بیٹھنے کی بجائے پھر ہار ڈھونڈنے چلی گئی تھوڑی دیر بعد جب صحابہ کرام متوجہ ہوئے تو انہوں نے یہ محسوس کیا کہ شاید ام المؤمنین اندر بیٹھ گئی ہیں لہذا انہوں نے اس پاکلی کو اٹھا کر اوپر رکھ دیا فرماتی

ہیں میری عمر بھی چھوٹی تھی وزن بھی ہلکا تھا اور پانچ چھ آدمی اٹھانے والے تھے تو ان کو پتہ ہی نہ چلا کہ اندر کوئی بیٹھا بھی ہے یا نہیں اب جب پاکی اونٹ پر رکھ دی گئی اور سب لوگ تیار ہو گئے تو قافلہ چل پڑا فرماتی ہیں ہارڈ حفوظ تے ہوئے مجھے ذرا دیر ہو گئی جب میں واپس آئی تو میں نے دیکھا کہ قافلہ تو وہاں سے چلا گیا اب ان کی عقل مندی دیکھیں کہتی ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب جب دیکھیں گے کہ میں اس پاکی میں نہیں تو آپ اسی جگہ پتہ کروائیں گے جہاں سے اونٹ چلے تھے، لہذا میں آرام کے ساتھ وہیں پر بیٹھ گئی، تھکی ہوئی تھی مجھے نیند آئی تو میں اپنی چادر اوپر لے کر سو گئی۔

نبی علیہ السلام کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کہیں سے کوچ ہوتا تو وہاں ایک صحابی کو متعین کر دیتے تاکہ وہ بعد میں دیکھے کوئی گری پڑی چیز کوئی بھولی چیز رہ جائے تو ان تمام چیزوں کو وہ سمیٹ کر لے آئیں، تو صفوان بن موطل ایک صحابی تھے جو بدری صحابی تھے اور بچی عمر کے بندے تھے ان کو نبی علیہ السلام نے اس کام کے لئے متعین کر دیا جب وہ چکر لگانے کے لئے آئے تو انہوں نے مجھے دیکھا کہ کوئی چادر میں لپٹا سو رہا ہے تو انہوں نے پہچان لیا کہ یہ تو ازوج مطہرات کے خیمہ کی جگہ تھی اور انہوں نے مجھے نکاح سے پہلے چھوٹی عمر میں دیکھا بھی ہوا تھا تو وہ پہچان گئے کہ میں ام المؤمنین ہوں اور میں یہاں چھپے رہ گئی تو انہوں نے اونچی آواز سے پڑھا اللہ وانا لله وارجعون، فرماتی ہیں ان کی آواز سن کر میں اٹھ بیٹھی اور اپنے آپ کو اچھی طرح چادر میں لپیٹ لیا انہوں نے اپنے اونٹ کو میرے قریب بٹھا دیا میں اونٹ کے اوپر بیٹھ گئی اور وہ اس کی رسی پکڑ کر چل پڑے حتیٰ کہ وہ جا کر قافلے کے ساتھ مل گئے قافلے کے اندر کچھ منافقین لوگ تھے جو نبی علیہ السلام کو دکھ پہنچانے کے لئے ہر وقت موقع کی تلاش میں ہوتے تھے، جب ان کو یہ پتہ چلا تو انہوں نے تو اس کا جتن کڑ بنا لیا، کچھڑا اچھا لٹا شروع کر دیا اور جب نبی علیہ السلام مدینہ پہنچے تو انہوں نے پورے شہر میں یہ بات پھیلادی

کہ آپ کی یہ زوجہ معاذ اللہ ارادۂ پیچھے رہیں اور ایک صحابی بھی تھے اور ہمارا خیال ہے کہ یہ اس سے بچ نہیں سکیں۔

اب یہ بات سارے شہر میں پھیل گئی منافقین نے اس کو ہر کان میں پہنچا دیا اتنا پروپیگنڈا کیا کہ کئی مسلمانوں کو بھی اس بات پر دل میں شک پیدا ہو گیا کہ آخر پیچھے کیوں رہیں؟، پھر اتنا وقت وہاں رہیں پھر جوان آدمی وہ بھی تھا پھر دونوں مل کر آئے تو جیسے ایک عام سوچ ہوتی ہے بندے کی، ایک مہینہ پروپیگنڈا ہوتا رہا فرماتی ہیں میں گھر میں آ کر سفر کے بعد بیمار ہو گئی اور مجھے کسی بات کا پتہ ہی نہیں چلا ایک دن ایک رات کو میں ایک صحابیہ کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے باہر گئی تو وہ صحابیہ کسی جگہ پر گرنے لگیں تو انہوں نے اپنے بیٹے کے لئے بددعا کر دی ام مسطح انکا نام تھا جب انہوں نے بددعا کی تو میں نے انہیں کہا کہ اپنے بیٹے کے لئے تو کوئی بددعا نہیں کرتا، انہوں نے کہا کہ تمہیں پتہ نہیں کہ میرے بیٹے نے کیا کہا؟ میں نے کہا مجھے تو نہیں پتہ، اس وقت انہوں نے مجھے سارا واقعہ سنایا کہ اس اس طرح یہ بات تو ہر گلی کوچہ کا تذکرہ بن چکی ہے، اور آپ کے اوپر تو عجیب عجیب الزام لگ رہے ہیں فرماتی ہیں کہ یہ بات سن کر میرے پاؤں تلے کی زمین ہی نکل گئی، اب جب میں واپس آئی تو نبی علیہ السلام میرے حجرے میں آئے، میں نے سلام کیا تو نبی علیہ السلام نے جواب دے کر اپنا رخ دوسری طرف فرمالیا میں دوسری طرف گئی اور ادھر سے سلام کیا تو اللہ کے محبوب نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا، میں پہچان گئی کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کا دل بہت غمزدہ ہے اور پتہ نہیں آپ کو کیا کیا باتیں سننے میں آئی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے محبوب نے یوں پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے فرماتی ہیں کہ یہ جو الفاظ تھے تاکہ ان کا کیا حال ہے؟ میرے بارے میں میری حالت پوچھ رہے ہیں اور یوں فرماتے ہیں کہ ان کا کیا حال ہے؟ تو میں پہچان گئی کہ یہ معاملہ تو بہت سنگین ہو گیا ہے چنانچہ میں نے اللہ کے محبوب سے عرض کیا اے اللہ کے محبوب اگر آپ مجھے اجازت دیں

تو میں کچھ دن کے لئے میں اپنے والد کے گھر چلی جاؤں اللہ کے محبوب نے اشارے سے ہاں کر دی اور میں اپنے والد کے گھر آ گئی جب عورتوں پر ایسی مصیبتیں پڑا کرتی ہیں پھر ان کو اپنے ماں باپ یاد آتے ہیں۔

فرماتی ہیں میں اپنے والد کے گھر میں آئی میری والدہ نے دروازہ کھولا میں نے دیکھا کہ میری والدہ کی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں، جب اندر پہنچی تو میں نے دیکھا میرے والد ابو بکر صدیق چار پائی پر بیٹھے ہیں قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں اور ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ کر رہے ہیں اس ماں اور باپ کا کیا حال ہو کہ جن کی بیٹی پر الزام لگے وہ بیٹی جو اللہ کے محبوب کے نکاح میں ہے ان کے لئے مصیبت کا پہاڑ تھا جو نوٹ پڑا فرماتی ہیں کہ جب میں نے اپنی والدہ کو بھی غمزدہ دیکھا اپنے والد کو بھی غمزدہ دیکھا تو اب میں سوچنے لگی کہ اب میں کس کے پاس جاؤں خاوند آخری سہارا ہوتا ہے وہ بھی مجھ سے خفا، ماں باپ سہارا ہوتے ہیں وہ بھی غمزدہ ہیں اب میں کیا کروں؟ فرماتی ہیں اس وقت مجھے اپنا رب یاد آیا میں اپنے مکان کے ایک کونے کی طرف چلی گئی میری والدہ نے پیچھے سے مجھے دیکھا کہ بیٹی غمزدہ ہے کہیں کوئی انتہائی قدم نہ اٹھالے، میں نے مصلیٰ بچھایا اور مصلیٰ بچھا کر میں سجدے میں چلی گئی اور میں نے اللہ رب العزت سے دعا کرنی شروع کر دی اے مسکینوں کے پروردگار اے ضعیفوں کے پروردگار اللہ! سب فریاد کرنے والے تیرے دروازے کو کھٹکھٹاتے ہیں، آج تیرے محبوب کی حمیرہ بھی تیرے دروازے کو کھٹکھٹاتی ہے، اللہ! یوسف علیہ السلام پر بہتان لگا تھا آپ نے ان کی پاکدامنی کو واضح فرما دیا، بی بی مریم پر بہتان لگا تھا ان کی بھی پاکدامنی کو واضح فرما دیا، اللہ! آج آپ کی حمیرہ پر بھی بہتان لگا ہے میں فریاد کرتی ہوں اللہ! میرے محبوب کے دل کو میری طرف سے صاف فرما دیجئے، ان کو تسلی دید دیجئے فرماتی ہیں میں رو رہی تھی دعا میں کر رہی تھی۔

ادھر اللہ تعالیٰ کے محبوب نے گھر کی عورتوں سے میرے بارے میں تحقیق کی

چنانچہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے نہ نب بنت جحش سے پوچھا کہ تم عائشہ کے بارے میں کیا کہتی ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ان میں خیر کے سوا کچھ نہیں پایا، پھر انہوں نے گھر میں کام کرنے والی ام ایمن سے پوچھا کہ تم عائشہ کے بارے میں کیا جانتی ہو انہوں نے کہا کہ بھولی بھالی لڑکی ہے اتنی بات ہے کہ سوئی رہتی ہے اور کئی مرتبہ آٹا بکری کھا جاتی ہے، اس کے علاوہ تو میں نے کوئی اور چیز نہیں دیکھی، اللہ تعالیٰ کے محبوب کو میرے بارے میں تسلی ہوگئی۔

چنانچہ آپ مسجد نبوی میں تشریف لائے کیوں کہ ایک مہینہ سے اللہ کے محبوب غمزہ تھے تو آپ کے جاں نثار پروانے صحابہ بھی بہت دکھی تھے، چنانچہ نبی علیہ السلام مسجد نبوی میں آکر بیٹھے صحابہ بھی خاموش ہیں آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں ٹوٹ رہی ہیں، اللہ کے محبوب خاموش بیٹھے ہیں، نبی علیہ السلام نے اس وقت صحابہ سے بھی مشورہ کیا۔

صدیق اکبر تو چونکہ والد تھے اور اپنے گھر پر تھے باقی صحابہ وہاں موجود تھے تو نبی علیہ السلام نے عمر ابن خطابؓ سے پوچھا عمر آپ اس معاملہ میں کیا کہتے ہیں، تو عمرؓ نے جواب دیا اے اللہ کے محبوب! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا پاک بنایا کہ گندی مکھی بھی تبھی آپ کے جسم کے ساتھ نہیں لگی، یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کی زوجہ جس کے ساتھ آپ ایک بستر پر رات گزاریں اس کے اندر کوئی گندگی ہو اور یہ بات کہہ کر انہوں نے کہا کہ میرا تو دل کہتا ہے سبحانک ہذا بہتان عظیم، یہ تو بہت بڑا بہتان ہے، نبی علیہ السلام نے اس کے بعد عثمان غنیؓ سے پوچھا آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عثمان غنیؓ نے جواب دیا اے اللہ کے نبی آپ کو اللہ تعالیٰ نے اتنی عظمت دی کہ آپ کا سایہ بھی زمین پر نہیں پڑتا اسلئے کہ کسی کا پاؤں اس سائے کے اوپر نہ پڑ جائے تو جس پروردگار نے آپ کے سائے پر دوسروں کے پاؤں پڑنے کو پسند نہیں کیا یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کی زوجہ پر دوسرے کو اللہ تعالیٰ قابو عطا فرمادیں، نبی علیہ السلام نے سنا تو آپ کو کچھ مزید تسلی ہوئی،

علی بیٹھے تھے پوچھا علی آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی علیہ السلام! ایک مرتبہ آپ کے نعلین مبارک کے ساتھ نجاست لگ گئی تھی گندگی لگ گئی تھی، آپ پہننا چاہتے تھے تو جبرئیل امین کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلادیا تھا کہ اس جوتے پر نجاست لگی ہوئی ہے تو جو پروردگار نجاست والا جوتا آپ کو پہننے نہیں دیتا وہ نجاست والی بیوی آپ کے بستر پر کیسے آنے دے گا اللہ کے محبوب کو تسلی ہوگئی، مگر آپ خاموش تھے تو علی نے آپ کا دل رکھنے کے لئے کہا اللہ کے نبی علیہ السلام! کیوں غمزدہ ہوتے ہیں آپ کے لئے عورتوں کی کمی تو نہیں ہے جب انہوں نے یہ بات کہی تو عمر کو پھر جوش آیا کھڑے ہو گئے کہنے لگے اللہ کے محبوب! آپ مجھے اتنا بتلا دیجئے کہ آپ نے ان سے اپنی مرضی سے نکاح کیا تھا یا اللہ رب العزت کی مرضی سے نکاح کیا تھا؟ تو نبی علیہ السلام نے انگلی سے اشارہ آسمان کی طرف کر دیا کہ میں نے اللہ رب العزت کی مرضی سے نکاح کیا تھا، تو عمر نے کہا کہ اے اللہ کے محبوب! جس کو اللہ نے آپ کی بیوی بنایا اس کے بارے میں تو اس بات کا تصور ہی نہیں کر سکتے آپ عمر کو اجازت دیں میری تلوار ان منافقین کی گردنوں کے لئے کافی رہے گی چنانچہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کو مزید تسلی ہوگئی۔

چنانچہ اس کے بعد نبی علیہ السلام اٹھے اور صدیق اکبر کے گھر تشریف لے آئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ ”ام رومان“ جو عائشہ صدیقہ کی والدہ تھیں انہوں نے دروازہ کھولا نبی علیہ السلام اندر تشریف لے آئے ابو بکر صدیق ؓ تلاوت کرتے ہوئے اٹھے انہوں نے بھی سلام کیا اور نبی علیہ السلام کو چار پائی کے اوپر بٹھا دیا نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ ماں بھی ہے والد بھی ہیں مگر میری حمیرہ کہیں نظر نہیں آتی تو نبی علیہ السلام نے پوچھا حمیرہ کہاں ہے؟ تو والدہ نے بتایا کہ وہ تو مصلے پر سجدے میں اپنے رب کے سامنے دعائیں مانگ رہی ہے فرماتے ہیں اس وقت میری والدہ نے آواز دی بیٹی اٹھ اور اللہ کے محبوب کا استقبال کر فرماتی ہیں،

میراجی چاہا میں انھوں اور میں اللہ کے محبوب کے قدموں سے لپٹ جاؤں اور اللہ کے محبوب کو اپنی پاکدامنی کی یقین دہانی کراؤں مگر میں نے دل میں سوچا اب تو میں نے احکم الحاکمین کے دربار میں اپنا فیصلہ پیش کر دیا ہے، اب وہی میری مدد فرمائے گا۔

نبی اکرم ﷺ کے سبق آموز جملے

کہتی ہیں یہ آوازیں کہ میں انھی اور آ کر میں نبی علیہ السلام کے قریب بیٹھ گئی اللہ رب العزت کے محبوب کی طبیعت میں غصہ نہیں تھا شفقت تھی، آپ میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا ”عائشہ اگر تم پاکدامنی پر ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری پاکدامنی کی وضاحت فرما دے گا، اور اگر تم سے کوئی غلطی ہوئی تو عائشہ استغفار کر لو تو بہ کر لو اللہ تعالیٰ تو بہ کرنے والوں کی تو بہ کو قبول کر لیتے ہیں“

اللہ کے محبوب کے ان الفاظ میں خاوندوں کے لئے کتنا بڑا سبق ہے کہ بیوی پر زنا کا الزام لگے پورے شہر کے اندر اسکا ڈھنڈورا بٹے اللہ کے محبوب ناراض پھر بھی نہیں سمجھاتے ہیں، اے عائشہ اگر تم سے کوئی غلطی ہوئی تم استغفار کرو اور اللہ سے معافی مانگو اللہ تعالیٰ تو تو بہ کو قبول کرنے والا ہے، فرماتی ہیں جب یہ آپ ﷺ نے الفاظ کہے تو میرے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے میری آنکھوں سے آنسو آنے لگ گئے میں نے اپنی والدہ کو دیکھ کر کہا امی میں چھوٹی عمر کی ہوں آپ ہی میری طرف سے کوئی جواب دیدیتے والدہ رو کر کہنے لگی کہ بیٹی ہم کیا کہہ سکتے ہیں، میں نے والد کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا کہ ابو آپ میرے پارے میں آپ ﷺ کو جواب دیں مگر وہ بھی اتنے غمزدہ تھے کہ ان کی بھی زبان نہیں کھلتی تھی، جب میں نے دیکھا کہ اب نہ ماں جواب دے رہی ہے نہ باپ جواب دیتا ہے، تو جواب تو مجھے ہی دینا پڑے گا، فرماتی ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا میں نے اتنی بات کہی اے اللہ کے محبوب! آپ اتنے لوگوں کی باتیں سن چکے ہیں

اگر میں آپ کو یقین دہانی بھی کروانے کی کوشش کروں گی تو شاید آپ کے دل میں یہ بات نہ آئے لہذا میں وہی کہتی ہوں جو یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا "لَصَبْرٌ جَمِيلٌ" میں صبر کرتی ہوں اور یہ کہا تھا "إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ" میں اپنا غم اور اپنا دکھ اور درد اللہ کے سپرد کرتی ہوں فرماتی ہیں میرے اس دکھے دل سے یہ آواز نکلی اور اللہ رب العزت کی رحمت آگنی میں دل میں سوچا کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نبی علیہ السلام کو خواب کے ذریعہ سے حقیقت کی اطلاع دیدیں گے،

مگر میں نے کیا دیکھا اللہ کے محبوب کی آنکھیں بند ہو گئیں اور سردی کے موسم میں آپ کی پیشانی پر پسینے کے قطرہوں کے ستارے چمکنے لگے، اللہ کے محبوب نے اپنے اوپر کپڑا ڈال لیا یہ وہ کیفیت تھی کہ جس میں وحی اترتی تھی فرماتی ہیں جب میری والدہ نے اور میرے والد نے دیکھا کہ اللہ کے محبوب پر وحی اتر رہی ہے تو انہوں نے ہلکے ہلکے کر رونا شروع کر دیا ان کو نہیں پتہ تھا کہ اللہ کے محبوب پر کیا وحی اترے گی، فرماتی ہیں تھوڑی دیر کے بعد اللہ کے محبوب نے جب کپڑا ہٹایا تو آپ کا مسکراتا چہرہ اس طرح سامنے آیا جس طرح بادلوں میں سے چودھویں کا چاند نکل آتا ہے، آپ نے فرمایا عائشہ تمہیں مبارک ہو اللہ نے تمہاری برأت خود عطا فرمادی اور ایک آیت نہیں دو آیت نہیں دس آیتیں اللہ نے تمہاری پاکدامنی کے بارے میں نازل فرمائیں اور ارشاد فرمایا

﴿أُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ﴾

یہ بڑی ہے ان تمام باتوں سے جو باتیں یہ منافق کرتے پھرتے ہیں، فرمانے لگے کہ یہ بات سن کر میری والدہ کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ پڑی کہنے لگی بیٹی اٹھو اور اللہ کے محبوب کا شکر یہ ادا کرو، تو فرمانے لگی کہ میں نماز میں آکر کہنے لگی میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میری لاج رکھ لی،

سنئے جب عورت پاکدامن ہوتی ہے تو اللہ رب العزت اسکو دنیا میں رسوا

نہیں ہونے دیتے بلکہ اللہ تعالیٰ آسمانوں سے اس کے لئے گواہیاں دے دیا کرتے ہیں لہذا جو عورت آج ان تین باتوں کے اوپر پابند رہے:

..... نیکو کار بنے،

..... اپنے خاوند کے ساتھ دل کی محبت رکھنے والی بنے،

..... اور اپنے ناموس اور اپنے مال اور اولاد کے بارے میں امانت کرنے والی ہو وہ عورت اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ عورت ہے اللہ تعالیٰ تمام عورتوں کو ان صفات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا
وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾

ازدواجی زندگی کی بہار



ازا قادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب دامت برکاتہم
(نقشبندی مجددی)

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ	شمار	عناوین	صفحہ
۱۳	زندگی کیوں کرا جڑی	۶۲	۱	انسانی زندگی کے مراحل	۳۶
۱۵	ورد بھر واقعہ	۶۳	۲	اسلام میں نکاح کا مقام	۴۷
۱۶	بیوی میں کیا کیا تلاش کرے	۶۳	۳	جیون ساتھی	۴۸
۱۷	انتخاب سے قبل طبی معائنہ	۶۶	۴	آزادی کے نام پر مکاری	۴۹
۱۸	نکاح کس سے کرے؟	۶۷	۵	پندرہ چیزوں میں جلدی کا ختم	۵۰
۱۹	بیٹی کو نصیحتیں	۶۸	۶	نکاح برکت رزق کا سبب	۵۱
۲۰	عورت کو ایک مشورہ	۶۹	۷	اچھے مرد کی پہچان	۵۲
۲۱	خاوند کو چند نصیحتیں	۷۲	۸	عورت اور مرد کا دائرہ عمل	۶۳
۲۲	ایک بیوی کا عہدہ نما	۷۳	۹	مودت اور رحمت	۵۴
۲۳	حضرت عمرؓ کی عدالت میں	۷۴	۱۰	ساتھی کی تلاش	۵۶
			۱۱	ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اہم مشورہ	۵۹
			۱۲	نکاح کرنے والوں کے لئے بشارت	۶۱
			۱۳	شریک حیات کے انتخاب میں غلطی	۶۱

اللہ اللہ اللہ

اقتباس

ایک بات ذہن میں رکھئے کہ آج کل ایک بہت بڑی غلطی یہ کی جاتی ہے کہ مرد شادی کرنے کے لئے عورت میں فقط نسوانیت دیکھتے ہیں، تین لفظوں کو یاد کر لیں!

ایک نسوانیت

ایک انسانیت

اور ایک ایمانیت

یہ تینوں الگ الگ چیزیں ہیں ایمانیت تو یہ ہے کہ کوئی عورت اللہ تعالیٰ پر اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے کلمہ پڑھ کر مسلمان بن جائے، اس دین کو قبول کر لیں یہ ایمانیت ہے، لیکن اس کے بعد اس کے اندر اخلاق بھی اچھے ہوں، صداقت ہو، دیانت ہو، امانت ہو، خدمت ہو، وفا ہو، ان تمام چیزوں کو انسانیت کہتے ہیں، اور ظاہر میں بھی اس کے نقشِ نین اچھے ہوں قد و قامت اچھا ہو، دیکھنے میں مرد کے لئے اچھے جاذبیت ہو، اس کو نسوانیت کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوْا اِلَیْهَا وَجَعَلَ

بَیْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

انسانی زندگی کے مراحل

انسانی زندگی کے مختلف دور ہوتے ہیں، ابتدا میں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس زندگی کو بچپن کہتے ہیں، اس بچپن کی عمر میں بچہ کھانا پیتا ہے، تھوڑا بڑا ہو جائے تو سارا دن کھیلتا ہے، یہی اس کی زندگی کا وظیفہ ہے، ماں باپ بھی اس کو خوش رکھنے کے لئے اور کھیلنے کے لئے کھلونے لے کر دیتے ہیں اور وہ خود بھی گھر میں ایک کھلونے کے مانند ہوتا ہے، گھر کا ہر مرد اور ہر عورت اس بچے سے بات کر کے اس کو گود میں لے کر اس کو پیار کر کے خوش ہوتے ہیں اس بچے کے اوپر گھر کے لوگ اس کی خوشی پر خوش ہوتے ہیں اور بچے کے رونے پر گھر کے لوگ روتے ہیں وہ ہوتا تو چھوٹا سا بچہ ہے لیکن پورے گھر کے لوگوں کے دلوں کی جان ہوتا ہے، ذرا بچہ کی آواز آئے تو سارے گھر والے فوراً متوجہ ہوتے ہیں کہ بچہ کیوں رورہا ہے، جب اس سے کچھ بڑی عمر کا ہوتا ہے تو اسے لڑکپن کہتے ہیں، اس

لڑکپن کی عمر میں اس بچہ کی تعلیم کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا ہے، دینی تعلیم بھی دلوائی جاتی ہے، قرآن مجید بھی پڑھایا جاتا ہے، اور پھر اسکول بھی بھیجا جاتا ہے دنیا کی تعلیم کے لئے، ماں باپ اس کے ذمہ پڑھائی لگاتے ہیں تاکہ یہ بچہ اچھے انداز سے پڑھے، تو اس عمر میں بچہ مدرسہ میں، اسکول کالج میں پڑھتا ہے اور ماں باپ کی امتگوں کو پورا کرتا ہے، جو فارغ وقت ہوتا ہے وہ پھر اسی طرح کھیل کود میں گذرتا ہے، حتیٰ کہ پھر ایک ایسی عمر آتی ہے کہ جس میں آکر لڑکا یا لڑکی دونوں بالغ ہو جاتے ہیں، جوان ہو جاتے ہیں، اور ان کی تعلیم کا سلسلہ بھی مکمل ہو جاتا ہے، تو جب لڑکے کی تعلیم کا سلسلہ مکمل ہو تو اب ماں باپ اس کو کسی بزنس میں لگاتے ہیں، یا کسی نوکری میں لگاتے ہیں، یعنی کوئی نہ کوئی کمائی کا ذریعہ اس بچہ کے لئے بنایا جاتا ہے، جب اس بچہ کو حلال روزی بھی ملنی شروع ہو جائے اور جوانی کی عمر ہو، اسی طرح لڑکی بھی گھر میں رہ کر بھرپور جوانی کی عمر میں پہنچ جائے تو اب ان کی زندگی کا ایک اگلا مرحلہ شروع ہوتا ہے، جس کو ازدواجی زندگی کہتے ہیں یا شادی شدہ زندگی کہتے ہیں اسکے لئے لڑکے کے ماں باپ بھی رشتہ ڈھونڈتے ہیں لڑکی کے والدین بھی رشتہ دیکھتے ہیں، پھر جہاں دونوں طرف مناسب معلوم ہوتا ہے تو لڑکے اور لڑکی دونوں کا نکاح کر دیا جاتا ہے، اور یہ دونوں پھر ایک دوسرے کے ساتھ میاں بیوی بن کر زندگی گزارتے ہیں۔

اسلام میں نکاح کا مقام

دین اسلام نے نکاح کو عبادت کہا چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا [النکاح نصف الايمان] کہ نکاح تو آدھا ایمان ہے اور احادیث میں آتا ہے کہ جب آدمی نکاح کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک نماز پڑھنے پر اکیس نمازوں کے پڑھنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں، یہ اسلئے کہ اب اس نو جوان پر حقوق العباد بھی ہیں اور حقوق اللہ بھی ہیں جب حقوق العباد پورا کرنے کے بعد پھر اس نے

حقوق اللہ کو پورا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اجر و ثواب کو بڑھا دیا، دنیا میں دین اسلام ہی نے ازدواجی زندگی کو عبادت کہا، ورنہ تو پہلے مذاہب ایسے تھے کہ ساری زندگی کنوارا رہنا نیکی سمجھتے تھے، وہ یہ کہتے تھے کہ مرد عیسیٰ صفت بن کر رہے اور عورت مریم صفت بن کر رہے اور دونوں کنوارے پن کی زندگی گذاریں تب جا کر اپنے رب کو راضی کر سکیں گے، اس کو رہبانیت کہتے ہیں دین اسلام نے کہا کہ یہ بدعت ہے، اللہ رب العزت نے اس کا کبھی بھی حکم نہیں دیا اسلئے کہا گیا [لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ] اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

جیون ساکھی

چنانچہ دین اسلام نے عورت کا وقار بڑھایا اور بتایا کہ جب انسان شادی شدہ زندگی گزارتا ہے تو بیوی اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونے میں معاون بنتی ہے، چنانچہ کہا گیا ہے کہ عورت انسانی زندگی کا نصف ہے اور بقیہ نصف زندگی کے بننے اور بگڑنے پر اثر انداز ہوتی ہے، جن معاشروں میں نکاح نہیں وہاں مرد اور عورت ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ زندگی گزارتے ہیں بوئے فرینڈ اور گرل فرینڈ بن کر زندگی گزارتے ہیں، دین اسلام میں یہ چیز حرام اور گناہ ہے مرد اور عورت ایک دوسرے کے قریب تب آ سکتے ہیں جب نکاح کے ذریعہ سے دونوں میاں بیوی بن جائیں، اب دیکھا بھی یہی گیا کہ جن ملکوں میں دوستانہ زندگی کی رسم و رواج عام ہیں وہاں پر عورت بہت زیادہ پریشان ہیں، چوں کہ وقتی ساتھی تو اس کو روز مل جاتے ہیں مگر زندگی کا ساتھی اس کو کوئی نہیں ملتا، چنانچہ ابتدائی جوانی میں تو وہ عورت مختلف لوگوں کے ساتھ وقت گذارتی ہے لیکن جب عمر تھوڑی سی زیادہ ہوتی ہے، مثال کے طور پر تیس سال سے اوپر، تو اب اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا، وہ تنہائیوں کی ماری اپنے گھر کے اندر نفسیاتی مریضہ بن کر زندگی گذارتی ہے، اسی لئے جب ایسی عورتوں سے پوچھا جاتا ہے

کہ تمہارا کیا حال ہے تو کہتی ہیں life is very deficult جن لوگوں نے تھوڑا تھوڑا وقت اس کے ساتھ گزارا ان کی اولاد بھی ہوگئی، مگر ذمہ دار وہ اس کے نہ بنے، بوجھ عورت ہی کے سر پر پڑ گیا اب یہ بیچاری روز دفتروں میں جا کر روزی بھی کمائے، اپنی اولاد کی پرورش بھی کرے گھر کی صفائی بھی کرے اور کھانا پکانا بھی کرے، تو اس طرح عورت پر بہت زیادہ بوجھ بڑھ گیا، یہ عورت کے ساتھ صریح نا انصافی ہے کہ مرد اس سے اپنا مطلب تو نکالے اور اس کی ذمہ داری کوئی نہ لے، اب نہ اس کو وراثت میں حصہ، نہ اس کے بچوں کا کوئی نگران، تو آزادی کے عنوان پر عورت کو ایسا خوبصورت دھوکا دیا گیا کہ اس کو گھر سے باہر نکال کر مردوں کے لئے کھلونا بنا دیا گیا۔

آزادی کے نام پر مکاری

چنانچہ نام تو آزادی کا ہے کہ ہم نے عورت کو آزاد کر دیا، مگر اس کو غور سے دیکھا جائے تو حقیقت میں اس کے پیچھے مرد کی مکاری شامل ہے، چونکہ مردوں کو پتہ ہے کہ اگر ہم نکاح کے ذریعہ سے میاں بیوی بن کر زندگی گزاریں گے، تو ہمیں اس عورت کو نان نفقہ یعنی خرچہ بھی دینا پڑے گا، اس کے بچوں کے بھی ہم ذمہ دار بن جائیں گے، اور ہماری وراثت میں بھی اس عورت کو حصہ مل جائیگا، اور مرد کوئی ذمہ داری لینا نہیں چاہتا، وہ چاہتا ہے کہ اگر بغیر ذمہ داری کے ہی میرا کام چلتا رہے تو یہ سب سے اچھا چنانچہ مکار مردوں نے بھولی عورتوں کو دھوکا دیا اور ان کو کہا کہ اگر تم گھر سے باہر آؤ تو یہ تمہارے لئے آزادی ہے، حقیقت میں آزادی کے نام پر اس کو بربادی کی دعوت دی گئی، اور وہی ہوا کہ ان ملکوں میں آج عورت اتنی پریشان ہے انکے دکھ درد کا ساتھی کوئی نہیں، جتنا بڑھا پان عورتوں کا برا گذرتا ہے وہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتیں، ایسی عورت کی زندگی میں کیا خوشیا ہوں گی کہ جس کی عمر ابھی پینتیس سال ہی ہے اور وہ اپنے گھر میں سارا

دن اور رات اکیلی گزارتی ہے، نہ خوشی کا سا بھی نہ غم کا سا بھی دین اسلام نے، اسکا توڑ کیا اور عورت کو اس کے حقوق دیتے ہوئے کہا کہ جو مرد عورت کو قریب کرنا چاہتا ہے وہ اس کی پوری ذمہ داری کو قبول کرے، اس پوری ذمہ داری کو قبول کرنے کا نام نکاح ہے،

چنانچہ یہ یاد رکھیں کہ جہاں نکاح نہیں ہوگا وہاں زنا ہوگا، شیطان یہ کوشش کرتا ہے کہ نکاح نہ ہونے پائے چنانچہ ہمارے ماحول میں بھی کتنی مرتبہ بچیاں جوان ہو جاتی ہیں اور ماں باپ کے معیار ہی پورے نہیں ہوتے، جی ہمیں تو اتنا پڑھا لکھا لڑکا چاہئے، ایسا کاروبار ہو، ایسا گھر ہو، آئی ڈیل کی تلاش میں ابھی بڑی بیٹی کی شادی نہیں ہوتی اور اسکے نیچے کی تین بیٹیاں بھی جوان ہو چکی ہوتی ہیں، یہ سراسر بیوقوفی ہے، بھلا بچیاں جو آٹھ آٹھ دس دس سال سے جوان گھروں میں زندگی گزار رہی ہیں وہ اپنی سوچ کو کیسے پاک رکھ سکیں گی، چنانچہ شیطان کو موقع مل جاتا ہے، وہ پھر ان کو انٹرنیٹ کے ذریعہ دوستیاں سکھاتا ہے، سکول کالج کی دوستیاں سکھاتا ہے، کوئی نہ کوئی گناہ کا راستہ ان کے سامنے کھول دیتا ہے، اور اس کا گناہ جیسے لڑکی یا لڑکے کو ہوتا ہے اسی طرح اس کے ماں باپ کو بھی ہوتا ہے چنانچہ شریعت نے کہا کہ جو ماں باپ اپنے بچوں کی شادی کرنے میں دیر کرتے ہیں وہ بچے جو گناہ کریں گے اس کا وبال بچوں پر بھی ہوگا اور ماں باپ پر بھی ہوگا، اسلئے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بھی بیٹی کے لئے کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو تم اس کا جلدی سے جلدی نکاح کر دیا کرو۔

چند چیزوں میں جلدی کا حکم

سیدنا علیؑ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ چند چیزوں میں جلدی کرو!

☆..... جیسے نماز کا وقت ہو جائے تو پڑھنے میں جلدی کرو۔

☆..... جیسے کوئی آدمی فوت ہو جائے تو دفن کرنے میں جلدی کرو۔

☆..... اور جب بیٹی جوان ہو جائے اور اسکے لئے رشتہ میسر ہو تو اسکی شادی کرنے میں جلدی کرو، اتنا جہیز ہوا ایسا مکان ہو یہ وہ خواہشات ہیں کہ جن کی کوئی حد نہیں، دین اسلام نے کہا کہ ضروریات کی حد ہوتی ہیں لہذا تم ضرورتوں کو پورا کرو خواہشات کی کوئی حد نہیں ہوتی لہذا خواہشات کے پیچھے مت پڑو جتنا اللہ تعالیٰ نے دیا بس اس کے اوپر صبر شکر کی زندگی گزارو آگے بچے اور بچی میں اگر نیکی ہوگی دینداری ہوگی تو ان کا رزق اللہ تعالیٰ ان کو عطا کریں گے۔

نکاح برکتِ رزق کا سبب

چنانچہ دین اسلام میں یہ تصور ہے کہ جب بیوی آتی ہے تو اپنے ساتھ اپنا رزق لیکر آتی ہے، مرد اس بات کی تصدیق کریں گے کہ جب کنوارے تھے تو جتنا کھاتے تھے شادی کے بعد ان کے رزق میں اللہ تعالیٰ برکت دیدیتے ہیں اضافہ دیدیتے ہیں، بلکہ جب ان کا بچہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اور اضافہ کر دیدیتے ہیں، دوسرا بچہ ہو جائے تو اور اضافہ کر دیتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے رب کریم نے ارشاد فرمایا ﴿فَسَمْنًا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ﴾ ہم نے ان کے درمیان رزق کو تقسیم کیا یہ ہم کرتے ہیں لہذا کتنے نو جوان تھے جو کتنے غریب تھے شادی کے بعد ان کا ایسا نصیب کھلا کہ وہ وقت کے سینٹھ بن گئے تو عورت اپنا نصیب اپنے ساتھ لے کر آتی ہے چنانچہ دین اسلام نے عورتوں کے ساتھ بہت ہی زیادہ احسان کیا کہ ان کو حقوق دلوائے اور مردوں کو باندھ دیا کہ تم نکاح کے بغیر عورت کے قریب نہیں ہو سکتے نبی علیہ السلام نے امت پر اس بات کو اچھی طرح واضح کیا۔

لہذا عورتوں کو چاہئے کہ روزانہ درود شریف پڑھ کر نبی علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ بھیجا کریں اور دعا مانگا کریں اے اللہ تعالیٰ کے محبوب آپ کو ہماری طرف

سے سلام ہو اس طبقہ کی طرف سے جن کو زمانہ جاہلیت میں زندہ قبروں میں دفن کر دیا جاتا تھا آپ نے ہم کمزوروں کو وراثت میں حصہ دلایا آپ نے ماں کے قدموں میں جنت بتلائی، آپ نے اپنے آخری حج کے خطبہ میں بھی ہمیں یاد رکھا، عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی لہذا اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو بہترین اجر اور بدلہ نصیب کرے۔

اچھے مرد کی پہچان

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا [الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ] کہ دنیا متاع ہے پونجی ہے اور اس کی بہترین پونجی نیک عورت ہے تو پوری دنیا سرمایہ ہے اور بہترین سرمایہ نیک بیوی ہے، مردوں کو یہ بتایا گیا کہ عورتیں زندگی کا سب سے حسین سرمایہ ہوتی ہیں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا [حُبِّبَ إِلَيَّ النِّسَاءُ] میری فطرت میں بیوی کی محبت رکھ دی گئی چنانچہ آپ نے وصیت فرمائی کہ تم عورتوں کے ساتھ بھلائی کیا کرو ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا [خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي] تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو تم میں سے اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہتر ہوں، تو دیکھئے اللہ تعالیٰ کے محبوب نے اپنے آپ کی مثال پیش فرمائی آپ اللہ کے محبوب تھے انبیاء کے سردار ساری ساری رات عبادت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے، سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے سب سے زیادہ آخرت کی تیاری کرنے والے مگر آپ نے فرمایا کہ میں تم میں سے اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہتر ہوں تو کسی مرد کی اچھائی کا اندازہ اس کے دفتر کی زندگی سے نہیں لگائیں گے، اس کے دوستوں کی زندگی سے نہیں لگائیں گے، بلکہ اس کے گھر کے اندر کی زندگی سے لگائیں گے اگر وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ محبت پیار کی زندگی گزارتا ہے

تو وہ ایک اچھا انسان ہے اور اگر اپنے گھر میں اس نے مصیبت کا ماحول بنا رکھا ہے تو وہ ایک برا انسان ہے۔

عورت اور مرد کا دائرہ عمل

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کا دائرہ عمل الگ الگ کر دیا ماں کو مادہ متادی اور والد کو مشقت برداشت کرنے کا مزاج دیا، لہذا عورت گھر کے ماحول کے اندر رہ کر اپنے فرض منصبی کو پورا کرے اور باہر کی ذمہ داریوں کو مرد سنبھالے، ویسے بھی اگر آپ دیکھیں تو عورتیں عام طور پر مرد کی نسبت کمزور ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے مردوں کو مٹی سے بنایا، اور عورت کو مٹی سے نہیں بنایا بلکہ مرد کی پسلی سے بنایا، عورتیں مرد کے لئے فسٹ ڈیری ویو (FIRST DERIVATIVE) یعنی پہلی مشتق ہونے والی چیز کی حیثیت رکھتی ہیں اور جب بھی کوئی چیز کسی چیز کے لئے اول حصہ ہو تو وہ زیادہ نفیس ہوتا ہے زیادہ چمکدار ہوتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر عورتوں میں نرمی رکھی نزاکت رکھی، حسن و جمال رکھا، چوں کہ اس کی زندگی میں انہیں چیزوں کی ضرورت تھی، اور اس کے بالمقابل مرد کو ایسا جسم دیا جو مشقت برداشت کر سکتا ہے، اب اگر کسی عورت کو کہا جائے کہ ۱۰۰ کلو کی بوری اپنی کمر پر اٹھا کر فلاں جگہ پہنچاؤ تو وہ تو بیچارہ دبا کر مر ہی جائے گی، جبکہ مرد مشقت کے کام فیکٹریوں میں کارخانوں میں کرتے پھرتے ہیں۔

مرد کو اگر کہا جائے کہ تم تھوڑی دیر بچوں کو سنبھالو تو اس کے لئے پندرہ منٹ سے زیادہ گزارنا ایک مصیبت ہو جاتی ہے، اس لئے کہ اس کو یہ طبیعت دی ہی نہیں گئی جب کہ ماں اپنے بچوں کے ساتھ پورا دن رہتی ہے اور ان بچوں کے ناز برداشت کرتی ہے روتوں کو چپ کر دیتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طبیعت ہی ایسی بنائی، تو فطرت کا تقاضہ یہ ہے کہ مرد کا دائرہ کار الگ ہو اور عورت کا دائرہ کار الگ ہو، اب عورتیں خود سوچیں اگر گھر میں یہ رات سوئی ہوئی ہوں

اور باہر کوئی دروازہ کھٹکھٹائے تو اس وقت یہ خود باہر نکلتی ہیں؟ اندھیرے میں یا اپنے میاں کو بھیجتی ہیں، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورت اس لئے نہیں بنی کہ وہ باہر نکل کر لوگوں کے سامنے اپنی حفاظت خود کرے، اس کی حفاظت کے لئے اللہ نے مرد کو بنایا ہے، تو ذہن میں یہ بات اچھی طرح بٹھالیں کہ مرد کا دائرہ عمل گھر کے باہر کا ہے عورت کا دائرہ عمل گھر کے اندر کا ہے۔

مودت اور رحمت

مرد اور عورت جب گھر میں ایک دوسرے کے ساتھ ہوں تو جتنا محبت و پیار کی زندگی گذاریں اتنا زیادہ اچھا ہے، چنانچہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا [حُبِّ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاكُمْ فَلَئِنْ] مجھے تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں پسند ہیں فرمایا:

۱.....خوشبو

۲.....نیک بیوی

۳.....نماز

نماز روحانی معراج ہے روحانی سرور ہے، اور انسان کا جسمانی سرور وہ اس کی بیوی کے ساتھ وابستہ ہے، اس سے عورت کی جمالیاتی فطرت کی طرف بھی اشارہ ہے، چنانچہ عورتوں میں عام طور پر حسن و جمال کا خیال رکھنا اپنے آپ کو مین مین (maintain) کرنا ان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے رکھ دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَمِنْ اٰیٰتِہٖ﴾ اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے ﴿اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا﴾ کہ اس نے تم میں سے تمہارے لئے جوڑا بنایا ﴿لَتَسْكُنُوْا اِلَیْہَا﴾ تاکہ تم اس سے سکون پاؤ تو قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق شادی کا اصلی مقصد یہ ہوتا ہے کہ بیوی خاوند کے ذریعہ سے سکون پائے اور خاوند اپنی بیوی کے ذریعہ سے سکون پائے، اور آگے فرمایا ﴿وَجَعَلَ

بَيْنَكُمْ مَوَدَّةٌ وَرَحْمَةٌ ﴿۱﴾ اور تمہارے درمیان مودت اور رحمت رکھ دی، اب دیکھئے دو لفظ استعمال کئے شریعت نے: (۱) مودت (۲) رحمت

”مودت“ کہتے ہیں محبت کو تو جوانی کی عمر میں چونکہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کی فطری طور پر ضرورت بھی ہوتی ہے تو اس کیفیت کو مودت کہا، اور جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو اس وقت ان کی جسمانی ضرورت تو گھٹ جاتی ہے، البتہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑے رہنے کے لئے ایک دوسرے کی گذری ہوئی زندگی کے اوقات کو یاد کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ رحمت کا معاملہ کریں بڑھاپے میں خاوند یہ سوچے کہ یہ وہ بیوی ہے جس نے اپنی جوانی میری خاطر گزار دی اور اس نے اپنی زندگی کے بیس سال پچیس سال تیس سال میری خدمت میں گزار دئے، لہذا اب اگر اس کا مزاج چڑچڑاہن گیا یا اس کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی تو اتنا عرصہ میرے ساتھ گزارنے کا بھی تو اس کو کریڈٹ (credit) ملنا چاہئے اس کو رحمت کہتے ہیں۔

اسی طرح بیوی بھی سوچے کہ آج میرا خاوند لاٹھی لے کر چل رہا ہے مگر یہ وہی تو ہے کہ جس نے مجھے جوانی کی لذتیں دی میرے بچوں کا باپ بنا میری عزت و عصمت کی حفاظت کا سبب بنا، اس نے اتنے سال مال و دولت کما کر مجھے سکون کی زندگی دی تو اب اگر یہ بوڑھا ہو گیا چڑچڑاہن اس کی طبیعت میں آگیا بات بات پر یہ مسئلہ بنادیتا ہے تو چلو اس کی پچھلی زندگی کے احسانات کو سامنے رکھ کر مجھے ابھی بھی اس کے ساتھ گزارا کرنا ہے تو قرآن مجید کا حسن دیکھو کہ اس نے دو لفظ استعمال کئے (۱) مودت اور (۲) رحمت جوانی میں مودت کی وجہ سے میاں بیوی اکٹھے رہتے ہیں اور بڑھاپے میں رحمت کی وجہ سے دونوں اکٹھا رہتے ہیں۔

ساتھی کی تلاش

قرآن مجید میں ہے کہ ﴿فَإِنْ كُنْهُوا فَاطَّابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ تم نکاح کرو عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہو لہذا اشادی سے پہلے مرد کو بھی اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے مزاج کے مطابق، اپنی سوچ کے مطابق جو لڑکی اس کی زندگی کی بہترین ساتھی بن کر رہ سکتی ہے وہ ایسی لڑکی کو تلاش کرے اور لڑکی کو بھی اختیار دیا گیا کہ وہ بھی اپنے والدین کے ذریعہ سے اس کی پوری تحقیقات کروالے اور جو اس کی سمجھ میں آئے کہ یہ میری زندگی کا بہترین ساتھی ہو سکتا ہے تو اس لڑکی کی پرپوزل پر والدین ہاں کریں، تو ماں باپ کی حیثیت مشیر کی ہوتی ہے یعنی مشورہ دینے والے، فیصلہ شریعت نے لڑکے کے پاس یا لڑکی کے پاس رکھا ہوتا ہے، جب تک لڑکی ہاں نہ کرے ماں باپ کے لئے زبردستی اس کا نکاح کرنا بہت بڑا گناہ ہے ہاں چوں کہ بچپن میں اللہ نے شرم و حیا رکھی اسلئے اگر اسکے سامنے پرپوزل آئی اور وہ بچی خاموش رہی یا مسکرا پڑی تو یہ مسکرائیا خاموش رہنا ہی اس کی اجازت بن جاتی ہے۔

میاں بیوی کو لباس سے مشابہت

میاں بیوی کے تعلق کو جس طرح قرآن مجید نے خوبصورت انداز میں بیان کیا اتنا دنیا میں کسی اور مذہب نے بیان نہیں کیا چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ﴾ وہ تمہارا لباس ہے اور تم ان کا لباس ہو، یعنی بیویاں خاوندوں کے لئے لباس ہیں اور خاوند بیوی کے لئے لباس ہیں یہ گنتی کے چند الفاظ ہیں لیکن میاں بیوی کے تعلق کو جتنا تھوڑے لفظوں میں یہاں سمیٹا گیا ہے دنیا کی کسی کتاب میں نہیں سمیٹا گیا، یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے۔

☆..... لباس سے تشبیہ دینے میں بہت ساری حکمتیں ہیں ایک حکمت تو یہ کہ انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب اس کا لباس ہوتا ہے لباس سے

زیادہ کوئی چیز اس کے جسم سے قریب نہیں ہوتی تو لباس اسلئے ہا کہ بیوی یہ سمجھے کہ اب میری ذات کے سب سے زیادہ قریب اگر دنیا میں کوئی ہستی ہے تو وہ میرا خاوند ہے اور خاوند یہ سمجھے کہ اب اگر میری ذات کے سب سے زیادہ قریب کوئی ہستی ہے تو وہ میری بیوی ہے، اس کو کہتے ہیں یکجان اور دو قالب کہ جسم تو ان کے دو ہوتے ہیں لیکن جان ان کی ایک ہوتی ہے۔

☆..... ایک حکمت یہ ہے کہ لباس کے ذریعہ سے انسان کے عیب چھپ جاتے ہیں کوئی بھی آدمی بے لباس لوگوں کے سامنے نہیں آنا چاہتا، حتیٰ کہ مرد کو بھی اگر کوئی کہے کہ میں تجھے لوگوں کے سامنے بے لباس کر دوں گا تو مرد کو اتنی حیا آتی ہے کہ اس کا جی چاہتا ہے کہ زمین کھل جاتی اور میں نیچے اتر جاتا، تو مرد اگر اس طرح بے لباس دوسروں کے سامنے ہونا پسند نہیں کرتا تو عورت میں تو اللہ تعالیٰ نے اور بھی زیادہ حیا رکھی تو اس سے معلوم ہوا کہ لباس سے انسان کے عیب چھپتے ہیں، لہذا بیوی کے ذریعہ سے خاوند کے عیب چھپ جاتے ہیں اور خاوند کے ذریعہ سے بیوی کے عیب چھپ جاتے ہیں اور انسان غور کرے کہ اگر شادی نہ ہو تو اس کی کیسی کیسی کوتاہیاں لوگوں کے سامنے آ جائیں وہ کیسی کیسی غلطیوں کا مرتکب ہو بیٹھے اب اس ذلت سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ ازدواجی زندگی کا راستہ دیا کہ حرام کاموں کے پیچھے پڑنے کی بجائے تم حلال طریقے سے اپنی زندگی گزارو۔

☆..... ایک اس کا معنی یہ بھی ہے کہ لباس سے انسان کی خوبصورتی میں اضافہ ہو جاتا ہے، اسی لئے عورت جب اچھے کپڑے پہنتی ہے تو سمجھتی ہے کہ میری شخصیت میں زیادہ خوبصورتی آ جاتی ہے، مرد بھی یہ سمجھتا ہے کہ میں اچھا لباس پہنوں گا تو زیادہ خوب صورت نظر آؤں گا، تو جس طرح لباس سے انسان کو زینت ملتی ہے اسی طرح خاوند کو بیوی سے زینت ملتی ہے اور بیوی کو خاوند کے ذریعہ سے زینت ملتی ہے، اگر بیوی نہ ہوتی تو مرد لوگ تو جنگلوں کی جھوپڑیوں میں

زندگی گزارا کرتے، یہ محلات بنانے اور گھروں کے اندر آرام و آسائش کی ہر چیز کا ہونا اور ہر طرح کی ناز و نعمت کی زندگی یہ مرد و عورت کے سبب ملی ہے، چنانچہ ہم نے دیکھا مرد جہاں اکیلے رہتے ہیں وہاں بچاروں کے لئے کپڑے دھو کر استری کرنا مصیبت ہوتا ہے، میلے کھیلے کپڑے پہنے پھر رہے ہوتے ہیں بغیر استری کے کپڑے پہنے پھر رہے ہوتے ہیں، یہ صاف ستھرا ہو کر جو رہنا ہوتا ہے یہ بیوی کی برکتیں ہوتی ہیں۔

..... جیلا لباس کے اندر ایک خوبی اور بھی ہے کہ وہ انسان کو سردی سے بھی بچاتا ہے گرمی سے بھی بچاتا ہے، لہذا اگر سردی میں کسی کو کہیں کہ لباس کے بغیر باہر نکلو تو اس کی قلفی ہی جم جائے، تو اس کے بچاؤ کے لئے لباس ہے اسی طرح گرمی سے بچنے کے لئے بھی لباس ہوتا ہے، تو جس طرح سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے لباس ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس کہا اسلئے کہ زندگی کی اونچ نیچ کے حالات کی مشقتوں سے بچنے کے لئے خاوند کو بیوی کا کام آتی ہے اور بیوی کو خاوند کا کام آتا ہے۔

..... جیلا پھر لباس کے بغیر انسان ادھورا ہوتا ہے لباس پہن کر اس کی تکمیل ہوتی ہے، اسی طرح مرد و عورت کے بغیر ادھورا ہوتا ہے، عورت مرد کے بغیر ادھوری ہوتی ہے، ان کی لائف ایک دوسرے کے بغیر ان کمپلیٹ (ناکمل) ہوتی ہے۔
..... جیلا پھر اس میں ایک اور بھی نکتہ ہے کہ اگر لباس انسان کا کہیں دور پڑا ہو اور اس کو ڈر ہو کہ کہیں لوگ نہ آجائیں تو یہ کیسے جلدی سے بھاگتا ہے اپنے لباس کی طرف، تو جس طرح مضطرب ہو کر اپنے لباس کی طرف بھاگتا ہے اسی طرح کنوارا مرد مضطرب ہو کر اپنی بیوی کی طرف آتا ہے اور بیوی اپنے میاں کی طرف آتی ہے۔

..... جیلا اور ایک نکتہ اسمیں مفسرین نے اور بھی لکھا کہ لباس انسان کے تابع ہوتا ہے اور یہاں پرھن لباس لکم عورتوں کا تذکرہ پہلے کیا تو اس سے بھی

پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے مردوں کے تابع کیا، اگر کوئی سوال کرے کہ جی مرد بھی تو عورتوں کا لباس ہیں، تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرد بھی عورتوں کے تابع ہوتے ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ عورتیں تو شرعی حکم کی وجہ سے مردوں کے تابع ہوتی ہیں اور مرد محبت کی وجہ سے اپنی عورتوں کے تابع ہوتے ہیں، اسلئے جو نیک بیویاں ہوتی ہیں اچھے اخلاق والی بیویاں ہوتی ہیں وہ اپنے حسن سلوک کے ساتھ اپنے خاوندوں کو اپنا تابع بنالیتی ہیں، وہ اتنے اچھے مشورے دیتی ہیں کہ ان کے خاوندان کے مشوروں کو مانتے ہیں۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اہم مشورہ

چنانچہ نبی علیہ السلام صلح حدیبیہ کے وقت کافروں کے ساتھ صلح کرنا چاہتے تھے تو آپ نے صلح کے اوپر دستخط فرمادے صحابہ کرام کی جنرل انڈسٹینڈنگ یہ تھی کہ ہمیں کافروں سے دب کر ان کے ساتھ صلح نہیں کرنی چاہئے اگر یہ ہمارا راستہ روکیں گے تو ہم ان سے لڑیں گے کون ہوتے ہیں یہ ہمارا راستہ روکنے والے اور پھر بڑے عرصہ کے بعد وہ بیت اللہ کا دیدار کرنے کے لئے جا رہے تھے تو ان کی طبیعتیں چاہتی تھیں بس اب ہم نے احرام باندھ لیا اور قربانی کے جانور ہمارے ساتھ ہیں تلواریں ہمارے پاس ہیں، کون ہے جو ہمارے سامنے آئے، مگر اللہ رب العزت کے محبوب نے صلح کو ترجیح دیتے ہوئے ان کے ساتھ اس موقع پر ایک ایگری منٹ کر لیا ایگری منٹ کی ظاہری شرطیں بھی ایسی معلوم ہوتی تھیں کہ جیسے مسلمان دب کر صلح کر رہے ہیں کافر غالب ہو کر صلح کر رہے ہیں مثلاً ایک شرط تھی کہ اگر ایک کافر مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس آئے تو یہ اس کو واپس کرنے کے پابند ہوں گے، اور اگر کوئی مسلمان کافر بن کر چلا جائے تو کافر اس کو واپس نہیں کریں گے، تو اس قسم کی شرطوں سے صحابہ کرام کے دل میں یہ خیال تھا کہ ہمیں اتنا دب کر صلح نہیں کرنی چاہئے، مگر اللہ رب العزت کے

محبوب نے صلح کر لی، جب صلح پر دستخط ہو گئے تو آپ نے صحابہ کرام کو فرمایا کہ اب تم اپنے احرام اتار دو، جانوروں کو یہیں ذبح کر دو اور پھر ہم دوبارہ کبھی عمرہ کریں گے، اب یہ حکم صحابہ کے لئے عجیب و غریب تھا وہ اتنا حیرت میں ڈوب گئے کہ ان کی طبیعتیں احرام اتارنے کے لئے آمادہ ہی نہیں ہو رہی تھیں، تو وہ یہ حکم سن کر خاموش تو ہو گئے مگر ان میں سے احرام اتارنے کے لئے کوئی بھی نہ اٹھا نبی علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو آپ اپنے خیمہ میں تشریف لائے آپ کی اہلیہ صاحبہ ام سلمہؓ خیمہ میں تھیں آپ نے ان کے سامنے تذکرہ کیا کہ اس طرح میں نے صلح پر دستخط کر دیئے اور میں نے صحابہ کو کہہ دیا کہ تم احرام اتارو مگر ان کی طبیعتیں آمادہ ہی نہیں ہو رہی ہیں تو انہوں نے آگے سے نفی کی خدمت میں مشورہ دیا اے اللہ کے محبوب! یہ آپ کے جانثار ہیں، آپ کے بے دام غلام ہیں، کیوں کہ یہ دل میں نیت لے کر آئے تھے کہ ہم بیت اللہ جا رہے ہیں تو عمرے کی جو محبت اور شوق تھا اس کی وجہ سے اب ان کی طبیعتوں پر حیرانی ہے آپ ایسا کیجئے، کہ باہر جا کر اپنی سواری کے جانور کو ذبح کر دیجئے، جب یہ دیکھیں گے کہ آپ یہ کام کر رہے ہیں تو بے چون چڑا یہ آپ کی اتباع کریں گے، چنانچہ اہلیہ کے اس مفید مشورے کے بعد نفی باہر تشریف لائے اور آپ نے اپنے جانور کو ذبح کیا، تو ان کو دیکھ کر صحابہ کرام نے اپنے اپنے جانوروں کو ذبح کر دیا، احرام اتار لیا، تو اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ عورت اگر نیک ہو سمجھ دار ہو تو وہ ایسے قیمتی مشورے دیتی ہے کہ مرد کے لئے بڑی بڑی مصیبتیں آسان ہو جاتی ہیں، اسی طرح اگر خاوند سمجھ دار ہو اور اچھا ہو تو جو چیز عورت کے لئے پہاڑ سے بڑی مصیبتیں ہوتی ہیں، مردان مصیبتوں کا آسان حل ڈھونڈ لیتا ہے اور عورت کو پریشانی سے بچا لیتا ہے تو اس سے پتہ چلا کہ دین اسلام نے مرد اور عورت کو جو ایک دوسرے کا لباس کہا تو اس سے بہتر تشبیہ کوئی اور نہیں دی جاسکتی۔

نکاح کرنے والوں کے لئے بشارت

حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمیوں کی مدد کرنا اللہ کے اوپر حق ہے اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز ضروری نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ اس نے اپنے محبوب کی زبان سے کیسے پیارے الفاظ کہلا دیئے کہ تین آدمیوں کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے اوپر حق ہے ان میں سے ایک وہ مرد جو نکاح کرنا چاہے تو اس کے لئے نکاح کی آسانیاں کرنا اسباب مہیا کرنا، یا جو نو جوان لڑکی نکاح کرنا چاہے تو اس کے لئے اچھے میاں کا (awaylable) ”مہیا ہونا“ آئیں مدد کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے، چنانچہ نو جوان لڑکے لڑکیاں اگر دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ سے دعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ ان کے لئے اچھے رشتے کا مہیا ہونا آسان فرمادیتے ہیں۔

شریک حیات کے انتخاب میں غلطی

ایک بات ذہن میں رکھئے کہ آج کل ایک بہت بڑی غلطی یہ کی جاتی ہے کہ مرد شادی کرنے کے لئے عورت میں فقط نسوانیت دیکھتے ہیں، تین لفظوں کو یاد کر لیں!

ایک نسوانیت

ایک انسانیت

اور ایک ایمانیت

یہ تینوں الگ الگ چیزیں ہیں ایمانیت تو یہ ہے کہ کوئی عورت اللہ تعالیٰ پر اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے کلمہ پڑھ کر مسلمان بن جائے، اس دین کو قبول کر لینا یہ ایمانیت ہے، لیکن اس کے بعد اس کے اندر اخلاق بھی اچھے ہوں، صداقت ہو، دیانت ہو، امانت ہو، خدمت ہو، وفا ہو، ان تمام چیزوں کو انسانیت کہتے ہیں، اور ظاہر میں بھی اس کے نقش نہیں اچھے ہوں قد و قامت اچھا ہو،

دیکھنے میں مرد کے لئے اکمیں جاؤ بیت ہو، اس کو نسوانیت کہتے ہیں۔

آج کل نو جوان لڑکے بیوی کے اندر فقط نسوانیت دیکھتے ہیں، چنانچہ اگر کوئی ان کو تیکھے نقش نین والی موڈل قسم کی لڑکی نظر آجائے تو بس فوراً فیصلہ کر لیتے ہیں کہ اس سے شادی کرنی ہے، یہ چیز نہیں سوچتے کہ اسکے اندر ایمانیت بھی ہے یا نہیں، چنانچہ کتنے نو جوان ہیں جو کافر لڑکیوں کے ساتھ شادی کو تیار پھرتے ہیں، اور یہ بھی نہیں دیکھتے کہ اس کے اندر انسانیت بھی ہے کہ نہیں، کیوں کہ لڑکی کی شکل کا خوبصورت ہونا اور بات ہے، اس کی سیرت کا خوبصورت ہونا یہ ایک الگ بات ہے، لہذا اگر وہ دیکھنے میں خوبصورت ہے لیکن بد کردار ہے تو پھر اسکی خوبصورتی کس کام کی، آپ نے دیکھا نہیں کہ خوبصورت لڑکیوں کو طلاقیں ہو جاتی ہیں۔

زندگی کیوں کرا جڑی

چند دن پہلے ایک واقعہ سامنے آیا کہ ایک لڑکی کو بیوٹی کونین کہا جاتا تھا اس کی سہیلیاں اس کے رشتہ داروں نے اس کا نام ہی بیوٹی کونین رکھا ہوا تھا اس کو طلاق ہو گئی اسلئے کہ اس کے اندر حسن و جمال تو بہت تھا مگر وہ پر لے درجہ کی ضدی لڑکی تھی بات بات پر خاوند کے ساتھ ضد کرنا اپنی بات منوانا چھوٹے مسئلہ کو بڑا مسئلہ بنا دینا، تو جب عورت اس طرح مرد کو پریشان کرنے لگ جائے تو پھر وہ جتنی بھی خوبصورت ہو وہ زہر لگتی ہے، چنانچہ اس کے ساتھ چند مہینے خاوند نے گزارا کیا اور بالآخر اس کو طلاق دے کر اس کے گھر واپس بھیج دیا، تو نسوانیت اور چیز ہے انسانیت اور چیز ہے ایمانیت اور چیز ہے۔

درد بھر واقعہ

غیر ملکوں میں رہنے والے نو جوان بسا اوقات عورت کے اندر نسوانیت دیکھتے ہیں کہ دیکھنے میں بڑی خوبصورت ہے گوری ہے، اور شادی کر بیٹھتے ہیں اور پھر

ان کے اندر وہ مصیبتیں اٹھاتے ہیں کہ کسی کو بتا بھی نہیں سکتے۔

چنانچہ ایک نوجوان نے اسی طرح نسوانیت کو دیکھ کر کسی سے شادی کر لی اب اس گوری سے اس کا ایک بیٹا بھی ہو گیا، ایک بیٹی بھی ہو گئی کافی مالدار آدمی تھا، جب بیٹی ذرا بڑی ہونے لگی تو اس نے سوچا کہ ہم اب واپس اپنے ملک چلے جاتے ہیں تاکہ بچی غلط ماحول سے بچ جائے، چنانچہ اس نے لاہور میں ایک بڑی کوٹھی بنائی اور اپنے بیوی بچوں کو لے کر وہاں چلا گیا دو تین سال وہاں گزارے اس دو تین سال میں اس عورت کو یوں محسوس ہوا کہ یہاں آ کر تو بس میں گھر کے اندر ہی قید ہو گئی ہوں باہر بھی جانا ہوتا ہے تو خاوند خود لے کر جاتا ہے پھر واپس آتا ہے جو مجھے عیش و عشرت باہر نکلنے کی اپنے وطن میں تھی وہ یہاں نہیں، لہذا اس نے نیت کر لی بھاگنے کی ایک دن کسی معمولی سی بات پر باپ نے اپنے بیٹے کو سمجھایا کہ کیوں تم نے نماز میں سستی کی جلدی پڑھ لیا کرو لڑکا پندرہ سولہ سال کا تھا، تو باپ سمجھا کر چلا گیا ماں نے بیٹے سے کہا کہ تمہارا باپ تو بس تمہیں ہر وقت ڈانٹتا ہی رہتا ہے، کیوں نہ ہم اس مصیبت سے جان چھڑائیں اب وہ بچہ کچا تھا ماں کی باتوں میں آ گیا، چنانچہ اس عورت نے بیٹی کو بھی لیا بیٹے کو بھی لیا پاسپورٹ بھی لئے اور سیدھے اپنے ملک کی ایم بے سی میں گئی اور وہاں جا کر کہا کہ جی خاوند نے ہمیں تو مصیبت میں رکھا ہوا ہے میں جانا چاہتی ہوں اور آپ اس خاوند کے لئے اس ملک میں آنے کے راستے بند کر دیں، چنانچہ خود تو بچوں کو لے کر واپس چلی گئی، جب خاوند کو پتہ چلا کہ میرا پاسپورٹ بھی لے گئی اس نے رجوع کیا تو ایم بے سی والوں نے کہا کہ اگرچہ تمہارے پاس وہاں کی نیشنلٹی (nationality) تھی لیکن اب تم ہمارے ملک میں نہیں جا سکتے تمہاری بیوی نے تمہارا راستہ بند کر دیا، اب بتاؤ کہ جس کا جوان بیٹا بھی گیا اور قریب البلوغ لڑکی بھی چلی گئی اور زندگی کے پچیس سال کا ساتھ رہا، اب اس کو کیسے سکون ملے، چنانچہ وہ اتنا روتا اتنا روتا کہ کوئی حد نہیں اب وہاں کیا ہوا

کہ وہاں جا کر عورت نے جاب (نوکری) کرنی تھی تو جاب کے بہانے اس کو تو باہر نکلنے کا موقع مل گیا لہذا وہ روزانہ شام کو ٹائٹ کلب میں اپنا وقت گزارتی لڑکا ایک سال کے بعد جوان ہو گیا تو اس کو بھی وہاں پر بہت ساری دوستیوں کی صورتیں نکل آئیں تو اس زندگی میں مشغول ہو گیا اور بیٹی جوان ہوئی تو اس نے بھی اسی راستے کو اختیار کر لیا اب بتائیے کہ اس مسلمان نو جوان نے شادی کرتے ہوئے عورت کے اندر انسانیت تو دیکھی تھی مگر ایمانیت کو نہ دیکھا انسانیت کو نہ دیکھا اب بیٹھ کر رو رہا ہے اس کی تو زندگی تباہ ہو گئی، تو بہت بڑی غلطی نو جوان یہ کرتے ہیں کہ فقط انسانیت دیکھتے ہیں۔

بیوی میں کیا کیا تلاش کرے

جب بیوی کی تلاش کرنی ہو تو پہلے اس کے اندر ایمانیت دیکھو کہ پکی مؤمنہ ہے یا ڈھیلی زندگی ہے، نمازیں پڑھتی ہے؟ نیکی کرتی ہے؟ پردہ کرتی ہے؟ یہ ایمانیت کی لائن کی چیزیں ہیں اور پھر دیکھو کہ اس کے اندر انسانیت بھی ہے یا نہیں؟ مثلاً ہے تو بڑی نماز روزہ کرنی والی مگر غصہ کی تیز ہے، بڑی ضدی قسم کی لڑکی ہے، کام چور قسم کی لڑکی ہے، بے وفا قسم کی لڑکی ہے، حریص ہے، مطلب پرست ہے تو یہ چیزیں بتائیں گی کہ اس کے اندر انسانیت نہیں ہے تو ایسی لڑکی بھی انسان کو سکون نہیں دے سکتی، تو پہلے ایمانیت دیکھیں پھر اس کے اندر انسانیت دیکھیں اور انسانیت دیکھنے کے لئے آپ یہ دیکھیں کہ اس کو کس ماں نے پالا، عام طور پر ماں کی پرورش کا اولاد پر زیادہ اثر ہوتا ہے، اگر ماں نیک ہے تو وہ پھر بچیوں کو نیکی ہی سکھاتی ہے اور بچی نے نیکی سیکھی یا نہیں اس کی تصدیق اس کی سہیلیوں سے ہوتی ہے *A man is known by the company he keeps* اس لڑکی کی جس دوسری لڑکیوں کے ساتھ زیادہ دوستی ہے زیادہ اٹھنا بیٹھنا زیادہ قرب ہے ان لڑکیوں کی زندگی سے پتہ چلے گا کہ اس نے ماں کا رنگ پکڑا بھی ہے

یا نہیں پکڑا تو پہلے ماں کو دیکھیں اور پھر اس کی سہیلیوں کو دیکھ لیں، جن کے وہ قریب ہے اس سے پتہ چل جائے گا کہ اس لڑکی کی اپنی شخصیت کیا ہے، اگر فیشن اسٹیل، بے پردہ بے نمازی لڑکیوں سے اس کی دوستی ہے، تو دھوکے میں مت پڑیں کہ یہ خود بڑے اچھے گھر کی لڑکی ہے شادی کے بعد اچھے گھر کو بندے نے نہیں چوسنا، ہوتا بیوی کے ساتھ زندگی گزارنی ہوتی ہے اچھی ماؤں نے بھی بدکار بیٹے جنے ہیں تو دو چیزوں کو دیکھنا چاہئے ایک تو ماں نیک ہو، تا کہ بنیاد ٹھیک ہو اور دوسرا یہ کہ اس نے رنگ پکڑا یا نہیں اس کے لئے اس کی سہیلیوں سے پتہ کروائیں تو دو باتوں سے تصدیق ہو جائے گی کہ بچی کا بیٹھنا اٹھنا طور طریقہ چال چلن پسندنا پسند کیسی ہے اب ظاہر ہے کہ یہ کام بندہ خود تو نہیں کر سکتا تو یہاں یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ شریعت نے نکاح سے پہلے مرد کو اجازت دی کہ وہ عورت کو پہلے دیکھ لے یا عورت اپنے میاں کو دیکھ لے مگر وہ تو ایک دوسرے کو چند منٹ میں دیکھ کر کیا پہچانیں گے، شکل ہی دیکھ سکتے ہیں تو شکل سے کیا پتہ چلے کہ اندر دل کیسا ہے اندر چاہتیں کیسی ہیں، لہذا یہ کام پھر لڑکی کے قریب کے محرم مرد اور عورتیں کر سکتی ہیں اور لڑکے کے بھی قریبی مرد اور عورتیں کر سکتی ہیں تو ماں باپ کے مشورے سے کوئی کام کرنا یہ سب سے زیادہ محفوظ طریقہ ہے۔

جولڑ کے لڑکیاں آپس میں ایک دوسرے سے دوستیاں کر لیتے ہیں اور پھر ماں باپ کو پریشان کرتے ہیں کہ جلدی ہمارا نکاح کرو اور ماں باپ کو اس میں مناسبت نظر نہیں آتی وہ لڑکے اور لڑکیاں مصیبت خریدتے ہیں جب تک کوئی بڑا درمیان میں سمجھانے والا، مناسبت کو دیکھنے والا نہ ہو، جو ان لڑکی اور لڑکے ایک دوسرے کے ساتھ مناسبت نہیں سمجھ سکتے چنانچہ پڑھی لکھی لڑکیاں اور پڑھے لکھے لڑکے بھی غلطیاں کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ بس

ہماری طبیعتیں بہت ملتی ہیں اور چونکہ وہ کنوارے ہوتے ہیں ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ شادی شدہ زندگی کی (Requirement) ضرورت کیا ہوتی ہے، جب شادی ہوتی ہے تب بعد میں جا کر انکو پتہ چلتا ہے کہ ہم نے جن چیزوں کو نظر انداز کیا ان کو تو سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہئے تھی، تو اسلئے شادی کے انتخاب کرنے (selection) میں بہتر طریقہ یہی ہے کہ فیصلہ لڑکے اور لڑکی کا ہونا چاہئے مگر مشورہ اسمیں بڑوں کا، ماں باپ کا شامل ہونا چاہئے، تاکہ دونوں طرف کی مناسبت کو دیکھ کر ان کا آپس میں نکاح ہو سکے۔

انتخاب سے قبل طبی معائنے

اسمیں ایک چیز اور بھی ہے کہ بعض جگہوں پر خاندانوں میں یہ طریقہ ہے کہ جب لڑکے اور لڑکی کے لئے آپس میں فیصلہ ہونے لگتا ہے تو وہ لڑکے اور لڑکی کا طبی معائنہ کسی ڈاکٹر سے کرواتے ہیں یہ بری بات نہیں ہے اچھی بات ہے مثال کے طور پر اگر لڑکے میں ہی کوئی ایسی بیماری ہے کہ جو لا علاج ہے تو بھی لڑکی کی زندگی کو کیوں برباد کریں۔

چنانچہ قریب ہی کے عرصہ کی بات ہے کہ اسی ملک میں ایک نوجوان آیا اور کہنے لگا کہ پندرہ دن کے بعد میری شادی ہے، اور میں ”ایچ آئی وی پوزیٹیو“ ہوں اب میں پریشان ہوں کہ میں کس کو کیسے بتاؤں اب لڑکی والوں کی بھی تیاری، نکاح بھی ہو چکا، رخصتی ہونی ہے پندرہ دن رہ گئے تو اس نے تو ایک دفع لڑکی کو برباد ہی کر دیا، حدیث پاک میں آتا ہے کہ تم اپنے بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس مت باندھو اس سے پتہ چلا کہ نبی علیہ السلام نے بھی اسی چیز کو پسند کیا کہ کوئی ایسی بیماری ہو جو دوسرے کو لگنے والی ہے تو اس کو الگ رکھنا چاہئے۔

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ جذامی سے بھی تم ملنے میں احتیاط کرو، ایک حدیث پاک میں آتا ہے نہ خود نقصان اٹھاؤ نہ دوسرے کو نقصان پہنچاؤ، تو ان

تمام احادیث کو سامنے رکھ کر علماء نے اس چیز کو پسند کیا کہ اگر لڑکی کو کوئی لیڈی ڈاکٹر دیکھے، لڑکے کو کوئی ڈاکٹر دیکھے اور وہ یہ جانچ کر لیں کہ کوئی ایسی بیماری نہیں جس کا کوئی حل موجود نہ ہو تو یہ ایک اچھی بات ہے، چنانچہ ایسا بھی ہوا کہ ماں باپ نے شادی کر دی اور شادی کے بعد پتہ چلا کہ مرد تو اپنی بیوی کے قابل ہی نہیں، اس جوان لڑکی کی زندگی تو تباہ ہو گئی، کیوں کہ اس کے اوپر تو ٹھپہ لگ گیا کہ یہ شادی شدہ ہے اب اگر اس سے طلاق لے بھی لے تو وہ مطلقہ کہلائے گی، کنواری تو نہیں کہلا سکتی، اگرچہ مرد اس کے قریب بھی نہیں ہوا تو یہ پریشانیاں پھر پوری زندگی کی پریشانیاں ہوتی ہیں، اس لئے اگر ایک دوسرے سے خود ہی بتا دیا جائے اگر کوئی ایسا معاملہ ہے تو وہ سب سے بہتر ہے۔

اور کئی مرتبہ غیر خاندانوں میں شادی ہوتی ہے تو لوگ چیزیں چھپاتے ہیں، تو اس میں اگر دونوں صلح صفائی سے بچے اور بچگی کی طبی سرفیکٹ بھی لے لیں، یعنی کسی ڈاکٹر سے اس کی رپورٹ لے لیں کہ ڈاکٹر بچے کے بارے میں کہہ دے کہ یہ نارمل ہے اور لیڈی ڈاکٹر بچگی کے بارے میں کہہ دے کہ یہ نارمل ہے، تو یہ ایک اچھا عمل ہے تاہم یہ ضروری نہیں کیونکہ خاندانوں میں لڑکے کو بھی سب جانتے ہیں لڑکیوں کو بھی جانتے ہیں اسلئے عام طور پر اس کی ضرورت پیش نہیں آتی، اس چیز کی ضرورت وہاں زیادہ آتی ہے کہ جہاں دور کے رشتہ ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے بیک گراؤنڈ کا کوئی پتہ نہیں ہوتا اسلئے میں نے شرعی نقطہ نظر سے اس نکتہ کو کھولا کہ بھی شریعت میں اس کی اجازت موجود ہے۔

نکاح کس سے کرے؟

جس طرح لڑکے والوں کو چاہئے کہ وہ نیک لڑکی دیکھیں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بیوی کو تلاش کیا جاتا ہے اسکے مال کی وجہ سے، اس کے جمال کی وجہ سے، اسکے خاندان کی وجہ سے، اور اس کی دینداری کی وجہ سے، تو نبی علیہ

السلام نے، فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو اس کی دینداری کی وجہ سے پسند کرو یعنی پہلے دینداری ہو اور بعد میں باقی چیزیں بھی ہوں، مثلاً دینداری بھی ہے اور خوبصورت بھی ہے تو نور علی نور ہے، اسی طرح بیٹی والوں کو بھی چاہئے کہ وہ اپنی بیٹی کو نیک داماد کے سپرد کریں بیٹی والے بھی غلطی کرتے ہیں کہ یہ دیکھتے ہیں کہ لڑکے کے پاس پیسہ ہے یا نہیں اور اس پر پھر بچی کو ساری زندگی رونا پڑ جاتا ہے یا رکھنا جو شخص اپنے خدا کا وفادار نہیں وہ مخلوق کا کبھی وفادار نہیں ہو سکتا، ہمارے اکابر اپنی بیٹیوں کے لئے نیک رشتوں کو ڈھونڈا کرتے تھے۔

نیک داماد ڈھونڈئے جس کے اندر دینداری ہو جس کے اندر انسانیت ہو رہ گئی بات اس کے مال و دولت کی تو بچی کا نصیب اچھا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پریشانیوں میں نہیں رہنے دیتے برکتیں گھر میں عطا فرما دیتے ہیں تو دونوں طرف سے دینداری کو سامنے رکھنا چاہئے۔

بیٹی کو نصیحتیں

عام طور پر دیکھا گیا کہ جب بچی کی شادی ہوتی ہے تو ماں یا باپ اس بچی کو نصیحتیں کرتے ہیں، کہ اس نے اب نئی زندگی میں کن باتوں کا خیال رکھنا ہے چنانچہ ہمارے اکابر نے جو نصیحتیں کیں اس میں چند نکات سمجھ لیجئے۔

..... ایک بات تو یہ کہی کہ بیٹی کو سمجھایا ایک بزرگ نے کہ بیٹی غرور اور ضد سے بچنا اس لئے کہ یہ طلاق کی کنجی ہے، اگر آپ غور کریں تو سوعورتوں کو اگر طلاق ہوتی ہے تو شاید نوے سے زیادہ وہ ہوتی ہیں جن کی ضد اور جن کے تکبر سے پریشان ہو کر خاوندان کو طلاق دیتے ہیں،

..... پھر انہوں نے فرمایا کہ بیٹی سرمہ پانی کا استعمال کثرت سے کرنا سرمہ سے مراد یہ کہ تم اپنے میاں کے لئے تیار ہونا اور پانی سے مراد یہ ہے کہ کثرت سے نہانا دھونا، یہ نہ ہو کہ تمہارے جسم سے پسینہ کی بدبو ہی آتی رہے۔

..... قناعت اور انکساری کو اپنا ہتھیار سمجھنا، یعنی انکساری سے مراد عاجزی،
 میاں بیوی کے تعلق میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوام بنایا، فرمایا ﴿الزَّالِجَالُ قُوَّامُونَ
 عَلَى النِّسَاءِ﴾ کہ مرد عورتوں کے قوام ہیں تو یوں سمجھیں کہ ایک چھوٹا سا گھر
 ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو سربراہ بنا دیا، جس طرح لوگ دفاتروں میں کسی کو
 مینیجر بنادیتے ہیں، فیکٹریوں میں مینیجر بنادیتے ہیں، تو آخر کسی نا کسی کو تو جواب دہ
 ہونا ہی ہوتا ہے، تو جو ہر بات کے نفع نقصان کا ذمہ دار ہو اس کو مینیجر کہتے ہیں گھر
 کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے نفع نقصان کا ذمہ دار مرد کو بنایا، اور اس مینیجر کا نام اس
 نے خاوند رکھا، لہذا عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کو اپنا سربراہ تسلیم کر لے۔

عورت کو ایک مشورہ

ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ بہت ساری عورتیں اپنی زندگی کا بیشتر
 وقت خاوند کے ساتھ اس جھگڑے میں گزار دیتی ہیں کہ میں تم سے بہتر ہوں،
 میرا مشورہ چلے گا، میری بات چلے گی، عورت کے لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اگر
 وہ عقل میں سمجھ میں مرد سے بہتر بھی ہے پھر بھی مرد کا ہاتھ اوپر رکھے، اس وجہ
 سے کہ اللہ رب العزت نے اسے یہ رتبہ دیا ہے، ایسا کرنے پر اللہ تعالیٰ کے
 یہاں سے اس کو بہت زیادہ اجر ملے گا، تو نیک بیویاں اپنے کم عقل خاوندوں کو
 بھی عزت دیا کرتی ہیں، ان کو اچھے مشورے اس انداز سے دیتی ہیں کہ خاوند
 ان سے پھر خود بخود مشورے لیتے ہیں، مشورے بھی زبردستی نہ دیا کریں، مشورہ
 دے دیا کریں خاوند قبول کر لے تو بہت اچھا نہیں قبول کرے گا تو پھر ٹھوکر کھائے
 گا اور جب دو چار دفعہ دیکھے گا کہ میری بیوی نے تو مجھے یہ مشورے دئے تھے اگر
 میں اس پر عمل کر لیتا تو اچھا ہوتا تو وہی خاوند جس نے دو تین باتوں کو نظر انداز
 کیا وہ تیسری مرتبہ پہلے مشورہ پوچھے گا پھر کوئی قدم اٹھائے گا، یہ زیادہ بہتر
 طریقہ ہے بہ نسبت اس کے کہ لڑائی جھگڑا کیا جائے کہ میری بات کیوں نہیں

مانی جاتی۔

..... ایک ماں نے اپنی بیٹی کو یہ نصیحت کی کہ بیٹی اپنے خاوند کے سونے کھانے پینے کے اوقات کا خیال رکھنا، کئی مرتبہ یہ چیزیں بھی جھگڑے کا سبب بنتی ہیں، مثلاً عورتیں بعض اوقات سست ہوتی ہیں، خاوند کے دفتر جانے کا وقت آ گیا اس کی میننگ ہے اور ابھی کھانا ہی تیار نہیں تو صاف ظاہر ہے کہ اسے آگ لگے گی، یا خاوند کو جلدی جانا ہے کہیں اور اس کا سامان سفر ہی تیار نہیں، یا اس کے کپڑے ہی تیار نہیں، یا خاوند کو ضرورت پڑی کسی چیز کی اور بیوی صاحبہ نے ایسی جگہ رکھی کہ اب اسے یاد ہی نہیں کہ میں نے کہاں رکھی مل ہی نہیں رہی تو اس قسم کے جو واقعات ہو جاتے ہیں پھر وہ ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑے کا سبب بنتے ہیں، تو عورت کو چاہئے کہ وہ مرد کے کھانے پینے کے اوقات کا خاص خیال رکھے۔

..... اس کے اہل و عیال کے مرتبے کا بھی خیال رکھے، مثلاً جب میاں کے ساتھ زندگی گزارنی ہے تو جو میاں کے ماں باپ ہیں ان کو بھی اپنے ماں باپ کی طرح عزت دے، یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اب جنہوں نے پال پوس کر بڑا کیا جوان کیا شادی کے بعد وہ ان سے ملنا ہی چھوڑ دے اور فقط بیوی ہی کے ساتھ بیٹھا رہے، یہ سب بیوقوفیاں ہوتی ہیں اچھی بیویاں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتی ہیں کہ جس طرح ہمیں اپنے خاوند کو خوش رکھنا ہے اسی طرح خاوند کے قریبی رشتہ داروں کو بھی خوش رکھنا ہے، اچھے خاوند ہمیشہ اس کا خیال رکھتے ہیں کہ جس طرح ہم نے اپنی بیوی کا دل خوش رکھنا ہے بیوی کے ماں باپ اور بہن بھائیوں کو بھی خوش رکھنا ہے۔

..... بیوی کو چاہئے کہ اپنے خاوند کا راز فاش نہ کرے اگر کوئی کمزوری ہے یا کوئی ایسی اونچ نیچ کی بات ہے تو اپنے خاوند کے راز کو اپنے سینہ میں رکھے، کئی لڑکیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ شادی کے بعد اپنی والدہ کو اپنی بہن کو پوری

کارگزاری سنانے کی عادی ہوتی ہیں اور کئی مائیں بھی ایسی ہوتی ہیں کہ وہ بیٹی کو رموٹ کنٹرول بنا کر رکھتی ہیں، تو اگر ماں اپنی بیٹی کو رموٹ کنٹرول بنا کے رکھے گی، تو اس بیٹی کا گھر تو کبھی نہیں آباد ہوگا۔

..... بیوی کو چاہئے کہ خاوند کی خوشی کے وقت میں رنجیدہ نہ بنے اور اس کے رنجش کے وقت میں خوشی ظاہر نہ کرے یعنی اپنی خوشی اور غمی کو خاوند کی خوشی اور غمی کے ساتھ رکھے، کسی وجہ سے خاوند غمزدہ ہے تو بیوی کو چاہئے کہ وہ اس کے غم کو محسوس کرے اور اگر یہ ہنس رہی ہے اس کی باتوں پر تو صاف ظاہر ہے کہ اسکو غصہ آئے گا اور غصہ ہی بنیاد بنتا ہے جدائیوں کا، طلاق ہونے کا۔

..... بیوی کو چاہئے کہ نہ تو ہر وقت اپنے شوہر کو ساتھ رکھے چونکہ کچھ عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ وہ یہ چاہتی ہیں کہ بس مرد تو باہر جائے ہی نہیں، ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے حد کے اندر جو چیز رہے وہی اچھی ہوتی ہے، تو جتنا دن کا وقت میاں بیوی نے اکٹھا گزارنا ہوتا ہے وہ اکٹھا گزاریں اور جو باقی کام کاج کا وقت ہے وہ کام کاج میں گزاریں۔

..... ایک ماں نے اپنی بیٹی کو نصیحت کی شادی کے وقت کہ بیٹی تو اپنے خاوند کے لئے بیوی اور ماں کا کردار ادا کرنا کیا مطلب؟ کہ بیوی تو تم ہو ہی مگر ہر مرد کی مثال بڑے بچے کی مانند ہوتی ہے اور یہ سو فیصد ٹھیک بات ہے لوہے کی لکیر ہے مرد جتنا بھی بڑا بنتا پھرے گھر میں اس کی مثال بڑی عمر کے بچے جیسی ہوتی ہے تو بیوی کو اپنے مرد کو بھی اسی طرح سنبھالنا ہوتا ہے جس طرح چھوٹی عمر کے بچے کو سنبھالنا ہوتا ہے، تو بیوی یہ نا سمجھے کہ بس میں خاوند کی ضرورت پوری کر دی میں نے کھانا بنا دیا، اچھی بیویاں وہی ہوتی ہیں جو خاوند کی ہر چیز کا خیال رکھتی ہیں جس طرح ماں انکی ہر چیز کا خیال رکھتی ہے اچھی بیویاں بھی اپنے خاوند کی ہر چیز کا خیال رکھتی ہیں، تو اس ماں نے دیکھو کتنی پیاری نصیحت کی اپنی بیٹی کو کہ بیٹی تو اپنے خاوند کی بیوی اور ماں کا کردار ادا کرنا وہ خود بخود

تمہارا محتاج ہو جائے گا۔

خاوند کو چند نصیحتیں

جس طرح دلہن کو یہ نصیحتیں کی جاتی ہیں اسی طرح دلہا کو بھی نصیحتیں کی جاتی ہیں چنانچہ نبی نے جب اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمہ الزہرہؓ کا نکاح کرنا تھا تو طبرانی شریف کی روایت ہے کہ آپ نے علیؓ سے فرمایا کہ دیکھو فاطمہ تمہاری ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ تم ٹھیک طریقہ سے رہو، نبی علیہ السلام کے ان الفاظ میں بہت بڑی حقیقت موجود ہے فرمایا کہ فاطمہ تمہاری ہے بشرطیکہ تم اس کے ساتھ ٹھیک طریقہ سے رہو، اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ بیوی تو خاوند ہی کی ہوتی ہے وہ تو اپنے ماں باپ کو بہن بھائیوں کو اپنے میکے کو چھوڑ کر قربان کر کے اس خاوند کے لئے آچکی ہوتی ہے، اب یہ خاوند پر منحصر ہے اگر وہ اس کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے تو گھر آباد ہو جائے گا اور اگر بیوی کو مس ہینڈل، کر لے تو گھر برباد ہو جائے گا، تو اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ گھر کا آباد کرنا نہ کرنا یہ خاوند پر منحصر ہوتا ہے۔

..... جو خاوند اپنی بیوی کو محبت دے پیار دے اس کی ضرورتوں کو پورا کرے تو اس لڑکی کا دماغ خراب ہے کہ وہ اپنے گھر کو آباد نہیں کرے گی، آخر وہ اپنے گھر کو چھوڑ کر کیوں آئی ہمارا تجربہ یہ بتلاتا ہے کہ کلمہ پڑھنے والی ہماری مسلمان بچیوں میں سے سو میں سے نناوے بچیاں جب اپنے گھروں سے چلتی ہیں تو وہ اپنے دل میں نیت لے کر چلتی ہیں کہ میں نے گھر کو آباد کرنا ہے اب آگے خاوند اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو گھر آباد ہو گیا اور اگر خاوند ہی بیوقوف نکلا تو گھر برباد ہو گیا۔

..... ایک چچا نے اپنے بھتیجے کو شادی کے وقت یہ نصیحت کی کہ بیٹے میں نے تمہیں اپنا سمجھ کر اپنی بیٹی کا تمہارے ساتھ نکاح کر دیا اب میری بیٹی کو خوش رکھنا

تاکہ میری زبان پر تمہارا اچھا تذکرہ رہے اپنے دل کو میرے دل سے دور نہ ہونے دینا، یعنی اگر تم میری بیٹی کو خوش رکھو گے تو تمہارا دل میرے دل سے ملا رہے گا اور اگر اس کو غمزدہ کرو گے تو میرا دل تمہارے دل سے دور ہوگا۔

..... خاوند کے لئے یہ بھی اچھا نہیں کہ ہر وقت ہی بیوی کا طواف کرتا رہے اور یہ بھی بیوی کو نہیں چاہئے کہ مرد کو اگر ضرورت ہو تو وہ اپنے خاوند کو روک لگائے، شریعت نے اس چیز کو بہت ناپسند کیا ہے۔

ایک بیوی کا عہد وفا

حضرت ابو درداءؓ نے شادی کی، پہلی رات اپنی بیوی سے فرمایا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے نئے لوگ ہیں، لہذا جب تم مجھے غصہ میں دیکھنا تو مجھے خوش کرنے کی کوشش کرنا اور اگر کبھی میں تمہیں غصہ میں دیکھوں گا تو تمہیں خوش کرنے کی کوشش کروں گا، اور زیادہ شکوے شکایت نہ کرنا کہ اس سے محبت کم ہوتی ہے، اور یاد رکھنا کہ جس کی دل میں محبت ہو اور پھر اس سے اذیت پہنچے تو محبت دل سے رخصت ہو جایا کرتی ہے، تو ان باتوں کو میاں بیوی نے پہلے باندھ لیا چنانچہ اتنی خوشی کی ان کی زندگی گذری کہ پھر ایک وقت آیا کہ جب ان کی بیوی نے ان کو کہا کہ دیکھیں ایک وقت تھا کہ میرے ماں باپ نے مجھے آپ کے نکاح میں دیا تھا اور آج شادی کے اتنے سال گزارنے کے بعد میں آپ سے اتنا خوش ہوں کہ میں اپنے آپ کو آخرت کے لئے بھی آپ کے نکاح میں دیتی ہوں، کیا مطلب؟ مطلب یہ تھا کہ میں اتنا آپ سے خوش ہوں کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ میاں بیوی جنت میں اگر جائیں گے، عورت اپنے آخری خاوند کے ساتھ جنت میں جائے گی، تو اگر آپ کی وفات بھی ہوگئی تو میں آپ کے بعد دوسرا نکاح ہرگز نہیں کروں گی اور میں جنت میں بھی آپ ہی کی بیوی بننا چاہوں گی، یہ ہوتی ہے پرسکون اور ازدواجی زندگی۔

اب خاوند اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ کیا ان کی بیویاں ان سے اتنا خوش ہیں کہ وہ ان کو کہیں کہ ہم یہاں تو آپ کے نکاح میں ہیں ہم آگے بھی آپ ہی کے نکاح میں رہنا چاہتی ہیں۔

..... خاوند کے سامنے ہر وقت میکے کا ذکر مت کرنا خاوند ہی تمہاری کل کائنات ہے، لہذا اپنے شوہر سے ٹوٹ کر پیار کرنا یہ جو ایک نعمت ہے، اس کو شریعت میں بہت زیادہ پسند کیا گیا ہے اور یہ جنتی حوروں کی صفت ہے قرآن مجید میں فرمایا کہ وہ اپنے خاوندوں کی عاشقہ ہونگی تو اللہ تعالیٰ جس عورت کو دنیا میں حوروں کی صفت دے تو وہ عورت اپنے خاوند سے ٹوٹ کر پیار کرتی ہے، میاں بیوی دونوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے پاس جب ہوں تو آپس میں ایک دوسرے کے لئے سنوارا کریں شریعت نے اس چیز کو پسند کیا چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ میں اپنی اہلیہ کیلئے اپنے آپ کو اس طرح سنوارتا ہوں جس طرح وہ میرے لئے اپنے آپ کو سنوارتی ہے، یعنی عورت کا سنوارنا تو یہ ہوا کہ وہ اچھے کپڑے پہنے خوشبو لگائے اور مرد کو سنوارنا بھی یہ ہے کہ وہ بھی اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھے اچھے کپڑے پہنے خوشبو استعمال کرے ایسا نہ ہو کہ اس کے بال ہی اتنے بڑھے ہوئے ہیں کہ دیکھنے میں انسان کم اور جن زیادہ نظر آئے، ایسے شوہر سے بیوی کو کیا محبت ہوگی بیوی کو تو وحشت ہوگی۔

حضرت عمرؓ کی عدالت میں

چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کے پاس ایک میاں بیوی آئے اور بیوی نے کہا کہ امیر المؤمنین نہ یہ میرے لئے ہے اور نہ میں اس کے لئے ہوں تو عمرؓ نے جب اس کے خاوند کو دیکھا تو وہ بڑا نیک آدمی تھا، اللہ والا بندہ تھا خوب عبادتیں کرتا تھا، اس کے بال خوب لمبے لمبے بڑھے ہوئے تھے اور اس نے کنگھی بھی نہیں کی ہوئی تھی اور کپڑے بھی ایسے ہی تھے تو عمرؓ نے اس خاوند کو بلا

کر کہا کہ ابھی جاؤ اور اپنی مونچھوں کو ترشواؤ بالوں کو کٹواؤ غسل کرو خوشبو لگاؤ اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر پھر میرے پاس آؤ اور اس کی بیوی کو کہا کہ آپ فلاں جگہ بیٹھ کر انتظار کریں بیوی کو نہیں پتہ تھا کہ حضرت عمرؓ نے اسکو کیا کہا، چنانچہ جب خاوند نہا دھو کر اور تیار ہو کر خوشبو لگا کر آ گیا آخر وہ بھرپور نوجوان تھا مگر اس نے اپنی حالت ہی ایسی بنائی ہوئی تھی کہ بالکل بوڑھوں جیسی تھی تو جب وہ واپس آیا تو آپ نے اس کی بیوی کو بلوایا جب بیوی آئی تو اس نے اس کو دیکھ کر پہلے تو پہچانا ہی نہیں اور وہ ذرا جھجک گئی پیچھے ہٹنے لگی عمرؓ نے فرمایا کہ پیچھے نہ ہٹو یہ تمہارا ہی خاوند ہے اب جب اس نے دیکھا کہ اس کا خاوند جو وہ اتنا صاف ستھرا اچھا لگ رہا ہے اور کپڑے بھی صاف ستھرے ہیں خوشبو لگی ہوئی ہے تو وہ عورت دیکھ کر حیران رہ گئی، حدیث میں آتا ہے کہ آگے بڑھی اور اس نے اپنے خاوند کے ہاتھ کا بوسہ لیا اور کہنے لگی امیر المؤمنین اب میں جھگڑا آپ کے سامنے پیش نہیں کرتی اب میں اس کی بیوی بن کر گھر میں رہوں گی۔

..... جن اوقات میں شریعت نے بچوں کو غلاموں کو گھر میں آنے کے لئے منع کیا ہے، کہ وہ اجازت لیں ان اوقات میں عورت کو چاہئے کہ وہ بالخصوص تیار رہے صاف ستھری رہے اس لئے کہ شریعت کی نظر میں وہ تنہائی کے اوقات ہیں اور وہ اوقات کون سے ہیں؟ فجر سے پہلے دوپہر کے وقت عشا کے بعد۔

عورت کی طبیعت کو پہچاننا کہ اس کو اپنے خاوند سے کس طرح زیادہ سکون ملتا ہے اس کا دل خوش ہوتا ہے میاں بیوی کے میل ملاپ میں کس طرح سے زیادہ خوشی ہوتی ہے، یہ مرد کا کام ہوتا ہے مرد اپنی بیوی کو جتنا خوش رکھے گا تو بیوی بھی اتنا ہی اس کا گھر آباد کرے گی، اور یہ گھر چھوٹی سی جنت بن جائے گا اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا اور آخرت میں سکون نصیب فرمائے۔

مناجات

دل مغموم کو مسرور کر دے
 دل بے نور کو پر نور کر دے
 فروزاں دل میں شمع طور کر دے
 یہ گوشہ نور سے پر نور کر دے
 مرا ظاہر سنور جائے الہی
 مرے باطن کی ظلمت دور کر دے
 مئے وحدت پلا مخور کر دے
 محبت کے نشے میں چور کر دے
 نہ دل مانگے ہو میرا انکی جانب
 جنہیں تیری عطا مغرور کر دے
 میرا ہے میری گھات میں خود نفس میرا
 خدا یا اسکو بے مقدر کر دے

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُفَكِّرُونَ﴾

ازدواجی زندگی کی بہار



ازافادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب دامت برکاتہم
(نقشبندی مجددی)

فہرست عنسـاویـن

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	خوشیاں کیسے حاصل ہوں	۸۰
۲	خاوند کی نافرمانی کی نافرمانی	۸۱
۳	گھر کی بے باقی	۸۱
۴	بجپ عورت	۸۲
۵	میاں بیوی کیسے رہیں	۸۲
۶	گیارہ عورتیں	۸۳
۷	پیار محبت کا پیارا نمونہ	۸۳
۸	مسکراتا ہوا چہرہ	۸۵
۹	میرت کا ایک انوکھا نمونہ	۸۵
۱۰	ابھی بات کی حقیقت	۸۶
۱۱	بیوی شوہر کا دل کیسے چیتے	۸۷
نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱۲	فون یا ایمان کا خون	۸۸
۱۳	مستقبل کا فیصلہ کس کے پرہیز کریں	۸۹
۱۴	عورت فون پر کس طرح بات کریں؟	۸۹
۱۵	ابھی باتوں کا کمال	۹۰
۱۶	دیوار سے محبوب کا واقعہ	۹۳
۱۷	جنتی عورت کی پہچان	۹۳
۱۸	بہترین عورت کی مثالیں	۹۵
۱۹	ڈرنے کی بات	۹۶
۲۰	ایک عبرت انگیز واقعہ	۹۷
۲۱	بڑھیا کیوں ناراض ہوئی	۹۹

اقتباس

اللہ اللہ اللہ

مسکراتا ہوا چہرہ

نبی علیہ السلام خوش مزاج شوہر تھے چنانچہ جب آپ گھر آتے تھے ازواج مطہرات کے پاس تو آپ کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی اور آج کل دیکھا کہ شوہر حضرات باہر تو بہت خوش مزاج رہتے ہیں اور گھر میں داخل ہوتے ہیں تو ایسی سڑی ہوئی شکل بنا کر آتے ہیں جیسے پتہ نہیں مصیبت کا مارا کون آگیا یہ چیز اچھی نہیں ہے۔

نبی علیہ السلام اپنے گھروں میں اپنی بیویوں کے ساتھ کام میں ان کا ہاتھ بھی بنایا کرتے تھے جب محبت ہو تو مل کر کام کرنے میں مزہ اور زیادہ آتا ہے۔

ازا قادات

حضرت پیر ذوالفقار احمد صاحب مدظلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی
اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوْا اِلَیْهَا وَجَعَلَ
بَیْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾
سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

خوشیاں کیسے حاصل ہوں

ازدواجی زندگی کس طرح پر سکون ہو اس عنوان پر گفتگو ہو رہی ہے چونکہ بیوی
کا عنوان چل رہا ہے تو اسی سلسلہ میں مزید کچھ باتیں بتانے کا ارادہ ہے مستورات
ان کو دل کے کانوں سے سنیں اور عمل کی نیت سے سنیں، آپ خود تجربہ کریں گی کہ
گھروں کے اندر ان اصولوں پر عمل کرنے کی وجہ سے خوشیاں آئیں گی، جو میاں
بیوی سالہا سال سے ایک دوسرے کے ساتھ اجنبیت والی زندگی گزار رہے
ہیں ان کو آپس میں محبت کی زندگی نصیب ہو جائے گی، جس طرح بیوی چاہتی
ہے کہ میرا شوہر بدل جائے اسی طرح شوہر بھی چاہتا ہے کہ میری بیوی بھی بدل
جائے اچھی بن جائے تو اسی عنوان پر بات ہو رہی ہے کہ بیوی کیسے اچھی بن
سکتی ہے جب بیوی اچھی بن جائے گی تو پھر خاوندوں کو بھی اصول و ضوابط
بتائیں گے جو شریعت نے بتائے ہیں۔

خاوند کی نافرمان رب کی نافرمان

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کی نافرمان ہوتی ہے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی بلکہ اس کی نماز اس کے سر سے اوپر اٹھائی ہی نہیں جاتی، جب تک کہ وہ اپنے خاوند کے پاس نہ لوٹ آئے، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بیویاں جو جھگڑے کرتی ہیں بات بات پر میسے بھاگتی ہیں، خاوند سے ہم کلامی بند کر دیتی ہیں، مختلف طریقوں سے خاوند کو اپنے تحت لانے کی کوششیں کرتی ہیں یہ نافرمان بیویاں ہیں اگر یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کریں ان کی نمازیں ان کے سروں سے اوپر اٹھائی ہی نہیں جاتیں، جب تک کہ یہ اپنے شوہر کو راضی نہ کر لے۔

گھر کی بربادی

اکثر بیویاں اپنے گھروں کو خوشیوں سے آباد کرتی ہیں مگر کہیں کہیں ایسی ضدی طبیعت کی بیویاں بھی ہوتی ہیں جن کے اندر انا نیت ہوتی ہے، ہٹ دھرمی ہوتی ہے، چھوٹی چھوٹی بات کا ہنگامہ بنا لیتی ہیں اور اس وجہ سے وہ اپنی زندگی بھی برباد کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی زندگی کو بھی برباد کرتی ہیں اور کئی بیویوں کو شوق ہوتا ہے کہ اپنے خاوند کو رعب میں رکھیں اس سے بڑھ کر اور بیوقوفی کیا ہوگی، خاوند خاوند ہوتا ہے اور بیوی بیوی ہوتی ہے خاوند کو اس طرح رعب میں رکھنے کی تمنا کرنا جس طرح ماں بیٹے کو رکھتی ہے یہ بڑی بیوقوفی ہے، خاوند کو جب اللہ نے عزت دی تو بیوی کو چاہئے کہ وہ بھی عزت اور اکرام کے ساتھ رہے، کئی عورتوں کو تو خاوند کی ڈانٹ ڈپٹ سے ہی فرصت نہیں ہوتی اگر لکھی پڑھی ہیں عقل مند اور سمجھدار ہیں یا مال میں برتر ہیں تو بس ان کو خاوند کو ڈانٹنے ہی میں مزہ آتا ہے اور یہی چیز گھر کی بربادی کا سبب بنتی ہے۔

اور ایسی بیوی سے خاوند جان چھڑا کر کے خوش ہوتا ہے۔

عجیب عورت

خالد ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ ہنواسد کی ایک خوبصورت عورت ہے تو میں نے اس کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا اس عورت نے مجھے بلوایا کہ میں آپ سے گفتگو خود کرنا چاہتی ہوں میں جب گیا تو اس نے ایک جالی نما باریک پردہ لگایا ہوا تھا اور اس کے پیچھے وہ بیٹھی ہوئی تھی تو اس نے جب دیکھا کہ میں بیٹھ گیا ہوں تو وہ پردہ کے قریب بیٹھ گئی اس نے اس وقت اپنا کھانا منگوایا ایک تھال کے اندر پلاؤ رکھا ہوا تھا اور اس پر بھنا ہوا گوشت رکھا ہوا تھا، وہ کھانے بیٹھی اور پورا تھال اس نے خالی کر دیا، پھر اس کے بعد اس نے دودھ کا بڑا کٹورا منگوایا اور دودھ کے کٹورے کو ایک سانس میں پی گئی اور اس کے بعد اس نے اپنی باندی سے کہا کہ درمیان کا پردہ اٹھا دو تاکہ میں اس بندے سے گفتگو کر سکوں کہتے ہیں کہ پردہ اٹھایا گیا تو کہتے ہیں کہ شکل کی تو بہت ہی زیادہ خوبصورت تھی مگر اچھی خوراک کی وجہ سے وہ کافی موٹی تازی بھی تھی، وہ شیر کی کھال کے اوپر بیٹھی ہوئی تھی وہ مجھ سے کہنے لگی کہ میں ہنواسد کی اسدہ ہوں اسدہ کا مطلب شیرنی، یہ تم نے میری خوراک دیکھی اور اب تم مجھے دیکھ رہے ہو اگر چاہتے ہو تو میں نکاح کے لئے حاضر ہوں، میں نے اسے کہا کہ میں استخارہ کروں گا اور یہ کہہ کر میں وہاں سے نکلا اور لوٹ کر کبھی وہاں نہ گیا، تو اگر اس طرح عورت اپنے آپ کو گھر میں شیرنی بنا کر رکھنا چاہے اور خاوند کو سمجھے کہ یہ ہرن بن کر رہے تو زندگی کیسے گزرے گی؟ ایسی بری عورتوں سے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو پناہ عطا فرمائے۔

میاں بیوی کیسے رہیں

شریعت نے یہ حکم دیا کہ میاں بیوی آپس میں محبت و پیار کی زندگی گذاریں

چنانچہ جابرؓ ایک صحابی ہیں انہوں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ: میں نے نکاح کیا آپ نے فرمایا کہ تم نے کس سے نکاح کیا انہوں نے بتایا کہ ایک بیوہ عورت سے تو نبی نے فرمایا کہ کتنا اچھا ہوتا کہ تم کنواری سے نکاح کرتے وہ تم سے کھیلتی تم اس سے کھیلے تو یہ جو فقرہ ہے کہ وہ تم سے کھیلتی تم اس سے کھیلے اس سے مراد یہ کہ شریعت اس چیز کو پسند کرتی ہے کہ میاں بیوی آپس میں محبت و پیار کی زندگی گذاریں، اگر آپس میں ہنسی مذاق بھی رہے ایسا ہنسی مذاق جو ناگواری کا سبب نہ بنے بلکہ خوش دلی کا سبب بنے تو میاں بیوی کا ہنسی مذاق بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

گیارہ عورتیں

حدیث پاک میں آتا ہے ایک مرتبہ گیارہ عورتیں اکٹھی ہوئیں چونکہ عرب میں پانی بھرنے کی جگہ پر دور دور سے عورتیں اپنے برتن لے کر آتی تھیں اور پانی بھر کر جاتی تھیں تو گیارہ نوجوان لڑکیاں اکٹھی ہوئیں، انہوں نے آپس میں طے کیا کہ آج ہم اپنے دل کی سب باتیں بتا دیں گی کچھ بھی نہیں چھپائیں گی، ان میں سے ہر عورت نے اپنے خاوند کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کئے، بالآخر ان میں ایک عورت تھی ام ذرع اس نے اپنے خاوند ابو ذرع کی خوب تعریف کی کہ اس نے مجھے کتنے سکون پیار سے رکھا ہے نبی علیہ السلام نے یہ واقعہ عائشہ صدیقہؓ کو سنا کر فرمایا کہ ابو ذرع جتنا ام ذرع کے لئے اچھا تھا میں اس سے بھی تمہارے لئے زیادہ اچھا ہوں۔

میاں بیوی آپس میں اتنے محبت و پیار کی زندگی گذاریں کہ بیوی بات کرے تو خاوند کی تعریف کرتے نہ تھکے اور خاوند کی نظر اٹھے تو بیوی کو دیکھ کر اس کا دل خوشی سے باغ باغ ہو جائے، ایسی اچھی ازدواجی زندگی کا تصور شریعت نے پیش کیا ہے۔

پیار محبت کا پیارا نمونہ

حدیث پاک میں آتا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ ایک مرتبہ پیالے میں پانی پی رہی تھیں نبی علیہ السلام نے دیکھا تو فرمایا ”حمیرہ“ نبی علیہ السلام نے عائشہ صدیقہ کا محبت سے حمیرہ نام رکھا ہوا تھا حمیرہ کا مطلب ہوتا ہے سرخ و سفید چہرے والی چونکہ اللہ رب العزت نے ان کو اتنی خوبصورتی دی تھی کہ ان کے چہرے پر ہر وقت لالی بھی ہوتی تھی سفیدی بھی ہوتی تھی تو نبی ان کو کبھی کبھی ”عائش“ کہتے تھے محبت میں اور کبھی حمیرہ فرماتے تھے تو یہ بھی پتہ چلا کہ خاوند محبت میں بیوی کو ایسا نام لے کر پکارے جو بیوی کو بھی پسند ہو تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے لئے محبت کا پیغام ہوتا ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ حمیرہ میرے لئے بھی پانی بچا دینا اب غور کریں نبی علیہ السلام الگ بھی تو پانی منگا سکتے تھے مگر محبت اپنی جگہ، چنانچہ عائشہ صدیقہ نے پانی بچا دیا تو نبی علیہ السلام نے وہ پیالہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور آپ رک گئے اور آپ نے پھر پوچھا کہ عائشہ تم نے کہاں پر اپنے لب لگا کر پانی پیا تھا تو عائشہ صدیقہ نے بتایا کہ اس جگہ سے پانی پیا تھا حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور جہاں سے زوجہ نے لب لگا کر پانی پیا تھا نبی علیہ السلام نے اسی جگہ پر اپنے لب مبارک رکھ کر پانی نوش فرمایا، اب سوچیں جب خاوند بیوی کو ایسی محبت دے تو پھر وہ گھر کیوں آباد نہیں کرے گی، شریعت چاہتی ہے کہ میاں بیوی ایسے محبت و پیار سے رہیں۔

ایک حدیث پاک میں آیا ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اس وقت تک ہاتھ نہ پونچھے جب تک کہ اس کو خود نہ چاٹ لے یا چٹانہ لے تو مسلم شریف کی اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ نبی

علیہ السلام نے یہاں تک تعلیم دی کہ اگر کھانا کھایا تو اب جو کھانا انگلیوں پر لگا ہوا ہے اس کو دھونے سے پہلے صاف کرنے سے پہلے یا تو انسان خود اپنے منہ سے صاف کر لے، یا میاں بیوی میں اتنی محبت ہو کہ خاوند کی انگلیاں بیوی صاف کرے تو شریعت نے اس کو پسند فرمایا ہے۔

مسکراتا ہوا چہرہ

نبی علیہ السلام خوش مزاج شوہر تھے چنانچہ جب آپ گھر آتے تھے ازواج مطہرات کے پاس تو آپ کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رہتی تھی اور آج کل دیکھا کہ شوہر حضرات باہر تو بہت خوش مزاج رہتے ہیں اور گھر میں داخل ہوتے ہیں تو ایسی سردی ہوئی شکل بنا کر آتے ہیں جیسے پتہ نہیں مصیبت کا مارا کون آگیا یہ چیز اچھی نہیں ہے۔

نبی علیہ السلام اپنے گھروں میں اپنی بیویوں کے ساتھ کام میں ان کا ہاتھ بھی بنایا کرتے تھے جب محبت ہو تو مل کر کام کرنے میں مزہ اور زیادہ آتا ہے۔

سیرت کا ایک انوکھا نمونہ

نبی علیہ السلام کی حیثیت دیکھئے کہ آپ نبی بھی ہیں اور شوہر بھی ہیں حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب صفیہؓ سے شادی ہوئی اور سفر کی حالت میں رخصتی ہوئی وہاں سے کوچ کرنا تھا تو نبی علیہ السلام ان کے اونٹ کے قریب آئے اور آپ اونٹ کے قریب بیٹھ گئے اور آپ نے صفیہؓ سے فرمایا کہ تم میرے گھٹنے پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاؤ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اس طرح بیٹھے کہ ان کی زبہ محترمہ نے ان کے گھٹنے پر پاؤں رکھا اور سیڑھی کی طرح اس کو ہٹا کر پھر اس پر سوار ہوئیں اللہ تعالیٰ کے محبوب اپنی بیویوں کو اگر ایسی محبت دے سکتے ہیں تو آج کے خاوند اپنی بیویوں کو کیوں محبت نہیں دے سکتے، نبی علیہ السلام بہت قدر دانی فرمایا کرتے تھے۔

حدیث پاک میں آتا ہے ایک سفر میں ایک صحابی ازواج مطہرات کے اونٹوں کو مہار سے پکڑ کر لے جا رہے تھے تو انہوں نے اونٹوں کو ذرا تیز چلانا شروع کر دیا تو انجشہ صحابی تھے نبی علیہ السلام نے ان کو دیکھ کر فرمایا انجشہ اونٹوں کو ذرا آہستہ چلاؤ اسلئے کہ ان کے اوپر آب گینے سوار ہیں تو نبی علیہ السلام نے عورتوں کو آب گینے سے تشبیہ دی یعنی ہیرے اور موتی تو اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ محبوب عالم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح تعلیم دیتے تھے کہ خاوند اپنے گھروں میں اپنی بیویوں کو کتنی قدر دانی سے رکھیں۔

اچھی بات کی حقیقت

شریعت نے کہا کہ جب میاں بیوی آپس میں بات کریں تو ایسے اچھے الفاظ سے ایسے اچھے انداز سے بات کریں کہ محبت بڑھتی چلی جائے، یہ جو بات چیت ہے اسی سے محبت بڑھتی اور اسی سے محبت گھٹتی ہے، سڑی ہوئی بات کر دو تو دوسرے کا دل بیزار ہو جائے گا پیار کی بات کر دو تو سویا ہوا انسان اٹھ کر بیٹھ جائے گا اور قرآن مجید سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے، چنانچہ سنئے قرآن عظیم الشان اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں نبی علیہ السلام کی بیویوں کے بارے میں مگر پوری امت کی عورتوں کو یہ سبق ہے کہ اگر کسی غیر مرد سے تمہیں بات کرنے کا موقع آئے، ﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾ تو تم اپنی آواز میں نرمی نہ رکھو مناسب انداز سے بات کرو ایسا نہ ہو کہ تمہاری بات سن کر آواز سن کر طمع کرے وہ شخص جس کے دل کے اندر مرض ہے، اب قرآن مجید میں یہ جو طمع کا لفظ ہے یہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی آواز میں بھی کشش رکھی ہے مرد کے لئے، یہ ایک حقیقت ہے اور عجیب بات ہے کہ عورتیں اپنی اس صفت کو استعمال نہیں کرتیں اپنے خاوند کے سامنے بیچاری تعویذ ڈھونڈتی پھر رہی ہوتی ہیں کہ خاوند ہمارے تابع ہو جائے انہیں قرآن نے تعویذ بتا دیا کہ

اگر عورت کی نرم آواز کی گفتگو سے پیار کی گفتگو سے غیر مرد متوجہ ہو سکتا ہے تو خاوند کیوں متوجہ نہیں ہو سکتا مگر بہت کم دیکھا گیا کہ عورتیں اس صفت کو خاوند کے لئے استعمال کریں، شریعت یہ چاہتی ہے کہ عورت جب خاوند سے بات کرے تو اتنے پیار بھری آواز سے بولے کہ خاوند کا دل کھنچتا ہی چلا آوے۔

بیوی شوہر کا دل کیسے جیتے

بیوی اپنے خاوند کے دل کو مائل کرے اس کی آنکھ میں بھی جاذب نظر بنے صاف ستھری رہ کر اچھے کپڑے پہن کر تا کہ خاوند آنکھوں سے دیکھے تو دل میں محبت بڑھے اچھی خوشبو استعمال کرے تا کہ خاوند ناک سے سونگھے تو خاوند کے اندر محبت کا جذبہ اور بیدار ہو اور کان کے ذریعہ سے بھی اسے اپنی طرف متوجہ کرے پیار کے، ایسے بول بولے ایسے الفاظ استعمال کرے کہ خاوند کے دماغ میں وہ الفاظ گونجتے رہیں، جب قرآن مجید بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ اس کی آواز کا بھی مرد کے اوپر اثر ہوتا ہے تو عورت کو ایک ٹول (اوزار) مل گیا جس سے وہ اپنے خاوند کو اپنے دل سے قریب رکھ سکتی ہے، چنانچہ یہیں عورتیں غلطی کر بیٹھتی ہیں کہ خاوند کے ساتھ ایسی بے رخی سے بات کرتی ہیں نہ الفاظ کا اچھا چناؤ ہوتا ہے نہ الفاظ کو اچھے انداز سے بیان کرتی ہیں بس جھگڑا لوانداز میں باتیں کرتی ہیں، جس کی وجہ سے خاوند کا دل الٹا اچاٹ ہو جاتا ہے اور دوسری طرف پھر کیا ہوتا ہے کہ یہی خاوند جب اپنے دفتر میں جاتا ہے اور اس کی سیکریٹری اس کے ساتھ بیٹھا بول بول لیتی ہے سر! آپ کیسے ہیں سر آج آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں تو اس منحوس سیکریٹری کے یہ دو فقرے اس خاوند کی ازدواجی زندگی کو برباد کر دیتے ہیں چنانچہ بیوی گھر میں رہتی ہے اور خاوند پھر اپنی سیکریٹری کے شوق اور خیال میں رہتا ہے یا کبھی کسی اور عورت سے بات کرنے کا موقع مل گیا اور اس عورت نے نرم انداز

میں بات کر لی تو خاوند کا دل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

فون یا ایمان کا خون

یہ سیل فون کا استعمال اتنا برا اتنا برا کہ مت پوچھو اس نے نو جوان لڑکے اور لڑکیوں کو گناہ کے راستے پہ ڈال دیا اور شادی شدہ لوگوں کے گھروں کا سکون لوٹ لیا کہیں خاوند پریشان کہ بیوی فون پر غیر مرد سے باتیں کرتی ہے، چوری چھپے باتیں ہو رہی ہیں، خاوند کے گھر سے نکلنے کی دیر کہ اب فون بڑی مل رہا ہے اور کئی جگہ غیر شادی شدہ لڑکے اور لڑکیاں وہ آپس میں ٹیلی فون پر اتنی باتیں کہ ان کو کسی اور کا ہوش ہی نہیں ہوتا اسی لئے یہ عاجز سیل فون کو ٹیل فون کہتا ہے کہ یہ انسان کے جہنم میں جانے کا سبب بن جاتا ہے، نو جوان بچے اور بچیوں کو ٹیلی فون پر ایک دوسرے سے باتیں کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے اول تو گھر میں نو جوان بچی کو ٹیلی فون اٹھانے کی اجازت ہی نہیں ہونی چاہئے، مرد اٹھا میں مرد نہیں تو بڑی عورت اٹھائے اور پھر جس کا فون ہے اسکو دیدے مگر ہم نے تو ایسا بھی دیکھا کہ سارے گھر کے لوگ بیٹھے ہیں اور کنواری جوان العمر لڑکی وہی فون اٹینڈ کرتی ہیں اب سہیلی کے فون بھی اسے آرہے ہیں اور سہیلوں کے فون بھی آرہے ہیں وہ کئی مرتبہ گھر میں فون ایسے کرتی ہے کہ لڑکی سے بات کر رہی ہے حقیقت میں آگے سے لڑکا بول رہا ہوتا ہے اور وہ صیغہ بھی لڑکی کا استعمال کرتی ہے تم کیسی ہو؟ تم کیا کر رہی ہو؟ ماں باپ کو بیوقوف بنا رہی ہوتی ہے اور ماں مطمئن ہوتی ہے اچھا ہے اپنی سہیلی سے ہی باتیں کر رہی ہے، تو پہلے زمانہ میں شیطان کے پاس جتنے آلات تھے گمراہی کے سیل فون نے ان آلات میں اور اضافہ کر دیا، اس کی وجہ سے گمراہی پھیل رہی ہے زندگیاں برباد ہو رہی ہیں نو جوان بچے بچیاں نہ تو تعلیم میں توجہ دیتے ہیں اور نہ ہی ان کے مستقبل کی زندگی اچھی گذر رہی ہوتی ہے۔

مستقبل کا فیصلہ کس کے سپرد کریں

چنانچہ ماں باپ چاہتے ہیں کہ شادی فلاں جگہ کی جائے زیادہ موزونیت ہے زیادہ مناسبت ہے اور بچی نے ٹیلی فون کے ذریعہ ہی کسی اور کو دل میں بسایا ہوا ہوتا ہے، نہ کوئی جوڑ نہ کوئی حساب پورے خاندان کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہوتا مگر لڑکی ہے کہ ماننے کو تیار ہی نہیں اور یہ یہ توقف ہوتی ہے اگر اسی لڑکے سے شادی کر دی جائے تو وہ عاشق مزاج لڑکا اس کو اتنا زندگی میں رلائے کہ یہ ساری زندگی روتی رہے مگر باتوں کے چکر میں آ کر اس کو سمجھ نہیں آتی کہ میرے لئے اچھا کیا ہے؟ برا کیا ہے؟ تو تو جوان بچے بچیوں کو چاہئے کہ اپنے مستقبل کا فیصلہ خود نہ کریں مصیبت میں نہ پڑیں اس میں اپنے ماں باپ کے مشورے کو اہمیت دیں، جنہوں نے پال پوس کر بڑا کیا جتنا دروان کو ہوگا اتنا درد کسی کو نہیں ہوگا، چنانچہ مرد حضرات ایک ایک وقت میں دو دو چار چار چھ لڑکیوں کے ساتھ وہی باتیں کر رہے ہوتے ہیں لڑکی سیریس ہوتی ہے اور اس کو یہ نہیں پتہ ہوتا کہ دوسری طرف فقط وقت گزاری ہو رہی ہے اسلئے نو جوان بچیوں کو چاہئے فون کو ہاتھ لگانے سے پہلے ڈرا کریں کہ کہیں یہ فون میری زندگی کا خون کرنے کا سبب نہ بن جائے۔

عورت فون پر کس طرح بات کریں؟

اگر بات کرنی بھی ہو تو فون پر ایسے بات کریں کہ جیسے کوئی ناراض ناراض آدمی بات کر رہا ہوتا ہے، یعنی ایسے عورت فون پہ بات کرے کسی مرد کے ساتھ کہ اگلے نے اگر دو باتیں کرنی ہیں تو وہ ایک ہی بات کر کے فون بند کر دے ایسا انداز غیر مرد کے ساتھ اختیار کرنے پر عورت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملتا ہے، تو مصیبت یہی ہے کہ خاوند سے بات کرتی ہیں تو زبان میں ساری دنیا کی تلخی آ جاتی ہے، غیر مرد سے بات کرتی ہیں تو ساری دنیا کی شیرینی آ جاتی ہے

اسی سے گھر برباد ہوتے ہیں، تو شریعت کہتی ہے کہ جب بیوی خاوند سے بات کرے تو آواز میں نرمی بھی ہو گرمی بھی ہو شیرینی بھی ہو ایسے الفاظ کا چناؤ ہو کہ اپنی بیوی کی بات سے خاوند کا دل خوش ہو جائے، اسلئے شاعر نے کہا:

کہ..... سلمیٰ ایسے بات کرتی ہے کہ جیسے موتیوں کی لڑی ٹوٹ گئی اور موتی گرتے چلے جا رہے ہیں.....

تو بیوی سوچے کہ کیا میں بھی ایسی باتیں کرتی ہوں کہ میرے الفاظ میرے خاوند کی نظر میں موتیوں کی طرح بن جائیں۔

اچھی باتوں کا کمال

واقعہ نمبر (۱) ایک مرتبہ ایک بادشاہ کے پاس ایک باندی لائی گئی مگر اس کی ناک دبی ہوئی تھی اور چہرے پہ کوئی داغ بھی تھے تو بادشاہ نے دیکھا تو اسے ناپسند کیا کہ میری خدمت کے لئے ایسی بد صورت لڑکی مجھے نہیں چاہئے تو لڑکی نے کہا اگر بادشاہ سلامت اجازت ہو تو میں بھی کچھ کہوں اس نے کہا ہاں کہنے لگی کہ آپ نے کہا کہ میری ناک دبی ہوئی ہے اور میرے چہرے پر داغ ہیں تو آپ نے سنا ہوگا کہ ہرن کا حسن اور چاند کا حسن ضرب المثل ہے جب کہ ہرن کی ناک دبی ہوتی ہے اور چاند کے اوپر داغ ہوتے ہیں ایسی بر موقع اس نے بات کہی کہ بادشاہ نے اس کو اپنی خدمت کے لئے پسند کر لیا۔

واقعہ نمبر (۲) خلیفہ مہندی کے پاس جب خضران باندی آئی تو بہت ہی دہلی پٹلی سی لڑکی تھی تو بادشاہ نے دیکھ کر کہا کہ یہ دہلی پٹلی لڑکی میری کیا خدمت کرے گی تو خضران بولی کہ بادشاہ سلامت میں دہلی پٹلی ہوں میرے حسن کا بڑا وزن ہے، ایسے انداز سے اس نے بات کی کہ خلیفہ مہندی کو پسند آئی چنانچہ اس کی تمام بیویوں میں سے سب سے زیادہ یا اثر بیوی یہی لڑکی تھی اور بڑے بڑے فیصلے خلیفہ مہندی اس کے کہنے پر کر دیا کرتا تھا۔

واقعہ نمبر (۳) علی بن جهم نے نکاح کیا بیوی خوبصورت تھی تو اس نے ایک رات بیوی سے کہا کہ آؤ ذرا باہر چاندنی رات ہے کھلے آسمان کے نیچے مل بیٹھیں تو بیوی نے خاوند کو دیکھ کر مسکرا کر کہا کہ جب آپ مجھے کھلے آسمان کے نیچے بٹھائیں گے تو دو چاندوں کو آپ ایک وقت میں کیسے دیکھ سکیں گے مقصد کیا تھا کہ آسمان کے چاند کو دیکھیں گے یا میں زمین کا چاند ہوں مجھے آپ دیکھیں گے، تو یہ باتیں صرف اسلئے بتائی جا رہی ہیں کہ جو اچھی بیویاں ہوتی ہیں وہ پیار کے انداز سے بات کر کے غصہ میں بھرے ہوئے شوہر کو بھی موم کر لیتی ہیں۔

واقعہ نمبر (۴) چنانچہ خالد بن یزید نے ایک مرتبہ عبداللہ ابن زبیرؓ کے بارے میں کوئی ناپسندیدہ بات کہہ دی عبداللہ ابن زبیرؓ کی بہن رملہ بنت زبیر ان کی بیوی تھی وہ پاس بیٹھی سن رہی تھی تو جب اس نے ناپسندیدہ باتیں کی اور دیکھا کہ بہن نے یہ باتیں سن لیں مگر چپ بیٹھی ہوئی ہے تو اس کو حیرت ہوئی تو وہ رملہ سے کہنے لگا کہ کیا بنا کیا تم میری باتوں کی تصدیق کرتی ہو یا تمہیں میری بات کی سمجھ ہی نہیں آئی تو رملہ نے آگے سے جواب دیا کہ نہ میں تصدیق کرتی ہوں اور نہ یہ کہتی ہوں کہ تمہاری بات مجھے سمجھ نہیں آئی بلکہ بات یہ ہے کہ ہم عورتیں ہیں ہمیں مردوں کی باتوں کے درمیان آنے کی کیا ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں پھول کی طرح بنایا ہے جس پھول کی خوشبو سونگھی جاتی ہے تو ہمیں تو پھول ہی بن کر رہنا ہے رملہ کی یہ بات غصہ میں بھرے ہوئے خاوند کو اتنی اچھی لگی کہ اس نے آگے بڑھ کر اپنی بیوی کی پیشانی کا بوسہ لیا اور جو غصہ تھا وہ سب ختم ہو گیا تو اس سے اندازہ لگائے کہ جو اچھی بیویاں ہوتی ہیں وہ ایسی بات کرتی ہیں کہ جس سے محبتیں بڑھ جاتی ہیں۔

واقعہ نمبر (۵) ایک شاعر اور اس کی بیوی کا واقعہ کتابوں میں لکھا ہے بعض کہتے ہیں کہ علیؓ اور فاطمہؓ کا واقعہ ہے تاہم شاعر ذرا غصہ میں تھا تو بیوی کو دیکھ کر اس نے شعر کہہ دیا کہ

ان النساء شياطين خلقن لنا

نعوذ بالله من شر شياطين

کہ ”عورتیں شیاطین ہیں جن کو اللہ نے ہمارے لئے بنایا ہم ان شیطانوں کی شیطانیّت سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں“ بیوی نے یہ شعر سن لیا اور آگے سے شعر کو بدل کر یوں پڑھا کہ:

ان النساء رياحين خلقن لكم

وكلکم تشتہی شم ریاحین

کہ ”ہم عورتیں پھول ہیں جن کو تمہارے لئے پیدا کیا گیا اور تم میں سے ہر کوئی پھول کی خوشبو سونگنا پسند کرتا ہے“ اس کے جواب دینے سے اس شاعر کا غصہ ختم اور میاں بیوی کے درمیان پھر محبت بھری زندگی شروع ہو گئی۔

واقعہ نمبر (۶) ایک مرتبہ ایک خاوند بیوی سے ناراض تھا خوب برستار ہا خوب برستار ہا وہ بیوی چپ رہی، جب اس نے دیکھا کہ خاوند خوب بول بول کر چپ ہو گیا اور کچھ ٹھنڈا ہو گیا تو اس نے مسکرا کر خاوند کی طرف دیکھا اور کہنے لگی کہ میں جانتی ہوں کہ میرا شوہر اتنا اچھا ہے کہ اس کا علاج ایک نرم نگاہ اور ایک تبسم ہے، ان الفاظ کو سن کر خاوند کو اپنی بات پر پشیمانی ہوئی اس نے معافی مانگی اور پھر اپنی بیوی کے ساتھ محبت سے رہنا شروع کر دیا۔

تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ شریعت اس کو پسند کرتی ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ جب بات چیت کریں تو انداز بھی محبت کا اپنائیں اور الفاظ کا چناؤ بھی ایسا ہو کہ دوسرے کے دل میں بات اتر جائے اور اگر کبھی ایسا ہو کہ میاں بیوی میں سے کوئی ایک غصہ میں ہو تو دوسرے کو صبر کر لینا چاہئے اسلئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر تمہیں اپنی بیوی کی کوئی بات بری لگے تو تم اس کی دوسری باتوں میں غور کرو اس کی کتنی باتیں ایسی ہوں گی جو تمہیں اچھی لگیں گی قرآن مجید نے فرمایا ﴿عَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ ممکن ہے

تمہارے ایک چیز کو ناپسند کرو اور اس میں اللہ نے تمہارے لئے خیر رکھی ہو لہذا جب شادی کے بعد جب بچے ہو جائیں اور شادی کے بعد کئی سال گزر جائیں تو اگر کسی معاملہ میں کوئی چھوٹی موٹی تلخی بھی ہو جائے تو اس کو درگزر کرنا چاہئے بیوی بھی درگزر کرے خاوند بھی درگزر کرے عام طور پر دیکھا کہ جب عمریں زیادہ ہو جاتی ہیں پچاس یا اس سے اوپر کی عمر ہو گئی جب میاں بیوی کو جسمانی اعتبار سے ایک دوسرے کو اتنی ضرورت نہیں رہتی تو اس عمر میں پھر میاں بیوی کے جھگڑے بڑھ جاتے ہیں بوڑھے میاں بیوی زیادہ جھگڑتے ہیں تو اس وقت یہ اصول کام آتا ہے کہ اگر کسی ایک نے کوئی ایک بات غصہ میں کہہ بھی دی تو دوسرا اس کو برداشت کر لے اور اپنے گھر کے سکون کو برباد نہ کرے۔

چنانچہ ایک بوڑھے میاں بیوی حضرت عمرؓ کے پاس آئے کہا کہ جی مجھے اب اپنی بیوی میں ذرا دلچسپی نہیں رہی تو عمرؓ نے فرمایا کہ گھر کی تعمیر فقط محبت پر نہیں اسلام پر بھی کی جاتی ہے اب تمہارے بال بچے ہو گئے اب تم فقط ان محبتوں کو نہ دیکھو بلکہ اسلام کی تعلیمات کو دیکھتے ہوئے اپنے گھروں کو آباد رکھو۔

پیارے محبوب کا واقعہ

چنانچہ ایک مرتبہ سیدنا عائشہ صدیقہؓ کسی بات پر نبی علیہ السلام کے سامنے گفتگو کر رہی تھیں کہ اتنے میں صدیق اکبرؓ وہاں پہنچ گئے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ابو بکر ہم تمہیں ثالث بنا لیتے ہیں، صدیق اکبرؓ بات سننے لگے جب بات سننے لگے تو عائشہ صدیقہؓ غصہ میں تھیں نبی علیہ السلام سے یہ کہہ دیا کہ بالکل سچ سچ بات کرنا تو جب انہوں نے یہ بات کہی تو صدیق اکبرؓ نے اتنے زور سے تھپڑ لگایا کہ عائشہ صدیقہؓ کے منہ سے خون آگیا فرمانے لگے کہ تم اللہ کے محبوب کو یہ کہہ رہی ہو کہ سچ سچ بات کرنا اور خدا کی بندی! وہ سچ نہیں کہتے تو کیا کہتے ہیں، اب عائشہ صدیقہؓ کو جب باپ کا تھپڑ لگا عمر تو چھوٹی تھی تو وہ مزید

تھپڑ سے بچنے کے لئے نبی علیہ السلام کے پیچھے ہو گئی، تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر ہم نے تمہیں ثالث بنایا تھا ہم تم سے یہ تو نہیں چاہتے تھے چنانچہ نبی علیہ السلام نے پھر صدیق اکبرؓ کو کہا آپ اب بیشک جائیں ہم آپس میں ہی فیصلہ کر لیں گے تو صدیق اکبرؓ واپس ہو گئے تو جب واپس آئے تو نبی علیہ السلام نے مسکرا کر عائشہ صدیقہؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا دیکھا باپ نے تو تھپڑ لگایا میرے پیچھے ہی چھپ کر جان بچی نا اور اس کے بعد پھر عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ اسی طرح محبت پیار سے رہنے لگے۔

تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کبھی کبھی انسان کی طبیعت غصہ میں ہے خوشی میں ہے ایسے الفاظ کوئی کہہ سکتا ہے کہ دوسرے کو برے لگیں مگر فوراً کوشش کرنی چاہئے کہ ایک دوسرے کو منالیں معافی مانگ لیں تاکہ گھر کی محبت کا ماحول وہ محبت پیار کا ہی رہے۔

جنتی عورت کی پہچان

حدیث پاک میں ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں جنتی عورت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تو صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ضرور بتائیے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر وہ عورت جو شوہر سے بہت محبت کرنے والی، زیادہ بچے جنمنے والی، جب اسکا شوہر اس سے ناراض ہو تو وہ اپنے شوہر کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر کہے کہ اس وقت تک اس جگہ سے نہیں ہلوں گی جب تک کہ آپ مجھ سے راضی نہیں ہو جائیں گے تو جنتی بھی نبی علیہ السلام نے نشانیاں بتائیں کہ جنتی عورت وہ ہوتی ہے کہ جو شوہر سے بہت بے پناہ محبت کرنے والی ہو، اولاد والی ہو، اور اگر کبھی اس کا شوہر کسی بات پر ناراض ہو تو وہ اپنے شوہر کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر کہے کہ میں تمہاری ہوں اور میں یہاں سے نہیں ہٹوں گی، جب تک کہ آپ مجھ سے راضی نہیں ہو جائیں گے اس طرح

منالے یہ منانے کا عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند کہ اللہ کے محبوب نے جنتی عورت کی پہچان بتائی اور آج تو کئی بیویاں ایسی بات کرتی ہیں کہ جان بوجھ کر خاوند کو ستاتی ہیں اس کا دل دکھاتی ہیں ان عورتوں کو تو جنت کی ہوا بھی نہیں لگے گی۔

بہترین عورت کی علامتیں

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں بہترین عورت بتاؤں کہ جس کو خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے اب کونسی بیوی کو خاوند دیکھے گا تو دل خوش ہوگا جو محبت کرنے والی ہوگی خدمت کرنے والی ہوگی تو بہترین بیوی کی پہچان نبی علیہ السلام نے یہ بتلائی کہ جس کو خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے یا یوں سمجھ لیں کہ وہ اپنے دل میں الحمد للہ پڑھے ایسی بیوی نہ ہو کہ جس کو خاوند دیکھے تو دل میں اَعُوذُ بِاللّٰهِ پڑھے تو نبی علیہ نے فرمایا کہ بہترین عورت وہ ہے کہ جس کو خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے اگر خاوند کسی کام کا حکم کرے تو وہ عورت اس کی فرمانبرداری کرے اور اپنے نفس میں اور مال میں اپنے شوہر کی مخالفت نہ کرے اپنے نفس سے کیا مراد؟ اپنی عزت آبرو کے معاملے میں اور خاوند کے مال کے معاملہ میں خیانت نہ کرے تو اس حدیث میں چار نشانیاں بتائی گئی کہ

۱..... خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔

۲..... جب کوئی کام کے لئے وہ کہے تو فوراً اس کی بات کو مان لے۔

۳..... اپنی عزت۔

۴..... اور اپنے مال میں اپنے خاوند کی خیانت نہ کرے اب عورت کے لئے

یہ چار کام کرنے کتنے آسان ہیں، اسی لئے یہ عاجز کہتا ہے کہ مردوں کو ولی بننے کے لئے تو کتنی نمازیں کتنی تلاوتیں اور کیا کیا مجاہدے کرنے پڑتے ہیں اور عورت کو تو ولی بننے کے لئے اللہ نے بہت آسانیاں دیدیں یہ چار کام کر لے اور اللہ تعالیٰ کی ولیہ بن کر زندگی گزارے۔

ڈرنے کی بات

چنانچہ جو لوگ کسی عورت کو خاوند کے خلاف بھڑکاتے ہیں ان کے بارے میں شریعت میں بہت بڑی وعید ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا دل کے کانوں سے سنیں کہ جس نے بیوی کو خاوند کے خلاف بھڑکایا وہ میری امت میں سے نہیں حدیث پاک کی کتاب مستدرک ہے جس کے اندر یہ حدیث بیان کی گئی کتنی سخت وعید ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے بھی بیوی کو خاوند کے خلاف بھڑکایا وہ میری امت میں سے ہی نہیں اللہ اکبر یعنی قیامت کے دن اس کو محبوب کے جھنڈے کے نیچے حاضری کی توفیق ہی نہیں ہوگی یا یوں سمجھ لیجئے کہ اس کی ایمان کے اوپر موت ہی نہیں ہوگی اتنی بڑی وعید اللہ اکبر اور یہ کام بہت سارے لوگ کرتے ہیں مثال کے طور پر بیوی اپنی سہیلی کو ملی اس نے کہا کیا وہی کپڑے پہنے پھرتی ہو تمہارا خاوند تمہیں نئے کپڑے بنوا کر ہی نہیں دیتا کسی کام کا نہیں تمہارا خاوند اب یہ سہیلی صاحبہ یہ جو الفاظ کہہ رہی ہے کہ جس کو سن کر بیوی کے دل میں خاوند کے خلاف نفرت آئے یہ عورت اتنے الفاظ بول کر جہنم میں جانے کا راستہ ہموار کر رہی ہے تو آپ ذرا اس اصول پر غور کریں تو کئی مرتبہ بہنیں اس پر عمل کرتی ہیں اپنی بہن کو کہتی ہیں دیکھا تیرے خاوند نے یہ نہیں کیا تیرے خاوند نے یہ نہیں کیا تیرا خاوند تو ایسا ہے تو ایسی کوئی بھی بات جس نے کی چاہے وہ سگی بہن ہو چاہے وہ سگی ماں ہو کئی مرتبہ خود ماں اپنی بیٹی کو شوہر کے خلاف باتیں کرتی ہیں وہ یہ نہیں کرتا وہ یہ نہیں کرتا تا کہ بیوی کے دل میں خاوند کے بارے میں غصہ آجائے تو ایسی ماں ایسی بہن ایسا بھائی ایسی پڑوسن جو لوگ بھی اس قسم کی بات کر رہے ہیں کہ جس سے عورت کے دل میں خاوند کے خلاف کوئی جذبہ آ رہا ہے یہ سارے لوگ اپنے واسطے جہنم کا راستہ ہموار کر رہے ہیں، یہ کوئی چھوٹی وعید نہیں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے بیوی کو خاوند کے خلاف بھڑکایا وہ میری امت میں سے ہی نہیں اس گناہ میں آپ اگر دیکھیں گی تو بہت

سارے لوگ ملوث ہیں تو ایک دستور سمجھ لیں کہ ہمیشہ بیوی سے ایسی بات کریں کہ اس کے دل میں خاوند کی محبت بڑھے اگر آپ چاہتی ہیں کہ ایمان پر آپ کی موت آئے ورنہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے بیوی کو خاوند کے خلاف بھڑکایا وہ میری امت میں سے ہی نہیں اور اس کا ایک انداز اور بھی ہے اور وہ انداز یہ کہ کچھ مرد بھی ایسے ہوتے ہیں جو دیکھنے میں مرد حقیقت میں شیطان، وہ بھی یہ کام کرتے ہیں ایک بیوی اپنے میاں کے ساتھ خوشی کی زندگی گزار رہی ہے اب اس عورت کی تعریف کر کے اس کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جس نے شادی شدہ عورت کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی اس نے گویا اس عورت کے دل میں خاوند کی نفرت کو پیدا کیا، یہ آدمی بھی ایمان کی موت نہیں مرے گا، اب سوچیں کہ کتنے مرد ہیں جو اس گناہ میں ملوث ہیں، بیوی کسی اور کی اور تعریفیں کر کے اس کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں کہتے ہیں تیرا خاوند تجھے ایسے نہیں رکھتا تجھے ایسے رکھنا چاہئے، تو تو اتنی اچھی ہے، تو یہ اصول سمجھ لیں کہ جس کسی نے بھی ایسی باتیں کی جس بات سے بیوی اپنے خاوند سے دور ہوتی ہے اس ہندے کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے بیوی کو خاوند کے خلاف بھڑکایا وہ میری امت میں سے ہی نہیں تو ایسا کام کرنا تو جہنم کے لئے راستہ ہموار کرنے والی بات ہے۔

ایک عبرت انگیز واقعہ

بنی اسرائیل کا ایک کسان تھا جس کی بیوی بہت خوبصورت تھی وہ غریب آدمی تھا بادشاہ کی کہیں اس عورت پر نظر پڑ گئی تو بادشاہ اس پر فریفتہ ہو گیا اس نے کسی عورت کے ذریعہ اس بیوی کو متوجہ کیا کہ اگر تم میرے ساتھ شادی کر لو تو میں تمہیں محل کے اندر ملکہ بنا کر رکھوں گا اور تم تو یہاں مٹی میں ملکر مٹی بنتی چلی جا رہی ہو، چنانچہ اس بوڑھی عورت نے جا کر اس طرح کی باتیں کی کہ وہ عورت اپنے خاوند

کے ساتھ بے رخی برتنے لگی کسان نے پوچھا کیا بات ہے میں تمہارے اندر
 محبت کی وہ جھلک نہیں دیکھ رہا جو تمہیں پہلے تھی، تو بیوی نے کہا ہاں مجھے تم سے
 کوئی محبت نہیں، خاوند نے پوچھا تم کیا چاہتی ہو کہنے لگی مجھے طلاق دیدو، نیک
 نیت خاوند تھا اس نے سوچا کہ جب اس کو میرے ساتھ محبت ہی نہیں رہی اور
 طلاق مانگ رہی ہے تو اس نے اس کو ایک طلاق دیدی جب عورت کو طلاق ہو گئی
 تو اس نے عدت گزارنے کے بعد بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ میں فارغ ہو چکی تو
 بادشاہ نے اس سے شادی کر لی جب پہلی رات بادشاہ اس عورت کے پاس ملنے
 کے لئے آیا اور اس کی طرف ہاتھ اٹھائے تو اللہ رب العزت کی غیرت کو اتنا
 جوش آیا کہ دونوں پر فالج کا حملہ ہوا اور دونوں کے اعضاء معطل ہو گئے، چنانچہ
 دونوں زندہ نعشیں بن گئیں صبح جب لوگوں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ پاؤں
 سب کے سب فالج کے اثر میں تھے وہ بھی زندہ نعش اور یہ بھی زندہ نعش ایک
 دوسرے کے کام کے ہی نہ رہے اللہ تعالیٰ نے ان کو دوسروں کے لئے عبرت کی
 نشانی بنا دی بادشاہ پر فالج اس وجہ سے ہوا کہ تم نے ایک نیک انسان کے گھر کو
 برباد کیا اور عورت پر فالج اس لئے ہوا کہ تم نے نیک خاوند سے بدنیتی کے ساتھ
 جان چھڑا کر دنیا کی طرف قدم بڑھایا، تم ان دنیا کی لذتوں کو حاصل نہیں کر سکو
 گے، تو اس سے اندازہ لگائیے کہ اللہ رب العزت اس بات کو پسند فرماتے ہیں
 کہ میاں بیوی آپس میں محبت و پیار کی زندگی گزاریں کیوں کہ انہوں نے اللہ
 کے نام پر ایک دوسرے کو میاں بیوی کے طور پر قبول کر لیا، اب اگر ان کے درمیان
 کوئی تیسرا بندہ رخنہ اندازی کرنے لگے گا تو وہ آدمی اپنے لئے جہنم کا راستہ ہموار
 کرے گا تو کوئی مرد یا کوئی عورت ایسی بات کرے کہ جس سے بیوی خاوند سے
 دور ہو اللہ تعالیٰ اس چیز کو بہت ناپسند فرماتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا جو بھی
 کسی بیوی کو خاوند کے خلاف بھڑکائے وہ میری امت میں سے نہیں۔

بڑھیا کیوں تابینا ہوئی

ایک اور واقعہ ہے اس امت میں ایک بڑے بزرگ گذرے ہیں ابو مسلم خولائی اتنے نیک اور اتنے اللہ کے ولی تھے کہ ان کو میلہ کذاب نے گرفتار کیا جس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اس نے ان کو کہا کہ تم مجھے اپنا نبی مانو انہوں نے انکار کیا اس نے آگ جلوائی کہا کہ میں تمہیں آگ میں ڈال دوں گا تو ابو مسلم خولائی نے فرمایا فاقضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ تو جو کرنا چاہتا ہے کر لے میں دین سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا چنانچہ اس نے ان کو آگ میں ڈلوادیا اللہ رب العزت کی رحمت کا ظہور ہوا اور یہ بہت دیر آگ کے اندر رہے مگر ان کے لئے اسی طرح گل گزار بن گئی جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار بن گئی تھی چنانچہ اس نے ان کو ڈر کے مارے چھوڑ دیا تو یہ پھر نبی علیہ السلام کے روزہ انور پر حاضری کے لئے مدینہ طیبہ آئے عمرہ کو پتہ چلا تو وہ ان کو ابو بکر صدیقؓ پاس لیکر گئے تو صدیق اکبرؓ نے ان کو دیکھ کر کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے امت محمدیہ میں ایسے لوگ پیدا کئے جن کی خاطر اللہ نے آگ کو اسی طرح گلزار بنا دیا جیسے اس نے اپنے خلیل کے لئے آگ کو گلزار بنا دیا تھا، یہ ابو مسلم خولائی جو اتنے نیک بزرگ تھے مستجاب الدعوات تھے ان کی بیوی ان سے بہت محبت کرتی تھی جب بھی یہ گھر میں آتے تو ان کی بیوی آگے بڑھ کر مسکرا کر استقبال کرتی اور ان کے جوتے اپنے ہاتھوں سے پاؤں سے خود نکالتی تھی ایک دن کیا ہوا کہ ایک بڑھیا فتنے کی پڑیا وہ کہیں ان کی بیوی کے پاس آگئی اور اس نے ان کی بیوی کو کہا کہ تمہارے خاوند کے ساتھ تو وقت کا حاکم اتنا محبت کرتا ہے اتنا احترام کرتا ہے تم اپنے میاں سے کیوں نہیں کہتی کہ وہ تمہارے لئے کوئی ماہانہ مقرر کر دے اور تمہیں کوئی خدمت کے لئے باندی لا کر دے تو اس بڑھیا نے یہ مشورہ دیا جس پر کہ ان کی بیوی کے دل میں یہ بات آگئی کہ مجھے خاوند کو

یوں کہنا چاہئے، چنانچہ ابومسلم خولائی جب اپنے گھر آئے تو نہ تو بیوی نے مسکرا کر استقبال کیا اور نہ ان کے پاؤں سے جوتے اتارے بلکہ خاموش، سوچوں میں ڈوبی ہوئی اپنی جگہ بیٹھی رہی ابومسلم خولائی بڑے فراست والے تھے پہچان گئے کہ میری بیوی کو کسی نے بگاڑا تو ان کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے کہ اللہ اس شخص کو اندھا کرے جس نے میری بیوی کو بگاڑا تو کہتے ہیں کہ ان الفاظ کے نکلنے ہی وہ بڑھیا اپنی جگہ اندھی ہو گئی ان کی بیوی نے جب بچے کو بھیج کر پتہ کروایا اور اسے یقین ہو گیا کہ واقعی وہ عورت اندھی ہو گئی تو اس نے اپنے خاوند کے سامنے معافی مانگی اور ان کو پورا واقعہ سنایا اور پھر کہنے لگی کہ جی آپ رحم فرمائیں اور اس بڑھیا کے لئے دوبارہ دعا کریں اللہ اس کو بینائی عطا فرمادے تو بیوی کے توبہ تائب ہونے پر انہوں نے اس بڑھیا کے لئے دعا کی اللہ نے ان کی بینائی کو پھر واپس فرمادیا، تو ان واقعات سے آپ اندازہ لگائیں جو شخص کسی بیوی کو خاوند کے خلاف کرے وہ اپنے لئے جہنم کا راستہ ہموار کرتا ہے۔

اس لئے چاہئے کہ اگر کوئی بیوی خاوند سے ناراض بھی ہو تو کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے اس کی ناراضگی بڑھے بلکہ ایسی بات کریں کہ جس سے اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور وہ خاوند کے قریب ہو جائے یہ اصول تمام مستورات اپنی زندگی میں اپنائیں ان کے لئے ایمان پر مرنا آسان ہو جائے گا، ہمیشہ اس بات کو ذہن میں رکھیں کبھی بھی کوئی بیوی آپ کے سامنے خاوند کے خلاف باتیں کریں کبھی اس کی ہاں میں ہاں نہ ملائے دنیا میں کوئی انسان فرشتہ نہیں ہے ہر انسان کے اندر خامیاں ہوتی ہیں اس بیوی کو حتی الوسع ٹھنڈا کرنے کی کوشش کریں آپ اسکو سمجھانے کی کوشش کریں تاکہ وہ اپنے میاں کے قریب ہو جائے اگر آپ نے بیوی کو میاں کے قریب کر دیا تو آپ کو کلمہ کے اوپر مرنا آسان ہو جائے گا اللہ رب العزت ہمیں شریعت اور سنت والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے ہمارا یہ ٹپک اتنا وسیع ہے کہ ابھی آنے والے چند دنوں میں انہیں کے اوپر ہی گفتگو ہوتی رہے گی لہذا

یہ عاجز کل مستقل اس عنوان پر بات کرے گا کہ گھر کو کیسے بسایا جاتا ہے خوشگوار زندگی کیسے حاصل کی جاسکتی ہے، بیوی کن باتوں کو مد نظر رکھے تو اس کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی پریشانیوں سے نجات عطا فرمائے اور اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

ابیات شوقیہ

بناؤں گے اپنے نفسِ مکرش کو اب تو یارب غلام تیرا
میں چھوڑ کر کار و بار سائے کروں گا ہر وقت کام تیرا
کیا کروں گا بس اب الٹی میں ذکر ہی صبح و شام تیرا
جہاؤں گا دل میں یاد تیری راتوں گا دن رات نام تیرا

ہر دم کروں گے میرے باری

مُتَلِّقُ نَفْسِ ابِ کھوں گا جاری

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ

میں اے خدا دم بھروں گا تیرا بدن میں جب تک جہاں ہے گی
پڑھوں گا ہر وقت تیرا کلمہ ہن میں جب تک جہاں ہے گی
کوئی ہے گا نہ ذکر اب پر تیری ہی بس داستاں ہے گی
نہ شکوہ دوستاں ہے گا نہ نصیحتِ دو دشمنان ہے گی

ہر دم کروں گے میرے باری

مُتَلِّقُ نَفْسِ ابِ کھوں گا جاری

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ

رہا میں منِ رات غفلتوں میں عبت یوں ہی زندگی گزاری
کیا نہ کچھ کامِ سخت کا کٹی گناہوں میں عمر ساری
بہت دنوں میں نے کشتی کی گم رہے اب سخت شرمساری
میں سر جھکا ہوں میرے مولا میں تو بہ کرتا ہوں میرے باری

ہر دم کروں گے میرے باری

مُتَلِّقُ نَفْسِ ابِ کھوں گا جاری

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ

میں دین لوں گا میں دین لوں گا میں دین لوں گا میں دین لوں گا
دکھائے نقشِ نگار اپنے اُچھائے مجھ کو ہزار دُنیا
اسے میں خوب یاد رکھا ہوں بہت ہے بے اعتبار دُنیا
لگاؤں گی اس دلِ نہ گزیرے چار دن کی ہے یار دُنیا

ہر دم کروں گے میرے باری

مُتَلِّقُ نَفْسِ ابِ کھوں گا جاری

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ

مچانِ دلیر تو سیکڑوں میں مگر کوئی با وفا نہیں ہے
وَدَّ قُوْدُ اور لائقِ محبت فقط ہے تُو دوسرا نہیں ہے
کوئی تجھے ذکر کے بارِ مرنے کی شے اے خدا نہیں ہے
مرے کی تیریں میں گو مزارِ دل کسی میں ایسا مزار نہیں ہے

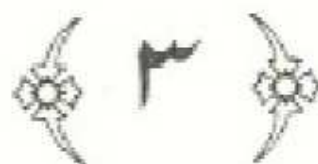
ہر دم کروں گے میرے باری

مُتَلِّقُ نَفْسِ ابِ کھوں گا جاری

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً
إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُتَفَكَّرُونَ ﴿۲۲﴾

از دواجی زندگی کی بہار



از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب دامت برکاتہم
(نقشبندی مجددی)

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	میاں بیوی کو ورغلانے والے	۱۰۶
۲	جھوٹ ناپسندیدہ چیز	۱۰۷
۳	میاں بیوی کے دشمن	۱۰۸
۴	بیوی کا سچا دوست کون؟	۱۰۹
۵	ایک واقعہ	۱۱۰
۶	گھر بنانا اور ہے گھر بسانا اور	۱۱۱
۷	دل کی ملکہ کیسے بنے	۱۱۳
۸	کامیاب زندگی کے چند اصول	۱۱۴
۹	ایک لطیفہ	۱۱۸
۱۰	درد بھرا قصہ	۱۱۹

اللہ، اللہ، اللہ اقتباس

بیوی کو چاہئے کہ شادی کے بعد نہ تو وہ اپنے خاوند کے خلاف
کوئی بات سنے نہ کسی ایسی بات کے اوپر دھیان دے، بیوی
کو یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا میں اس کا ایک ہی سچا دوست ہو سکتا ہے
اور وہ اس کا خاوند ہے، خاوند کے سوا پوری دنیا میں اس
کا سچا دوست کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔

افادات

حضرت پیر ذوالفقار احمد صاحب مدظلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوْا اِلَیْهَا وَجَعَلَ
بَیْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

میاں بیوی کو ورغلا نے والے

نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے کہ "جس نے بیوی کو خاوند کے خلاف بھڑکایا وہ ہم میں سے نہیں" تو اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی بھی آدمی اگر کسی بیوی کے سامنے اگر کوئی ایسی بات کرے جس سے بیوی کے دل میں خاوند کی نفرت پیدا ہو تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ نبی علیہ السلام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں یوں سمجھے کہ اس کو کلمہ پہ موت ہی نہیں آئے گی اسی طرح جو آدمی خاوند کو بیوی کے خلاف بھڑکائے اس کو بھی اس پر قیاس کیا جائے گا اور آج غور کریں کہ یہ گناہ آج ہمارے معاشرے میں بہت عام ہو گیا قریب قریب کے رشتہ دار کہیں تو بیوی کے خلاف بات کر دیتے ہیں اور کہیں خاوند کو بیوی کے خلاف کر دیتے ہیں اس کی کئی وجوہات ہیں ایک وجہ تو ہمدردی جتنا ہے مثلاً خاوند غریب ہے کم پڑھا ہوا ہے اب لڑکی کی سہیلیاں لڑکی کی بہنیں لڑکی کی ماں اس کی ہمدرد بن کر اس کو کہیں گی تیرا خاوند تو یہ نہیں یہ بھی نہیں تو ہمدردی میں یہ عورتیں

بیٹھی ہوئی جہنم کمار ہی ہیں سگی ماں کئی مرتبہ اپنی بیٹی کو ایسی بات کر دیتی ہے کہ اس کے دل میں خاوند کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہے تو یہ ماں اس ہمدردی کی آڑ میں اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنا رہی ہے اور ہم نے تو یہاں تک بھی دیکھا کہ رنجش بڑوں کی اور ماں باپ نے بیٹی کو گھر بٹھایا ہوا ہے کہ ہم اس کو نہیں جانے دیتے بیٹی اپنے خاوند کے پاس جانا چاہتی ہے اور ماں باپ کہتے ہیں کہ خبردار اگر تم نے باہر قدم رکھا، یہ کس لئے کہ انہوں نے دین اسلام کی تعلیم کو پڑھا ہی نہیں ہوتا اگر پڑھ لیتے تو یہ کبھی بھی بیوی کو خاوند سے دور نہ کرتے۔

اسی طرح کئی مرتبہ جب ساس دیکھتی ہے کہ میرا بیٹا اپنی بیوی کے زیادہ قریب ہوتا جا رہا ہے تو اسے ڈر پڑ جاتا ہے کہ کہیں میرے ہاتھ سے نکل نہ جائے اور بیوی کا تہ بن جائے تو وہ اس کی بیوی کی چھوٹی موٹی باتوں کا بھنگڑ بنا کر اپنے بیٹے کو اس طرح سے پیش کرتی ہے کہ اس کے دل میں اس کی نفرت آ جاتی ہے، یہ ماں اپنے بیٹے کو تو اپنی منہی میں کر لے گی لیکن خود جہنم میں جائے گی، اسلئے جب کسی لڑکے اور لڑکی کا نکاح ہو گیا اب قریب والوں میں سے کسی کو بھی کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے کہ خاوند بیوی کے خلاف ہو یا بیوی خاوند کے خلاف ہو بلکہ اگر ان کے دل میں فاصلے ہونے بھی لگیں تو ان کو جوڑنے کی کوشش کرنی چاہئے یہ کام اتنا اہم ہے کہ اللہ رب العزت نے اس کی خاطر اپنا حق معاف کر دیا۔

جھوٹ ناپسندیدہ چیز

شریعت میں جھوٹ بولنے کو بہت ناپسند کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم الشان میں فرمادیا ﴿كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ کہ جب انسان وہ بات کہے جو کرتا نہیں تو اللہ تعالیٰ کا غصہ بھڑکتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کو جھوٹ سے اتنی نفرت ہے لیکن اگر میاں بیوی کے درمیان صلح کروانے کے لئے کوئی جھوٹ کی بات بھی کر دے تو شریعت کہتی ہے اگرچہ یہ جھوٹ ہے مگر اللہ تعالیٰ

اس بندے سے اس گناہ پر مواخذہ نہیں فرمائیں گے تو اس کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ شریعت نے ہر ایسی بات جو میاں بیوی کو دور کرے اس کو ناپسند کیا اور ان کو قریب کرنے کے لئے اگر کوئی جھوٹ بھی بول لے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی معاف کرنے کا اظہار فرمادیا تو یہاں سے ثابت ہوا کہ دین اسلام میں شریعت محمدی میں اسی چیز کو پسند کیا کہ جب کوئی لڑکا لڑکی آپس میں نکاح کے ذریعہ میاں بیوی بن گئے اب تم ان کو جوڑے رکھو اور ان کو دور کرنے کی نہ کوشش کرو بلکہ وہ دور ہوتا بھی چاہیں تو ان کو جوڑو اس پر اللہ تعالیٰ کی تم پر رحمتیں ہوں گی، لہذا اندروں کو ساس سر کو چاہئے کہ وہ اپنے بیٹے کو بیوی کے کبھی بھی خلاف نہ کریں اگر کریں گے تو جہنم کما میں گئے۔

اسی طرح میسکے والوں کو چاہئے کہ وہ شادی کے بعد لڑکی پر اپنے حق نہ جتائیں اب شادی ہوگئی اب وہ اپنے گھر کی ہے اگر وہ اپنے میاں کے ساتھ خوشی سے زندگی گزار رہی ہے تو کوئی ایسی بات نہ کریں کہ جس سے بیوی کے دل میں میاں کے خلاف کوئی بات آئے سوچنے کی بات ہے کہ کونسا انسان ہے جس کے اندر غلطیاں نہیں ہوتیں کوتاہیاں نہیں ہوتیں اگر ایک بندہ خرد بین ہی فٹ کر لے تو اس کو تو بیوی میں بھی سو برائیاں نظر آ جائیں گی اور خاوند میں بھی سو برائیاں نظر آ جائیں گی تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ میاں بیوی کو جدا ہی کرتے رہو غلطیوں کے باوجود ان کو چاہئے کہ وہ اکٹھا رہیں اچھا جو لوگ ان کی غلطیوں کو (zoom) یعنی بڑا کر کے بتا رہے ہوتے ہیں، یہ ساس سر ننندیں کیا اپنے اندر ان کی غلطیاں نہیں ہوتیں ان کی اپنی زندگی دیکھو تو سو عیب ان کے اندر نکل آئیں گے۔

میاں بیوی کے دشمن

شریعت کے مزاج کو سمجھنا چاہئے کہ جب بھی میاں بیوی کی حیثیت سے کوئی جڑ جائے تو اب تیسرے بندے کو اجازت نہیں کہ کوئی ایسا عمل کرے یا ایسا

بول بولے جس سے کہ میاں بیوی کے درمیان فاصلے پیدا ہو جائیں ان میں کئی مرتبہ شیطان مردوں اور عورتوں کو نفسانی رنگ میں بھیجتا ہے تو کچھ عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو اس عورت کے خاوند کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ بے پروگی کی وجہ سے اکثر جو قریب کی رشتہ دار لڑکیاں ہوتی ہیں یا اس لڑکی کی سہیلیاں ہوتی ہیں وہی اس کے خاوند کو اپنی طرف مائل کر لیتی ہیں اور کئی مرتبہ خاوند کے رشتہ داروں میں سے دوستوں میں سے سگے بھائیوں میں سے ایسے نامعقول مرد ہوتے ہیں جو اس کی بیوی کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں، اور کئی مرتبہ بیوی گھر تو نہیں چھوڑتی مگر اس کا دل خاوند کے دل سے جدا ہو جاتا ہے، تو جس نے اس کے دل کو خاوند کے دل سے جدا کر دیا وہ بھی اسی حکم میں شامل ہوگا، تو یہ بہت بڑا گناہ ہے کیوں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ایسا کرنے والا میری امت میں سے ہی نہیں۔

بیوی کا سچا دوست کون؟

بیوی کو چاہئے کہ شادی کے بعد نہ تو وہ اپنے خاوند کے خلاف کوئی بات سننے نہ کسی ایسی بات کے اوپر دھیان دے، بیوی کو یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا میں اس کا ایک ہی سچا دوست ہو سکتا ہے اور وہ اس کا خاوند ہے، خاوند کے سوا پوری دنیا میں اس کا سچا دوست کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔

ابھی تین چار مہینہ پہلے مجھے ساؤتھ افریقہ میں ایک شہر کا دورہ کرنے کا موقع ملا دور کا شہر تھا، ایک واقعہ سامنے آیا کہ میاں بیوی خوشی کی زندگی گزار رہے تھے خاوند کے کسی کاروباری دوست کو پتہ چل گیا کہ اس کی بیوی بڑی خوبصورت ہے اس نے کسی طریقہ سے فون پر بات کرنی شروع کر دی اور یہ پڑھی لکھی بیوقوف لڑکی اس کو خاوند کا دوست سمجھتے ہوئے اس کی باتوں کا جواب دیتی رہی، اب یہ باتوں انسان تھا باتوں میں اس نے اس کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کہ اس

کے دل کو خاوند سے دور کر دیا، پھر اس نے اس کو طریقہ سنایا کہ تمہارے رشتہ دار انگلینڈ میں رہتے ہیں لہذا خاوند سے کہو کہ میں اپنے رشتہ داروں کے پاس جانا چاہتی ہوں چنانچہ اس نے ضد کر کے اجازت لے لی اور اکیلے سفر کیا، اور اس مرد نے خود اس کے ساتھ سفر کر لیا، اور ایک مہینہ دونوں نے حرام کاری میں وقت گزارا وہ لڑکی سمجھنے لگی کہ یہ آدمی مجھ سے بہت پیار کرتا ہے لہذا جب وہ واپس آئی تو اس نے آکر اپنے خاوند سے طلاق لے لی، جب طلاق لے لی تو اس کے بعد اس مرد کا اس کو کوئی فون ہی نہ آیا۔

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

اب وہ بچی خط لکھ کر پوچھتی ہے کہ میں کیا کروں اس بچی پر ترس بھی آیا افسوس بھی ہوا کہ دیکھو ہنستے بستے گھر میں رہنے والی ایک بچی نے غیر مرد کی باتوں پر یقین کر کے اپنی زندگی کو تباہ کر لیا، تو یہ بات اسلئے ذرا تفصیل سے بتائی کہ اس طرح کے واقعات پیش آرہے ہیں اطلاعات مل رہی ہیں اس لئے بیویوں کو بہت محتاط رہنا چاہئے۔

ایک واقعہ

کتابوں میں واقعہ لکھا ہے ایک بہت غریب آدمی تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت خوبصورت بیوی دیتی تھی مگر وہ خوبصورت ہی نہیں وہ خوب سیرت بھی تھی نیک بھی تھی وقت کے ایک بادشاہ نے اس کو دیکھا اور اس نے زور لگا لیا کہ یہ عورت اس سے طلاق لے اور میں اسے ملکہ بنالوں مگر اس عورت نے بادشاہ کو پیغام بھجوایا کہ میں تیرے خزانوں پر لات مارتی ہوں اور جس کو اللہ نے میرا شریک حیات بنا دیا میں اس کے قدموں کی خاک بن کر رہنا چاہتی ہوں، تو ایسی نیک بیویاں بھی دنیا میں موجود ہوتی ہیں کہ جو غربت میں رہتی ہیں تنگی میں رہتی ہیں

مگر اللہ رب العزت کے حکم کو سامنے رکھتے ہوئے وہ کسی شیطان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتیں تو ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ شیطان ہر وقت پیچھے لگا ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح انسان کے گھر کو برباد کرے انسان کے ایمان کو برباد کرے۔

اسلئے یہ بات اچھی طرح ذہن میں بٹھالیں کہ آپ کوئی ایسی بات کسی بھی مرد کو یا کسی بھی عورت کو نہ کہیں کہ جس سے مرد بیوی کے خلاف ہو یا بیوی مرد کے خلاف ہو مثلاً آپ نے اتنا ہی کہہ دیا کہ تیرا خاوند تجھے کپڑے نہیں بنوا کے دیتا؟ زیور نہیں بنوا کر دیتا؟ اتنی سی بات کرنے سے بھی بیوی کے دل میں خاوند کے خلاف بات آجاتی ہے اس کو اپنی محرومی کا احساس ہونے لگتا ہے تو گفتگو کے اندر بہت محتاط بات کرنی چاہئے ہمیشہ ایسی بات کریں کہ میاں بیوی اگر دور بھی ہو رہے ہیں تو وہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں جو بچھڑے ہوئے کو ایک دوسرے سے قریب کرے گا اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنے قریب فرمالیں گے۔

گھر بنانا اور ہے گھر بسانا اور ہے

گھر کو بنانا مرد کی ذمہ داری ہوتی ہے گھر کو سجانا یا گھر کو بسانا یہ عورت کی ذمہ داری ہوتی ہے، اسلئے ہر خاوند کو چاہئے کہ جتنا جلدی ہو سکے وہ اپنے اور اپنی بیوی کے لئے اپنا گھر بنائے ہمارے حضرت مرشد عالمؒ یہاں تک فرماتے تھے ”لا ایمان لمن لا مکان له“ کہ جس بندے کا مکان نہیں اس بندے کا ایمان ہی نہیں ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ حضرت اتنی بڑی بات کیسے کر دی کہ جس کا مکان نہیں اس کا ایمان ہی نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ ہم نے خود دیکھا کہ کرائے کے مکانوں میں رہنے والے میاں بیوی ہیں خاوند کسی حادثہ کی وجہ سے یا کسی وجہ سے فوت ہو گیا اب بیوی کا کوئی مکان ہی نہیں دھکے کھاتی پھر رہی ہے اور قریب اس کا کوئی اور مدد کرنے والا نہیں تو وہ مایوس ہو کر ایسے کلمے زبان سے

بول دیتی ہے جو کفر یہ نکلے ہوتے ہیں جن سے بندے کا ایمان ہی ضائع ہو جاتا ہے تو اسلئے خاوند کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ کہ اللہ تعالیٰ اگر اس کو کچھ وسائل دیں وہ محنت کرے کوشش کرے اور پہلی فرصت میں اپنا مکان بنائے ساس سر کا یہ سوچنا کہ بیٹا ساری عمر ہمارے ساتھ ہی رہے یہ پر لے درجہ کی بیوقوفی ہے، یاد رکھنا جس طرح چولہے میں آگ جلتی ہے اسی طرح چولہا اکٹھے ہونے کی وجہ سے دلوں میں بھی آگ جلتی ہے، عقل مند ساس سر وہ ہوتے ہیں کہ جو اپنے بیٹے کو الگ مکان میں رکھیں مگر اپنے قریب رکھیں، تاکہ وہ میاں بیوی سارا دن ان کی خدمت میں گزارے ایسی صورت میں یہ میاں بیوی ساری زندگی ان کے غلام بن کر گزاریں گے اور جہاں چولہا ایک ہو وہاں پر شیطان عورتوں کے اندر لڑائیاں جلدی ڈلوادیتا ہے۔

نو جوانوں کو کھانے اور طرح کے پسند ہوتے ہیں بوڑھی عورتوں کے کھانے کے طور طریقے اور طرح کے ہوتے ہیں، بوڑھی عورتوں کو اور کوئی کام ہوتا نہیں ہے بس بیٹھی ہوئی تنقید کر رہی ہوتی ہیں، بیویاں کہتی ہیں کہ ہمیں تو یہاں سانس لینے کی اجازت نہیں ہمیں تو فریج (freedge) کا دروازہ کھولنے کی بھی اجازت نہیں تو وہ اپنے آپ کو قیدی محسوس کرتی ہیں، اس لئے دلوں میں اپنی ساس سے نفرت کرتی ہیں تو بھوکے جسم کو قریب رکھنا اور اس کے دل میں نفرت بھردینا یہ کہاں کی عقل مندی ہے، اس سے تو زیادہ بہتر ہے کہ وہ بیشک ساتھ والے مکان میں رہے مگر اس کے دل میں ساس سر کی محبت بھری ہوئی ہو، اکثر لڑائیاں دیکھی گئی ہیں وہ جہاں سب لوگ ایک گھر میں اکٹھا رہتے ہیں وہیں پر جھگڑے زیادہ پھیل جاتے ہیں اور اوپر سے وہ ظاہر داری میں اکٹھے بھی رہتے ہیں دلوں میں نفرتیں ہوتی ہیں ایسے گھروں میں جہاں کوئی بندہ ہوگا وہ ہمیشہ دوسرے کی غیبت کر رہا ہوگا تو ظاہر داری میں تو یہ لوگ ایک نظر آ رہے ہوتے ہیں مگر ان کے دلوں میں مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا ہے اتنا حرام وہاں ہو رہا ہوتا ہے غیبت، جھوٹ،

بہتان، چغل خوری اگر انسان ان گناہوں کو گناہ سمجھتا ہے تو یوں سمجھیں کہ اس گھر میں ہر وقت یہی کچھ ہو رہا ہوتا ہے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ قریب قریب گھر ہوں یا ایک بڑا گھر ہے تو اس کے کچھ حصے بنائے جائیں جس سے کہ تمام بچوں کے چولہے کا معاملہ اپنا اپنا ہو مگر قریب رہ کر آپس میں محبت اور پیار کی زندگی گزاریں تو گھر بنانا یہ خاوند کی ذمہ داری اور گھر کو سجانا یا گھر کو بسانا یہ بیوی کی ذمہ داری اسی لئے بیوی کو گھر والی کہتے ہیں کہ وہ گھر کو آباد کرنے کا سبب بنتی ہے۔

دل کی ملکہ کیسے بنے

ایک بات ذہن میں رکھ لیں کہ عورت کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو اور مالدار کیوں نہ ہو خاوند کے دل کی ملکہ بننے کے لئے اس کو کوشش کرنی پڑتی ہے، یہ نہیں ہوتا کہ جی اب میرا نکاح ہو گیا اب میں خاوند کے دل کی ملکہ بن گئی، آپ خاوند کی بیوی تو بن گئی ہیں اپنے گھر سے چل کر اس کے گھر میں پہنچ گئی ہیں مگر اس کے دل میں گھر بنانے کے لئے آپ کو خود محنت کرنی پڑے گی وہ جب آپ کے اندر خوبیاں دیکھے گا اچھائیاں دیکھے گا اب آپ اس کے دل میں اپنا گھر بنا لیں گی تو خاوند کے گھر میں پہنچنا تو بڑا آسان کہ ماں باپ نکاح کر کے بیٹی کو رخصت کر دیتے ہیں اور ادھر سے ساس سسر اس کو دلہن بنا کر اپنے بیٹے کے گھر پہنچا دیتے ہیں تو گھر پہنچنا تو بڑا آسان کام ہے لیکن گھر پہنچنے کے بعد میاں کے دل میں اپنا گھر بنانا یہ اصل کام ہے، اور یہ بیوی تب بننا پاتی ہے جب اس کے اندر نیکی ہو جب اس کے اندر خدمت ہو وفا داری ہو خاوند کے ساتھ محبت ہو ان صفات کے ذریعہ وہ اپنے خاوند کے دل میں اپنا گھر بناتی ہے لہذا جو عورتیں شکوے کرتی پھرتی ہیں خاوند ہماری طرف دیکھتا نہیں توجہ نہیں کرتا ماں کی بات زیادہ مانتا ہے یہ سب وہ عورتیں ہوتی ہیں جو اپنے خاوند کے

دل میں گھر بنانے کی کوشش ہی نہیں کرتی وہ یہی سوچتی ہیں کہ بس خاوند کے گھر میں پہنچ گئیں اب یہی کافی ہے، گھر تک نہیں پہنچنا خاوند کے دل تک پہنچنا ہے اس کے دل میں اپنا گھر بنانا ہے۔

کامیاب زندگی کے چند اصول

..... (۱) خاوند اگر غریب بھی ہو تو بھی اس کو اپنا امیر سمجھے اپنا بڑا سمجھے رزق اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جب میاں بیوی میں محبت ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس محبت کی وجہ سے ان کے رزق میں بھی برکت عطا فرمائیں گے چنانچہ کتنی مرتبہ ایسا ہوا کہ شادی سے پہلے کاروبار اگر لاکھوں میں تھا تو جب بیوی پہنچی تو اللہ نے رزق میں ایسی برکت دی کہ اب ان کا کام کروڑوں پر پہنچ گیا تو بیوی جب آتی ہے تو اپنا رزق لے کر آتی ہے۔

..... (۲) خاوند کی خوشی کو اپنی خوشی پر ترجیح دیں اور اس کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم کریں مثال کے طور پر آپ کو نیند آئی ہوئی ہے اور خاوند دیر سے کام سے واپس آیا اب آپ کی ضرورت ہے آپ سو جائیں اور خاوند کی ضرورت ہے کہ اس کو گرم کھانا دیا جائے اور پاس بیٹھ کر اس کے ساتھ بات چیت کی جائے تو ایسی صورتحال میں اپنی ضرورت پر خاوند کی ضرورت کو مقدم رکھا کریں اگر آپ اپنی نیند کو قربان کر دیں گی خاوند کو گرم کھانا دیں گی پاس بیٹھیں گی اس سے بات چیت کریں گی تو اس کی تحسُن بھی اتر جائے گی اور اسکے دل میں آپ کی محبت بھی بڑھ جائے گی اور اگر آپ اس کو کہیں کہ جی فرج میں کھانا پڑا ہے آپ کھالیں اور میں تو سو رہی ہوں تو جس طرح وہ فرج کا ٹھنڈا کھانا کھائے گا اس طرح اس کا دل بھی آپ کی طرف سے ٹھنڈا ہو جائے گا۔

..... (۳) خاوند کے ساتھ ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آئیں جیسے حدیث پاک میں آتا ہے کہ اچھی بیوی وہ ہوتی ہے کہ خاوند اس کو دیکھے تو اس کا دل باغ

باغ ہو جائے خوش ہو جائے تو آپ گھر میں ایسی بن کر رہیں کہ خاوند آپ کو دیکھے تو اپنی پریشانیوں کو بھول جائے اس کے لئے آپ نہائیں گی اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھیں گی صاف ستھرے کپڑے پہنیں گی خوشبو لگائیں گی تو جتنا آپ خاوند کے لئے اپنے آپ کو سجاائیں گی آپ یوں سمجھیں کہ اتنی دیر آپ نے مصلے والی عبادت سے زیادہ افضل کام کرنے میں لگا دیا مصلے پر بیٹھ کر نفل پڑھ کر آپ کو وہ اجر نہیں مل سکتا جو آپ کو اپنے خاوند کے لئے تیار ہونے پر مل سکتا ہے، اس کے لئے ضروری نہیں ہوتا کہ ہر روز نئے جوڑے ہوں، بس کپڑے صاف ہونے چاہئیں تو صاف ستھرا انسان ہمیشہ دوسرے بندے کو اچھا لگتا ہے ایسا نہ ہو کہ خاوند باہر سے خوش آئے اور الٹا گھر میں آ کر پریشان ہو جائے اور کئی عورتوں کا تو وطیرہ ہوتا ہی یہی ہے کہ جہاں خاوند گھر میں آیا اور انہوں نے کوئی جھگڑے کا مسئلہ آگے رکھ دیا خوش بندے کو پریشان کر دینا یہ بہت بڑی بیوقوفی ہوتی ہے، تو حدیث پاک کے مطابق آپ ایسی بن کر رہیں کہ خاوند آپ کو دیکھے تو اپنی پریشانیوں کو بھول جائے،

..... (۴) اگر کھانا کھانے کا وقت ہے تو بیوی کو چاہئے کہ وہ کوشش کرے کہ اپنے میاں کے ہاتھ خود دھلائے اب اگر اکمیں عورتیں اپنی بے عزتی سمجھیں تو ان کی عقل کا قصور ہے خاوند کو اللہ نے مرتبہ ایسا ہی دیا ہے، یاد رکھیں نبی علیہ السلام کا یہ فرما دینا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں کہی گئی وہاں تو سجدے کی بات ہو رہی ہے اور یہاں ہاتھ دھلانے میں بھی اپنی بے عزتی محسوس کر رہی ہیں کیا اپنے گھر میں اپنی والدہ کے ہاتھ نہیں دھلاتیں، اپنے والد کے ہاتھ نہیں دھلاتیں تو اگر والدہ اور والد کے ہاتھ دھلا سکتی ہیں احترام کی وجہ سے تو پھر خاوند کو بھی تو اللہ تعالیٰ نے احترام عطا کیا ہے اس کے بھی ہاتھ دھلائیں تاکہ اس کو پتہ چلے کہ یہ میری بیوی خادمہ بھی ہے، میرے ساتھ محبت

بھی کرتی ہے اور دسترخوان پر بیٹھیں تو خوش مزاجی کے ساتھ کھانا کھائیں ہر کھانے کو یادگار بنائیں۔

..... (۵) کبھی بھی خاوند کی گنجائش سے زیادہ فرمائش نہ کریں، آپ سمجھدار ہیں اگر آپ محسوس کر سکتی ہیں کہ خاوند دس روپے خرچ کر سکتا ہے تو بس اتنا ہی خرچہ سامنے رکھیں اور وہ خرچ دس روپے کر سکتا ہو اور آپ نے پلاننگ سو روپے کی بنائی ہوئی ہے تو یہ تو اپنے گھر کا سکون برباد کرنے والی بات ہوئی دنیا کی چیزوں کی خاطر خاوند کے دل میں اپنی نفرت پیدا کر لینا یہ کہاں کی عقل مندی ہے، خاوند کو آپ یقین دہانی کروائیں کہ آپ کو اس کے پیسے کا درد ہے غفلت مند عورتیں ہمیشہ خاوند کے مال کو سلیقہ سے استعمال کرتی ہیں تو خاوند کے دل میں ان کا مقام بڑھ جاتا ہے اور جو عورت خاوند کے مال کو لوٹ کا مال سمجھیں تو خاوند کے دل میں اس عورت کا مقام گر جاتا ہے، اسلئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنتی عورت کی پہچان ان میں سے ایک یہ بتائی گئی کہ وہ اپنے ناموس کے بارے میں اور مال کے بارے میں خاوند کے ساتھ خیانت نہ کرے تو یہ اصول بنالیں کہ خاوند کو یہ یقین دہانی ہو جائے کہ میری بیوی کو میرے مال کا درد ہے یہ اس کو سوچ سمجھ کر استعمال کرتی ہے جس طرح کرنا چاہئے جب اس کو یہ یقین ہو جائیگا تو پھر وہ بینک کی بجائے آپ کو اپنا بینک سمجھنا شروع کر دے گا۔

..... (۶) بعض عورتیں یہ غلطی کرتی ہیں کہ بے موقع خاوند کو اپنی داستان سنانے بیٹھ جاتی ہیں یہ نہیں دیکھتیں کہ اس کو جلدی دفتر جانا ہے یا جلدی باہر جانا ہے یا یہ تھکا ہوا آیا ہے یا اس وقت اس کا دل باتوں کی بجائے آرام کرنے کو چاہ رہا ہے تو بے موقع اپنی داستان کو چھیڑ کر بیٹھ جانا یہ انتہائی بیوقوفی ہوتی ہے، وقت کو دیکھا کریں اور ایسے وقت پر بات کیا کریں کہ دوسرا بندہ توجہ کے ساتھ بات سنے تاکہ آپ کی بات کی قدر دانی ہو سکے۔

..... (۷) خاوند کے ذاتی کام ہمیشہ اپنے ہاتھوں سے خود کرنے کو عبادت

سمجھیں۔

..... (۸) خاوند کی پریشانی کو اپنی پریشانی سمجھیں بلکہ اگر آپ دیکھیں کہ وہ بہت مشکل مصیبت میں کسی وجہ سے آگیا ہے تو ایسے انتہائی مشکل وقت میں اگر ممکن ہو تو اپنا زیور اس کو پیش کریں اور ساتھ یہ بھی کہیں کہ اگر میرے پاس کچھ اور ہوتا تو وہ بھی میں آپ کے قدموں میں ڈال دیتی اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ سلامت رکھے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے اس سے بہت اچھا بنا کر دیں گے اس سے خاوند کے دل میں خوشی بھی ہوگی اور وہ سمجھے گا کہ یہ بیوی تو واقعی مجھ پر قربان ہونے والی بیوی ہے۔

..... (۹) جب کبھی خاوند کو غصہ کی حالت میں دیکھیں تو بالکل نرم پڑ جائیں تھوڑی دیر کے بعد وہی خاوند جو اتنا غصہ میں تھا وہ آپ کو پیار کے ساتھ اپنی طرف بلائے گا آپ نے بچے کو نہیں دیکھا ماں جھڑکتی بھی ہے تھپڑ بھی لگاتی ہے اور ایک منٹ کے اندر اندر بچہ پھر اسی کی گود میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے بچے میں یہ صفت رکھ دی کہ وہ ایسی چیزوں کو بھول ہی جاتا ہے اتنا جلدی بھولتا ہے کہ ابھی آپ اس کو تھپڑ لگائیں وہ رو پڑیگا اور اگلے لمحے آپ اس کو کینڈی دیں تو وہ خوش ہو کر آپ کے گلے لگ جائے گا اگر بڑے انسانوں کی طرح اس کے دل میں بھی یہ چیزیں اثر کر سکتیں تو جس ماں نے تھپڑ مارا بچہ اس کے بلانے پر کبھی اس کے پاس واپس نہ آتا، تو عورت کو چاہئے کہ وہ بھی اسی طرح بچے والی صفت اپنے اندر پیدا کر لے کہ اگر خاوند کسی وقت غصہ بھی ہے تو بس ایک منٹ کے اندر آپ اس کو اگر دیکھ رہی ہیں کہ غصہ ٹھنڈا ہوا تو اس کے ساتھ اتنا پیار والا عمل کریں، محبت والا نرمی والا کہ جیسے آپ کے دل پر تو کوئی اثر ہوا ہی نہیں اکثر گھروں میں جو مصیبتیں شروع ہوتی ہیں کہ خاوند نے بیجا غصہ کیا اور بیوی نے سمجھا کہ یہ تو ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ ہی کرتا رہتا ہے اور آگے سے بول پڑی شیطان کو پھر آگے سے موقع مل جاتا ہے۔

..... (۱۰) اسی لئے اگر خاوند کسی وقت غلط تنقید بھی آپ پر کرے تو بھی آپ خاموش رہیں خاموشی کئی مرتبہ بہترین جواب ہوا کرتی ہے آپ اگر اپنے خاوند کو اپنے گھر کے اندر سکون دیں گی تو وہ تو دفتر اور دوکان سے بھاگ بھاگ کر گھر آئے گا وہ تو دوستوں سے جان چھڑا چھڑا کر گھر آئے گا، تیز تیز قدموں سے چتا گھر آئے گا۔

ایک لطیفہ

حضرت خواجہ عبدالملک صدیقیؒ کا ایک مرید تھا اس نے ایک مرتبہ حضرت کو کہا کہ حضرت ایک عجیب بات ہے ہم آپ کی طرف آتے ہیں تو بڑے بوجھل قدموں کے ساتھ اور جب آپ کے گھر سے واپس اپنے گھر جاتے ہیں تو بڑے تیز قدموں کے ساتھ بھاگے بھاگے جاتے ہیں تو حضرت مسکرائے اور فرمانے لگے کہ جو توجہ تمہیں بیوی دیتی ہے وہ توجہ تمہیں میں نہیں دے سکتا تو اس واقعہ سے پتہ چلا کہ بیوی کو تو اپنے خاوند کو ایسی توجہ دینی چاہئے کہ وہ بھاگا بھاگا گھر آئے، دوستوں سے جان چھڑا کر گھر آئے ہم کئی مردوں کو دیکھتے ہیں جن کے گھر آباد ہوتے ہیں کہ وہ بہانے بنا بنا کر گھر جا رہے ہوتے ہیں تو ہمیں دیکھ کر خوشی ہوتی ہے اور ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ الحمد للہ اس نو جوان کا گھر آباد ہے۔

..... (۱۱) ایک اصول اور ذہن میں رکھیں کہ مرد حسن پرست ہوتا ہے خاوند سیرت پرست ہوتا ہے یہ بات تھوڑی گہری ہے مرد حسن پرست ہوتا ہے مگر خاوند سیرت پرست ہوتا ہے اس کا کیا مطلب؟ کہ فطرتی طور پر مرد جو ہے وہ حسن کی طرف مائل ہوگا جب وہی مرد کہیں خاوند کی حیثیت سے ہوگا تو اب اس کو سیرت چاہئے اسی لئے کنوارے پن میں جو لوگ آپس میں عشق و محبت کے تعلقات بڑھا لیتے ہیں تو وہی مرد اس کا عاشق بنا ہوا ہوتا ہے اور جب دونوں کا نکاح

ہو جاتا ہے اور شادی ہوتی ہے تو ایک سال کے بعد دونوں میں طلاق ہو جاتی ہے اس کی وجہ کیا؟ کہ جب اسی مرد نے خاوند کی شکل اختیار کی روپ دھارا، اب اس کو حسن کی بجائے حسن سیرت چاہئے تھا تو اگر کوئی فقط مرد ہے تو وہ حسن صورت پر مرے گا اور اگر وہی مرد خاوند کا روپ دھار لے تو اب وہ حسن سیرت کو پسند کرے گا، لہذا بیوی کو چاہئے کہ اپنے خاوند کو اپنے اچھے عادات اپنے اچھے اخلاق کے ذریعہ سے اپنا بنائیں، یہاں عورتیں غلطی کرتی ہیں اور اسی زعم میں رہتی ہیں کہ جی میں خوبصورت بھی ہوں تعلیم یافتہ بھی ہوں میرے خاوند کو کیا ضرورت ہے کہیں اور دیکھنے کی۔

درد بھراقصہ

چنانچہ چند دن پہلے ایک ایسا ہی مسئلہ اس عاجز کے سامنے پیش ہوا لڑکی پڑھی لکھی بھی کافی تھی اور شکل و صورت میں بھی بہت اچھی تھی خاوند پڑھا ہوا بھی نہیں تھا اور شکل کا بھی کوئی اتنا اچھا نہیں تھا مگر تھا کاروباری اچھا پیسے والا تھا اب بیوی کو بڑا نا زخروہ تھا کہ میں تو بڑی خوبصورت اور بڑی پڑھی لکھی ہوں چنانچہ بات بات پر وہ خاوند کو طعنہ دیتی کہ میرے ماں باپ نے مجھے آپ کے ساتھ باندھ دیا اس کو یہ گھمنڈ تھا کہ میں اتنی خوبصورت اور اتنی پڑھی لکھی ہوں اور وہ خاوند کو بار بار یہی کہتی کہ بس میرے ماں باپ نے آپ کے اندر پتہ نہیں کیا دیکھا مجھے آپ کے ساتھ باندھ دیا، کچھ عرصہ تو خاوند اس کے طعنہ سننا رہا کیوں کہ اس کے پاس مال پیسہ تھا اس نے ٹھان لی کہ اچھا میں پھر اس کو دکھاتا ہوں کہ مجھے اور بھی رشتے مل سکتے ہیں چنانچہ اس نے اسی شہر میں ایک اور حور پریمی لڑکی کے ساتھ نکاح کر لیا اور نکاح کرنے کے بعد پھر ایک دن اسے لے کر گھر آیا اور اپنی بیوی کو کہا کہ دیکھو تم تو کہتی تھیں دنیا میں تمہیں کوئی اور ایسا رشتہ مل ہی نہیں سکتا تھا تم سے زیادہ خوبصورت لڑکی ہے جس سے میں نے نکاح کر لیا ہے لہذا اب تم ذرا

صبر کی زندگی گزارنا، تو گھر میں تو ہنگامہ ہوا، مگر اس نے اس دوسری بیوی کو مکان بھی لے کر دیدیا اور ڈٹ گیا کہ میں اسے طلاق نہیں دوں گا اب یہ عورت بیچاری ماری ماری پھرتی ہے اب میرے پاس اس نے پیغام بھیجا کہ خاوند دو دو تین تین سال میرے گھر نہیں آتا میں اس کی راہ نکتی ہوں تو اس عورت نے ذرا سی غلطی سے اپنے گھر کو ہر باد کر لیا تو اس لئے کبھی بھی خاوند کو یہ طعنہ نہ دے، اس کے اندر بھی حسیت ہوتی ہے، غیرت ہوتی ہے، حسیت الجاہلیہ ہوتی ہے کئی مرتبہ اگر آپ نے اس کو مقابلہ بازی پر کھڑا کر دیا اور وہ مقابلہ پر آ گیا تو گھر تو آپ ہی کا ہر باد ہوگا، انا نیت، غصہ بد زبانی، بد کلامی اور بدگمانی، ان باتوں سے عموماً گھر ہر باد ہوتے ہیں،

..... (۱۳) ایک بات یہ بھی یاد رکھیں گھر کو بھی صاف ستھرا رکھیں خود بھی صاف ستھری رہیں اور اپنے دل کو بھی صاف رکھیں، جب آپ اپنے دل کو صاف رکھیں گی تو آپ کا پروردگار آپ کو دنیا میں عزتیں دے گا وہ آپ کے میاں کے دل میں آپ کی محبت کو ڈالے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَلِلّٰهِ الْغِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ﴾ عزت اللہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کے لئے اور ایمان والوں کے لئے ہے تو جو عورت اپنے دل کو صاف کر لے گی اور اپنے مالک کی بندی بن جائے گی تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وہ اسے عزت دے گا لہذا اللہ تعالیٰ آپ کے خاوند کے دل میں آپ کی محبت کو بھر دیں گے۔

..... (۱۳) اپنے خاوند کو آپ ہمیشہ اچھے مشورے دیں، مگر ان کو ٹھوس نے کی کوشش نہ کریں اچھے مشورے دینا اچھی عادت ہے ٹھوس نے کی کوشش کرنا بری عادت ہے اکثر عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ خاوند جو کرے بس ہم سے پوچھ کر کرے تو یہ چیز ایسے زبردستی حاصل نہیں ہوتی اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ موقع کے مناسب ہمیشہ اس کی بھلائی والے مشورے دیں اور پھر اللہ سے دعائیں مانگیں اب جب وہ ایک دو دفع تجربہ کرے گا کہ اس نے اگر آپ کا مشورہ نہیں

مانا تو اس کو پریشانی ہوئی تو وہ تیسری مرتبہ سوچے گا کہ بیوی جو مجھے کہتی ہے کہ فائدہ اسی میں تھا تو وہ بغیر کسی لڑائی کے خود بخود آپ کے مشورے کا پابند بن جائے گا۔

..... (۱۴) ایک پونٹ اور ذہن میں رکھیں کہ شوہر سے محبت کرنا سیکھیں اگر خود بخود دل میں نہیں تو اپنے آپ کو سمجھائیں کہ یہ میرا اب خاوند ہے یہ میرا محبوب ہے اسی کی محبت میرے دل میں ہوگی تو میرا مالک مجھ سے راضی ہوگا لہذا اپنے خاوند کی محبت اپنے دل میں پیدا کرنے کی کوشش کریں جنت میں جو عورتیں بلا حساب کتاب جائیں گی جن کے لئے جنت کے دروازے کھول دئے جائیں گے حدیث پاک کے مطابق یہ وہ عورتیں ہوں گی جو اپنے خاوندوں کی عاشقہ ہوں گی اللہ تعالیٰ ان کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیں گے، بغیر حساب اس کو جنت عطا فرما دیں گے، ہم نے دیکھا کہ محبت سے بیوی آوارہ گرد شوہر کو بھی نیک بنا لیتی ہے، آپ سوچیں کہ اگر دفتر میں رہنے والی لڑکی، گلی میں چلنے والی لڑکی آپ کے خاوند کو اپنا بنا سکتی ہے تو آپ جو چاہیں گھنٹے اس کے گھر میں رہتی ہیں اس کے بستر پر ہوتی ہیں آپ اپنے شوہر کو اپنا کیوں نہیں بنا سکتیں، تو اگر آپ کو پتہ بھی چل جائے کہ میرے خاوند کا چال چلن اچھا نہیں تو غصہ میں آکر لڑائی ڈالنے کی بجائے آپ یہ سوچیں کہ اب کسی بدکردار عورت نے میرے خاوند کو اپنی طرف کھینچنے کی زیادہ کوشش کی ہے مجھے اب اس سے دو گنی لگنی محنت کرنی چاہئے کہ میں اپنے میاں کو اپنے ہی پاس رکھوں جب آپ اس طرح اپنی محبت بڑھا دیں گی تو آپ کا خاوند پھر بے اختیار آپ کی طرف متوجہ ہو جائے گا تو نیک بیویاں اپنی محبت کے ذریعہ سے بدکردار شوہروں کو بھی نیک بنا لیتی ہیں۔

..... (۱۵) ایک بات جو اکثر جھگڑے کا سبب بنتی ہے وہ یہ کہ آپ غیر مرد سے بات کرنے سے ہمیشہ پرہیز کریں جہاں آپ نے بے پردگی کی اور غیر مرد سے بے جھجک بات کر لی خاوند نے دیکھ لیا کہے نا کہے اس کے دل میں دراڑ پڑ

جائے گی یا اگر فون پر آپ بات کرتی ہیں اور خاوند کو شک ہو گیا کہ یہ فون پر کسی غیر مرد سے بات کرتی ہے تو وہ آپ کو بتائے یا نہ بتائے اس کے دل کے اندر فرق آجائے گا خاوند بیوی کی ہر غلطی کو معاف کر سکتا ہے اس کی بدکرداری والی غلطی کو معاف نہیں کر سکتا اور یاد رکھیں کہ تھوڑی دیر کا ساتھی بننے کے لئے تو ہر مرد تیار ہو جائے گا مگر زندگی بھر کا ساتھی فقط خاوند ہوتا ہے اس لئے یہ ذہن میں رکھ لیں کہ دنیا میں خاوند سے زیادہ سچا ساتھی کوئی نہیں ہو سکتا، شوہر کو ہر وقت چھلکتے چھلکتے حسن کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وفادار خدمت گزار بیوی کی ضرورت ہوتی ہے۔

..... (۱۶) خاوندوں کی ایک بات سمجھ لیں کہ ہر خاوند معصوم دل بیوی کو پسند کرتا ہے معصوم دل بیوی وہ بیوی جو طبعاً نیک ہو اور وہ بیوی جو خاوند کی غلطیوں کو بھی دیکھے تو اچھا لنے کی بجائے ان کو معاف کرے ایسی معصوم دل بیوی کو خاوند پسند کرتا ہے، وہ بیوی جس کے دل کے اندر کینہ ہو جو ضدی ہو جو جھوٹی ہو جو طوطا چشم ہو، جو بد چلن ہو اس کو خاوند کبھی پسند نہیں کر سکتا مگر خاوند بیوی کو چاہئے کہ خاوند کی اچھی باتوں پر اس کی خوب تعریف کرے اس میں بہت ساری عورتیں کوتاہی کر جاتی ہیں، کئی دفعہ خاوندان کے کہنے پر انکے کام کر دیتے ہیں گھر کے کام کر دیتے ہیں بچوں کے کام کر دیتے ہیں اور عورتیں اس خاوند کی تعریف کرنے میں ہمیشہ کوتاہی کرتی ہیں، یہ بہت بڑی غلطی ہوتی ہے یاد رکھنا نفسیات کا اصول ہے کہ آپ جب بھی کسی کی تعریف کریں وہ انسان متاثر ہوگا جب متاثر ہوگا تو پھر اور زیادہ اس کام کو کرنے کی کوشش کرے گا تو جب آپ نے گھر کی کوئی بھی چیز کہی اور خاوند نے لا کر دی یا کوئی کام کہا اور خاوند نے کر دیا تو اس موقع پر ڈٹ کر اپنے خاوند کے سامنے اس کی تعریف کیا کریں اس کا شکر یہ ادا کیا کریں، ہمیں تو لگتا ہے کہ سو عورتوں میں سے شاید دس بھی نہیں ہوں گی جو اپنے خاوند کا شکر یہ ادا کرتی ہوں گی، نوے فیصد بیویاں اس گناہ کی مرتکب ہوتی ہیں، کہ اپنے خاوند کے احسانات پر ان کا شکر ادا نہیں کرتیں وہ سمجھتی ہیں کہ یہ تو اس کا فرض ہے

اس کو کرنا ہی چاہئے، لیکن اگر اس نے کر دیا ہے تو آپ یہ بھی تو چاہتی ہیں کہ آئندہ بھی کرتا رہے تو آئندہ کرتے رہنے کے لئے اگر آپ اس کا شکریہ ادا کرتی رہیں گی تو وہ بڑے شوق سے اس کام کو دوبارہ کرے گا، کئی بیویاں سوچتی ہیں خاوند کی تعریف کر دی تو چوڑا نہ ہو جائے، لیکن اگر چوڑا بھی ہوا تو خاوند تو آپ کا ہی ہے تو اسلئے آپ اسکی تعریف کرنے میں سستی نہ کریں جھجک نہ کریں،

..... (۱۷) یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ انسان انسان ہے گرم کھانا، اور گرم دل برف نما خاوند کے دل کو بھی پگھلا دیتا ہے، یعنی اچھا کھانا بنائیں اپنے خاوند کو پیش کریں اور گرم دلی سے گرمجوشی سے اپنے خاوند کا گھر میں استقبال کریں یہ دل کی گرمی کھانے کی گرمی آپ کے خاوند کو پگھلا دے گی اسلئے عورت کو چاہئے کہ خاوند کو اپنی محبت کے جال میں ایسا پھنسائے کہ اس کو اپنا دیوانہ بنا دے۔

..... (۱۸) ہمیشہ ایسے کام کریں کہ جس سے خاوند کی عزت بڑھے یہ اصول یاد رکھیں جب خاوند محسوس کرے گا کہ بیوی میری عزت بڑھاتی ہے تو وہ پوری زندگی کے لئے آپ کا ممتون ہو جائے گا، مثلاً اس کے ماں باپ کی نظر میں اتنی اچھی بن جائیں کہ وہ اپنے بیٹے کے سامنے خوشی کا اظہار کرے، تو پھر دیکھیں خاوند کس طرح آپ کے ساتھ محبت کی زندگی گزارتا ہے۔

..... (۱۹) ایک بات اور ذہن میں رکھیں شریعت کی نظر میں روٹھے ہوئے شوہر کو منانا تہجد گزاری سے بھی بڑی عبادت ہے، حدیث پاک میں آیا اور میں ذمہ داری سے یہ حدیث بیان کر رہا ہوں نبی علیہ السلام نے فرمایا جو عورت خاوند کو قریب کرنے کے لئے اس کی چا پلوسی بھی کرے اس پر بھی اللہ تعالیٰ اس کو ثواب عطا فرماتے ہیں چا پلوسی سے مراد یہ کہ ایسی میٹھی میٹھی باتیں کرنا کہ خاوند کو اپنے قریب کر لیں تو جب شریعت یہ کہتی ہے خاوند کے دل میں محبت پیدا کرنے کے لئے اس کی چا پلوسی کرنا بھی عبادت ہے تو ہمارے یہاں تو کئی مرتبہ عورتیں محبت

کا بھی اظہار نہیں کرتیں اور سمجھتی ہیں کہ ہم بڑی شرمیلی ہیں، ساری دنیا کے ساتھ آپکا وہ شرمیلا پن بہت اچھا مگر اپنے میاں کے ساتھ جب معاملہ ہے تو آپ اس شرم کو ایک طرف رکھیں اور اپنی محبت کا اظہار کریں، بتائیں خاوند کو کہ مجھے آپ کے پاس رہ کر سکون ملتا ہے میں خوش ہوتی ہوں، میں بہت خوش نصیب ہوں جب آپ یہ الفاظ کہیں گی تو آپ کے خاوند کو اطمینان ہو جائے گا کہ میری بیوی اپنے گھر کے اندر خوشیوں بھری زندگی گزار رہی ہے تو خاوند کی آنکھ کی پتلی بن کر رہیں خاوند کی آنکھ کا کاشا بن کر نہ رہیں، شوہر کی مرضی کے مطابق جب آپ اپنے آپ کو ڈھال لیں گی، تو یقیناً خاوند کے دل میں آپ کی عزت بڑھ جائے گی۔

..... (۲۰) کافی وقت ہو چکا لہذا ایک آخری بات اصول کی بات بتا کر آج اس عنوان کو مکمل کرتے ہیں اور یہ بات شاید آپ کو عجیب لگے مگر حدیث پاک کے مطابق یہ بات عاجز آپ کو بتا رہا ہے کہ مرد کو جنت میں داخلے کے لئے ماں باپ کی رضا کا ٹکٹ چاہئے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ تیرا باپ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور تیری ماں کے قدموں میں تیرے لئے جنت ہے، تو مرد کو جنت میں جانے کے لئے ماں باپ کے راضی ہونے کی ٹکٹ چاہئے اور عورت کو جنت میں جانے کے لئے خاوند کی رضا کا ٹکٹ چاہئے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو بیوی فرائض پر عمل کرنے والی ہو اپنے ناموس کی حفاظت کرنے والی ہو اور اس حالت میں مرے کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہو وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے تو خاوند کا راضی ہونا یہ جنت کا ٹکٹ ہے اسی لئے اگر خاوند کسی سے ناراض ہے تو حدیث پاک میں آیا کہ اس عورت کی نمازوں کو بھی اس کے سر سے اوپر نہیں اٹھایا جاتا تو اس لئے اگر آپ کامیاں اپنے ماں باپ کی خدمت میں لگا ہوا ہے تو آپ اس پر رنجیدہ نہ ہوں بلکہ خوش ہوں کہ وہ جنت کمار ہے اگر بیوی یہ سوچ لے گی تو پھر اسے ساس سسر کی

خدمت کے لئے خاوند کا جانا برا نہیں لگے گا، ان تمام چیزوں کا لب لباب یہ ہے کہ بیوی کو چاہئے کہ خاوند کے سامنے محبت اور عاجزی کا تعلق رکھے، یہ عاجزی ذرا مشکل سی بات ہوتی ہے کیوں کہ اس میں جھکنا ہوتا ہے اور مٹنا ہوتا ہے اور جھکنا اور مٹنا مشکل ہے مگر شریعت نے حکم دیا کہ تم اپنے خاوند کے سامنے عاجزی کے ساتھ رہو مٹ کے رہو اور یہ کام بڑا مشکل، یہ ذہن میں رکھیں کہ شیطان کو بھی جھکنا نہ آیا اور جس انسان میں شیطانیت ہوتی ہے اس کو بھی جھکنا نہیں آتا اللہ تعالیٰ ہمیں عاجزی عطا فرمائے اور خدمت گزاری کا شوق نصیب فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے گھروں کو جنت کی مثال بنائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

..... مناجات

کس سے مانگیں کہاں جائیں کس سے کہیں
کون منظور ہے کون مردود ہے
جب تلمیں گے عمل سب کے میزان پر
سب کا دانا ہے تو سب کو دیتا ہے تو
ہے خبر بھی تو ہی مبتداء بھی تو ہی
رزق پر جسکے ملتے ہیں شاہ و گدا
سب کا دانا ہے تو سب کو دیتا ہے تو
لایا تیرے محتاج اے رب کل
انگی عزت کا باعث ہے نسبت تیری
سب کا دانا ہے تو سب کو دیتا ہے تو
میرا رب سن رہا ہے یہ میری دعاء
اب مری راہ میں کوئی حائل نہ ہو
لایا انبیاء آل بیت اور نبی
گر کے سحسے میں جسے ہی عرض کی
اہل فکر و نظر جانتے ہیں تجھے
اے نصیر اسکو تو فضل باری سمجھ

اور دنیا میں حاجت روا کون ہے
بے خبر کیا خبر تجھکو کیا کون ہے
تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے
تیرے بندوں کا تیرے سوئی کون ہے
نا خدا بھی تو ہی ہے خدا بھی تو ہی
تجھ احد کے سوئی دوسرا کون ہے
تیرے بندوں کا تیرے سوئی کون ہے
تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رسل
انکی پہچان تیرے سوئی کون ہے
تیرے بندوں کا تیرے سوئی کون ہے
جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں
نامہ بر کیا بلا ہے صبا کون ہے
تابعین و صحابہ پہ جب آہنی
تو نہیں ہے تو مشکل کشا کون ہے
کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے
ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے

کس سے مانگیں کہاں جائیں کس سے کہیں

اور دنیا میں حاجت روا کون ہے

﴿وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا﴾

مال کا رتبہ

اسلام کی نظر میں

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب دامت برکاتہم
(نقشبندی مجددی)

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱۷	ماں بچہ کو بدعائدہ ہے	۱۴۵
۱۸	عورت کا فرض منصبی	۱۴۶
۱۹	ماں کا افسوس کرنا	۱۴۶
۲۰	ماں کی صحت	۱۴۸
۲۱	بچہ کا یقین کیسے بنا	۱۵۰
۲۲	ماں کے حقوق بچے پر	۱۵۱
۲۳	ماں سے زیادہ کچھ سے پیار	۱۵۲
۲۴	ماں کی محبت کا عجیب واقعہ	۱۵۳
۲۵	قصہ ایک عظیم ماں کا	۱۵۶
۲۶	ایک اہم واقعہ	۱۵۹
۲۷	ایک ولی کی والدہ کی وفات	۱۶۰

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	ماں کی مامتا	۱۳۱
۲	خطا پر عطا	۱۳۱
۳	صبر و تحمل	۱۳۲
۴	ماں کی شخصیت	۱۳۲
۵	ماں کے ہارے میں لوگوں نے کیا کہا	۱۳۳
۶	ماں کا رتبہ اسلام کی نظر میں	۱۳۳
۷	حضرت ابو ہریرہؓ کی تربیت	۱۳۳
۸	حضرت اسماءؓ اور والدہ	۱۳۵
۹	ماں باپ کی نافرمانی	۱۳۶
۱۰	دنہ کی دھند میں ماں باپ کی اطاعت	۱۳۶
۱۱	اولاد کے لئے قرآنی ہدایات	۱۳۷
۱۲	حسن سواک کا حکم	۱۳۸
۱۳	بچے پر ماں کے تمنّیں حق	۱۳۹
۱۴	نظر محبت پر مقبول جی کا ثواب	۱۴۰
۱۵	تہنّیں سے تاج و تخت کیسے بنا	۱۴۲
۱۶	ماں کی سوچی کا اثر اولاد پر	۱۴۳

اقتباس

اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

ماں کو چاہئے کہ اپنا مرتبہ پہچانے یا دیکھیں ماں کے آنسو دنیا کے سب سے زیادہ طاقتور چیز ہوتی ہے جو کام ملکوار سے نہیں کیا جاسکتا، وہ کام ماں اپنے پیار سے کروالیا کرتی ہے، چنانچہ جب ماں کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں تو پھر اولاد اپنی زندگی کے بڑے بڑے فیصلے کر دیا کرتی ہے، اسلئے ماں کو چاہئے کہ اپنی محبتیں اپنی شفقتیں اس پر خرچ کریں کہ اولاد دیندار بن جائے اور دین اسلام کو اپنے جسم پر سجائے اور اللہ تعالیٰ کے بندے بن کر زندگی گزارنے والے بن جائیں اور اگر ماں ہی بگڑی ہوئی ہو تو پھر اولاد کیا ستورے گی

از افادات

حضرت پیر ذوالفقار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين الصطفى

اما بعد! اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
وَقَضَىٰ رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ
اَلْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا قَوْلٌ وَّلَاتَنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا
كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ
ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِيْ صَغِيْرًا

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
مستورات کی اس مجلس میں آج ماں کے عنوان پر گفتگو کی جائے گی ماں کا لفظ
تین حرفوں سے بنا میم الف اور نون یہ ایسا لفظ ہے کہ جس کو بولتے ہوئے انسان
کے اپنے اندر نیاز مندی اور مخاطب کے بے لوث محبت کا خیال ضرور آتا ہے، یہ
جو تین حرف ہیں میم، الف، نون، ان تینوں کی تفصیل ہے:

میم سے محبت بنی،

الف ایثار سے لیا گیا،

اور نون نیاز مندی سے لیا گیا،

ماں کے اندر یہ تین صفتیں ہوتی ہیں اولاد کے ساتھ محبت بھی بے پناہ ہوتی ہے،
اولاد کے لئے ایثار اور قربانی بھی وہ بے مثال کرتی ہے اور اولاد کے ساتھ اس کو
ماں ہوتے ہوئے بھی ایک نیاز مندی کا تعلق رکھنا پڑتا ہے، تو ماں کے شروع کا
حرف میم ہے اس میم کے لفظ سے محبت بنی اس میم کے لفظ سے مغفرت بنی ماں

کے اندر بھی یہ دونوں صفات ہوتی ہیں بچے کی محبت بھی ہوتی ہے اور اگر کوئی بچہ غلطی کرے تو اس کو معاف کرنے کا جذبہ بھی ہوتا ہے، اگر ان تینوں حرفوں کو تھوڑا بدل لیا جائے تو میم الف اور نون کے حرف کو بدلنے سے ہی امن کا لفظ بنتا ہے الف میم اور نون اور تھوڑا بدل لیں تو اسی سے نون الف میم نام بنتا ہے اور اگر نون کا نقطہ بھی لگا دیں تو میم الف اور نون غنہ ماں بنتا ہے یہ تمام ایسے الفاظ ہیں کہ جن کا تعلق ماں کے ساتھ ہے مثلاً ماں کی گود بچے کے لئے امن کا گہوارا ہوتی ہے بچے کو اپنی ماں پر بڑا مان ہوتا ہے اور ماں کے ساتھ ہی بچے کا نام دنیا میں بلند ہوتا ہے ماں کی دعاؤں کے ساتھ اسی لئے یہ میم الف اور نون یہ حرف اصلی اگر لئے جائیں تو نبی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ تھا اس کے بھی حرف یہی بنتے ہیں اور یہی وہ خوش قسمت ماں تھی جس کو اللہ نے اس کائنات کی سب سے عظیم ہستی کی ماں بننے کی توفیق عطا فرمائی۔

ماں کی مامتا

اللہ رب العزت نے ماں کو ایک نعمت دی ہے جس کو مامتا کہتے ہیں مامتا کا مطلب ہوتا ہے بے غرض محبت چنانچہ ماں اپنے بچے سے بے لوث محبت کرتی ہے اس چھوٹے بچے سے اس کو کیا توقع ہوتی ہے، لیکن وہ اس کی چوبیس گھنٹے کی خادمہ اس کی باندی بنی ہوتی ہے اور اس سے اتنی محبت کرتی ہے کہ جس محبت کو الفاظ کے اندر ڈھالنا مشکل ہے۔

خطا پر عطا

اللہ رب العزت نے ماں کو ایک صفت اور بھی دی ہے اور اس کو کہتے ہیں خطا پر عطا کی صفت، یہ اللہ تعالیٰ کی اپنی صفت ہے کہ وہ بندوں کی خطا پر بھی ان پر اپنی رحمت عطا فرما دیتا ہے، ان کو مغفرت عطا فرما دیتا ہے، عام دنیا میں جہاں خطا ہوگی وہاں عطا نہیں ہوگی بلکہ وہاں پر سز ہوگی، مگر ماں محبت کی ایسی شخصیت ہے کہ جو خطا

پر سزا کی بجائے عطا کرتی ہے چنانچہ بچہ خطا بھی کر جائے تو سزا دینے کے بجائے ماں اسے محبت کا بوسہ عطا کرتی ہے، ماں اسے اپنے سینے سے لگا لیتی ہے، یہ خطا پر عطا کی صفت اللہ رب العزت کی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا نمونہ دنیا میں بھی دکھا دیا۔

صبر و تحمل

ایک صفت اللہ تعالیٰ نے ماں کو اور دی جس کو صبر و تحمل کہتے ہیں بچے کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر کئی مرتبہ اتنا انسان غصہ ہو جاتا ہے کہ ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگ جاتا ہے اسی لئے اگر کسی مرد کو تھوڑی دیر گھر کے بچے سنبھالنے پڑیں تو بچوں کی پٹائی ہو جاتی ہے اور مرد کے لئے ان بچوں کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے، یہ ماں ہی ہے جو سارا دن ان بچوں کے ساتھ گزارتی ہے، کس لئے؟ کہ اللہ رب العزت نے اس کے اندر صبر و تحمل دیا ہے، وہ بچوں کی اونچ نیچ کی باتیں دیکھتی بھی ہے سنتی بھی ہے پھر بھی برداشت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا جذبہ خدمت دیا کہ جس کی کوئی انتہا نہیں، کبھی وہ نہیں کہہ سکتی کہ بچے اب میں نے تمہاری بڑی خدمت کر لی ایک سال ہو گیا تمہاری خدمت کرتے ہوئے تمہاری عمر ایک سال ہو گئی اب میں تمہاری خدمت سے معذور ہوں، نہیں بچہ جب تک جوان نہیں ہو جاتا ماں اس کی خدمت کرتی رہتی ہے اور یہ ایسی خدمت ہے کہ جو وقت کی پابند نہیں چوبیس گھنٹے کی ہے۔

ماں کی شخصیت

اسی لئے ماں وہ شخصیت ہوتی ہے کہ جو بچے کو خون جگر پلا پلا کر بڑا کرتی ہے جو بچے کو اپنے سینہ کا دودھ پلا کے اس کو زندگی بخشتی ہے، اسی لئے ماں کے اندر محبت اور پیار کی انتہا ہوتی ہے، اگر وہ سختی بھی کرے تو اس کی سختی میں بھی نرمی ہی کی جھلک ہوتی ہے، اگر آپ نے کبھی نرم ہاتھوں کی تھپکی دیکھنی ہو، کڑی نگاہ کی

زری دیکھنی ہو یا سخت لہجہ کی مٹھاس دیکھنی ہو، تو اپنی ماں سے شوخی کر کے دیکھو وہ سخت نگاہ بھی دیکھے گی اور اس میں بھی زری ہوگی وہ سخت لہجہ میں بھی بات کر رہی ہوگی، مگر اس میں بھی مٹھاس ہوگی اسلئے کہ وہ ماں جو ہوئی، ماں کی محبت اور اس کے خلوص کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ کسی وقت بچے کے ایک تھپڑ بھی لگا دے تو بچہ تھپڑ کھانے کے بعد پھر بھی ماں ہی کی گود میں آتا ہے اگر ماں کے اندر اخلاص نہ ہوتا تو بچہ تھپڑ کھانے کے بعد کبھی ماں کی طرف واپس نہ آتا لیکن ڈانٹ بھی کھاتا ہے تھپڑ بھی کھا رہا ہوتا ہے پھر اس ماں کے سینے سے آکر لپٹ جاتا ہے یہ اس ماں کی محبت کی دلیل ہوتی ہے۔

ماں کے بارے میں لوگوں نے کیا کہا

اسی لئے ماں کے بارے میں دنیا کے دانشوروں نے مختلف اقوال کہے ہیں مثال کے طور پر:

☆..... شیخ سعدیؒ نے فرمایا ماں کی محبت کی ترجمانی کرنے والی ایک ذات فقط ماں کی ہے۔

☆..... اور نگزیب عالمگیرؒ کہا کرتے تھے کہ مجھے ماں کے بغیر اپنا گھر قبرستان کی طرح لگتا ہے۔

حتیٰ کہ کفر کے ماحول میں پلے ہوئے کافر لوگوں نے بھی ماں کی محبت کے بارے میں عجیب و غریب باتیں کیں چنانچہ،

☆..... سکس پیئر نے کہا کہ بچے کے لئے سب سے اچھی جگہ ماں کی گود ہوتی ہے اگرچہ بچے کی عمر کتنی ہی کیوں نہ ہو۔

☆..... بلٹن نے کہا کہ آسمان کا بہترین تحفہ انسان کے لئے ماں ہے۔

☆..... نادر شاہ نے کہا کہ مجھے پھول اور ماں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

لہذا جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں کے ہونٹوں کے جو تبسم اور اس کی آنکھوں

میں جو شکر کے آنسو ہوتے ہیں وہ اس کی عظمت اور تواضع کی دلیل ہوتی ہے۔

ماں کا رتبہ اسلام کی نظر میں

دین اسلام نے ماں کو بڑا رتبہ دیا اسلئے فرمایا الجنة تحت اقدام امہاتکم کہ جنت تمہارے لئے ماں کے قدموں کے نیچے ہے، ماں کے جسم میں اسکے پاؤں سب سے نیچی جگہ کی حیثیت رکھتے ہیں، گھٹیا درجہ کی حیثیت رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ماں کے جسم میں اور کوئی گھٹیا جگہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس عضو کا نام لیتے یہاں قدم کا نام لیا تو سوچئے اگر ماں کے قدموں تلے وہ جگہ ملتی ہے جس کو جنت کہتے ہیں یعنی جہاں اللہ رب العزت کا دیدار نصب ہوگا تو پھر سوچئے کہ اگر ماں کی دعائیں لی جائیں گی اور اس کی خدمت کی جائے گی اور اس کو خوش کیا جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ جنت کی کیا کیا نعمتیں عطا فرمائیں گے اسی لئے دین اسلام نے کہا کہ اگر ماں بوڑھی ہے تو اس کی خدمت سب سے افضل عمل ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی تڑپ

سیدنا ابو ہریرہؓ ایک صحابی ہیں ان کا بڑا جی چاہا کرتا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے گھر کا دیدار کروں جب بھی حج کے قافلے جانے لگتے تو وہ آتے اور بڑی حسرت اور تمنا کے ساتھ ان قافلوں میں جانے والے لوگوں کو دیکھا کرتے تھے کسی نے کہا کہ آپ خود کیوں نہیں چلے جاتے کہنے لگے نہیں میری بوڑھی ماں ہے اور اس کی خدمت میرے لئے سب سے افضل عمل ہے اسلئے میں حج پر نہیں جاسکتا کسی نے کہا کہ تم ایک ہانڈی رکھ لو اور وہ تمہاری ماں کی خدمت کرے گی تو کہنے لگے کہ ماں کی تو خدمت ہو جائے گی مگر جو رہے اور رہے مجھے ملنے ہیں وہ تو مجھے نہیں مل سکیں گے اس لئے جب ان کی والدہ کی وفات ہوئی تو اس کے بعد انہوں نے حج کے سفر کو اختیار کیا۔

حضرت اسماءؓ اور والدہ

دین اسلام نے تو یہاں تک کہا کہ اگر ماں کافرہ بھی ہے تو بھی اولاد کو چاہئے کہ اس کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرے چنانچہ اسماء بنت ابوبکر صدیقہؓ یہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی بڑی اور سوتیلی بہن تھیں اور عمر میں ان سے تقریباً پندرہ سال بڑی تھیں جب انہوں نے ہجرت کی ان کا نکاح زبیر بن عوامؓ سے ہوا یہ بڑی جلیل القدر صحابیات میں سے تھیں چنانچہ ان کی والدہ کا نام قتیلہ تھا صدیق اکبرؐ کی وہ بیوی تھی جب قرآن مجید کی آیت اتری کہ مسلمان مردوں کے نکاح میں کافرہ عورت نہیں رہ سکتی تو اس وقت انہوں نے اپنی اس بیوی سے پوچھا کہ اللہ کی بندی تو دین اسلام کو قبول کر لے مگر اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ میں اپنے ماں باپ کے دین کو کیسے چھوڑ دوں؟ اس کے دماغ میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ میں اپنے ماں باپ کے راستے کو نہیں چھوڑوں گی، چنانچہ اس نے کہا میں دین اسلام کو قبول نہیں کر سکتی اور آپس میں اتفاق کے ساتھ ان کو طلاق ہو گئی، بہت عرصہ وہ اسی طرح الگ رہی مگر پھر ماں تھی ایک دن اس کے دل میں اپنی بیٹی اسماء کا جو خیال آیا تو دل بھر آیا آنکھوں میں آنسو امنڈ آئے دل نے چاہا کہ میں جاؤں اپنی بیٹی سے ملاقات تو کروں، چنانچہ وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئی اپنی بیٹی کو ملنے کیلئے جب بیٹی کے گھر میں گئی تو بیٹی اپنی والدہ کو دیکھ کر حیران ہو گئی کہ محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر میری کافرہ ماں مجھے ملنے کے لئے یہاں بھی آگئی تو اس نے اپنی والدہ کو بٹھایا اور اسماءؓ کو رانچی کی خدمت میں گئیں اس لئے کہ ان کو شریعت کے حکم کا پتہ نہیں تھا کہ اگر ماں کافرہ ہو تو اس کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے، چنانچہ نئی کی خدمت میں پہنچ کر انہوں نے پوچھا اے اللہ رب العزت کے محبوب! میری ماں مجھے ملنے کے لئے آئی ہے میں اس کے ساتھ کیسا معاملہ کروں، تو نئی نے فرمایا تو اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کر چنانچہ انہوں نے اپنی والدہ کی اچھی مہمان

نوازی کی۔

ماں باپ کی نافرمانی دونوں جہاں کی بربادی

اسی لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنا ایسا گناہ ہے کہ اس آدمی کو آخرت میں تو عذاب ہوگا ہی صحیح، اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی عذاب دیں گے اب اس نافرمانی سے مراد دنیا کے کاموں میں ان کی بات نہ ماننا ہے، اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اگر کوئی فاسق و فاجر ماں اپنے بچے کو کہے کہ تو سنت کو چھوڑ دے دین کو چھوڑ دے فرنگیانہ زندگی اختیار کر لے، شریعت نے کہا ﴿لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ﴾ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی فرمانبرداری نہیں ہوتی، دنیاوی کاموں میں معاملات میں والدہ کے ساتھ بے رخی کرنا یا والدہ کی حکم عدولی کرنا اس پر انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ملتی ہے۔

دنیوی امور میں ماں باپ کی اطاعت

بلکہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر ماں باپ کسی درجہ میں بچے پر زیادتی بھی کر رہے ہوں اور سختی بھی کر رہے ہوں پھر بھی بچے کو چاہئے کہ دنیا کے معاملہ میں انکی تابع داری کرے ذرا غور کیجئے کہ شریعت نے ماں باپ کا کیا درجہ بتایا ﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا يَٰهٖ﴾ اور حکم فرمایا تیرے رب نے کہ تم عبادت کرو صرف اللہ کی ﴿وَبِٰلِٰٓءِ الدِّیْنِ اِحْسَانًا﴾ اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اب یہ کتنی مزے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا وہیں اسی فقرے میں ماں باپ کی خدمت کا بھی حکم دیا وادعائے عطفہ کے ساتھ دونوں باتوں کو ملایا، امام قرطبی فرماتے ہیں کہ سمجھ دار آدمی اس آیت کو پڑھ کر ماں باپ کی عظمت کو سمجھ لیتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے جس جگہ جس فقرے میں آیت میں اپنی عبادت کا حکم دیا کہ کسی کی عبادت مت کرو سوائے اللہ کے، ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ تم خدمت کرو اپنے ماں باپ کی۔

اولاد کے لئے قرآنی ہدایات

قرآن مجید کی ایک دوسری آیت میں فرمایا ﴿إِن اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ﴾ کہ تو میرا بھی شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی سبحان اللہ، اللہ ارب العزت نے ایک ہی آیت میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کے شکر کو بھی لازم ٹھہرایا پھر آگے فرمایا ﴿إِنَّمَا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا قَبْلَ﴾ اگر بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے ان میں سے ایک یا دونوں تو تو ان کو اف بھی نہ کر، کیا مطلب؟ کہ ایسا لفظ نہ کہہ جس سے ان کو ناگواری ہو کوئی لفظ اپنی بات چیت میں ایسا استعمال کرنا کہ جس سے ماں باپ کا دل دکھے شریعت نے اس کو ناجائز کہا ہے، اف سے مراد اس سے متعلقہ کوئی بھی لفظ ملتا جلتا جس سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار ہو، مثلاً ماں نے کوئی بات کہی، لڑکی آگے سے منہ بنا کر کہتی ہے کیا ہے؟ اب یہ جو کیا ہے منہ بنا کر کہا یہ ناگواری کا لفظ ہے تو یہ بھی اسی اف میں داخل ہو جائے گا، حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اس سے بھی کوئی کم درجہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی منع فرمادیتے آگے فرمایا ﴿وَلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ تم ان دونوں کو مت جھڑکو، جھڑکنے سے مراد ڈانٹنا ڈانٹنے سے کیا مراد؟ ماں باپ کے ساتھ سختی سے بات کرنا، مثال کے طور پر بوڑھی ماں نے کوئی بات کہی تو آگے سے سخت لہجہ میں بیٹی کہتی ہے امی تو بات کیوں نہیں سمجھتی؟ اب یہ جو الفاظ کہ امی تو بات کیوں نہیں سمجھتی، یہ اپنی والدہ کو ڈانٹنا ہوا اور شریعت میں یہ حرام ہے پھر تیسری بات کہی ﴿وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ اور تم ان سے بات کرو محبت اور شفقت کے ساتھ، قول کریم مفسرین کے نزدیک یہ کہا جاتا ہے کہ جیسے کوئی عاجز غلام سخت مزاج آقا کے سامنے دب کر بات کرتا ہے پست آواز میں بات کرتا ہے عاجزی کے ساتھ بات کرتا ہے، اسی طرح اپنے ماں باپ سے گفتگو کرنا اس کو قول کریم کہتے ہیں، یہیں پر بس نہیں بلکہ آگے بھی فرمایا ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ

الرَّحْمَةِ ﴿اور تو محبت کے ساتھ اپنے عاجزی کے کندھے کو ان کے سامنے جھکا دے، یعنی ماں باپ کے سامنے انسان عاجزی کے کندھے کو جھکا دے یہ دکھاوانہ ہونا ہر کی کارروائی نہیں ہونی چاہئے﴾ (مِنْ الرَّحْمَةِ) قلبی محبت کی وجہ سے ہو، ماں باپ کے سامنے اپنے آپ کو جھکانا حقیقت میں اپنے کو اٹھانا ہوتا ہے اس ذلت کے اندر حقیقت میں عزت چھپی ہوتی ہے دیکھیں شیطان کو اللہ رب العزت نے فرمایا کہ آدم کے سامنے جھکو وہ نہیں جھکا تو اس کا کیا انجام ہوا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اولاد کو فرمایا کہ تم اپنے ماں باپ کے سامنے عاجزی کے کندھوں کو جھکاؤ جو نہیں جھکے گا تو اس کا بھی انجام اسی کے ساتھ ہوگا پھر آگے فرمایا ﴿وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا﴾ اور تم یوں کہو کہ اے میرے رب! ان میرے ماں باپ پر رحم فرما جس طرح انہوں نے چھوٹے ہوتے ہوئے بچپن میں میری تربیت کی مجھ پر رحم کیا، تو اس کا مطلب یہ کہ اتنا سب کچھ کر کے دعا بھی کرے کہ اے اللہ! میرے ماں باپ کی مشکلات کو آسان بھی فرما، مفسرین نے لکھا کہ یہ جو دعا ہے ﴿وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا﴾ یہ زندگی میں بھی کرنی چاہئے اور ماں باپ کی وفات کے بعد بھی اولاد کو کرنی چاہئے۔

حسن سلوک کا حکم

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا﴾ ہم نے وصیت کی انسان کو کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے ﴿حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا﴾ اس کی والدہ نے بہت مشقت کے ساتھ اس کو اٹھایا یعنی حمل کے دوران اور جب بچے کی پیدائش کا وقت تھا تو اس وقت بھی اس کی ماں نے بہت مشقت کے ساتھ اس کو جنم دیا ﴿وَحَمَلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ اور یہ حمل اور دودھ پلائی، چھڑوانا یہ سب تیس مہینے یعنی اڑھائی سال کی مدت بنی، تو یوں سمجھیں کہ جب سے کوئی ماں حاملہ بنتی ہے اس وقت سے

لے کر اڑھائی سال تک اس کو بچے کی بہت زیادہ خبر گیری کرنی پڑتی ہے حمل کے دوران تو اس کو نو مہینہ ویسے ہی بیماروں کی طرح گزارنے پڑتے ہیں کبھی کھانا اچھا نہیں لگتا، کبھی الٹیاں آتی ہیں، متلی آتی ہے، کمزور ہو جاتی ہے بلڈ پریشر اوپر نیچے ہو جاتا ہے، یہ حمل کی تکلیف ماں کس طرح اٹھاتی ہے یہ ماں ہی جانتی ہے، وضع حمل کے وقت جب بچے کی پیدائش کا وقت ہوتا ہے، تو وہ تو ماں کے لئے زندگی اور موت کا وقت ہوتا ہے کتنی ایسی خواتین ہیں بچے کی پیدائش کے وقت ان کی وفات ہو جاتی ہے اسی لئے حدیث پاک میں فرمایا کہ ولادت کے وقت جس عورت کی وفات ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو شہیدوں کی قطار میں کھڑا فرمائیں گے اب اس ماں نے بچے کو جنم دینے کے بعد کسی اور کے حوالے نہیں کر دیا بلکہ دودھ بھی خود پلاتی ہے اور یہ مدت کل حمل سے لے کر دودھ چھڑانے تک کی اڑھائی سال بنتی ہے اب اس دوران ماں چوبیس گھنٹے کی نوکرانی، بچے کے ساتھ بندھ گئی، نہ کہیں فنکشنز میں آ جا سکتی ہے نہ کہیں الگ ہو کر رہ سکتی ہے، ہر وقت بچہ گود میں ہے یا بچہ سینے کے ساتھ لگا ہوا ہے یا بچہ ساتھ لیٹا ہوا ہے اور ماں اس کی حفاظت کر رہی ہے، کبھی فیڈر بنا کے دے رہی ہے کبھی بچے کو صاف کر رہی ہے، کبھی کپڑے پہنا رہی ہے نہ اس کو کھانے کی ہوش ہوتی ہے، نہ بیچاری کو پیٹنے کی ہوش ہوتی ہے، نہ اس کو سونے کی فرصت ملتی ہے، چنانچہ چھوٹا بچہ تو دن اور رات کو نہیں جانتا اس کو کیا پتہ کہ اب دن ہے تو مجھے جاگنا ہے اور اب رات ہو گئی تو مجھے سونا ہے، وہ بچہ تو دنیا میں آیا تو ابھی تو اس کی عقل پختہ نہیں ہے لہذا کئی مرتبہ دیکھا کہ بچہ سارا سارا دن سوتا رہتا ہے اور جہاں عشاء کے بعد کا وقت ہوا تو بچہ جاگتا ہے اور پھر چاہتا ہے کہ کوئی میرے پاس رہے، ماں میرے ساتھ باتیں کرے، مجھے گود میں لے، ماں بیچاری نیند سے بے زار آنکھیں بوجھل جسم ٹوٹا ہوا ہے سارا دن گھر کے کام بھی کئے اور اب بچے کی خاطر اسے جاگنا پڑا اس ماں کو یہ کتنی مشقت اٹھانی پڑتی ہے اس کا کوئی دوسرا بندہ اندازہ لگا ہی نہیں سکتا اسی لئے شریعت نے فرمایا ۛھل

جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ احسان کا بدلہ احسان ہی ہوتا ہے، آج جس ماں نے بچے کی اس طرح پرورش کی مشقتیں اٹھائیں جب یہ بوڑھی ہو جائے گی اب اولاد کو چاہئے کہ وہ بھی ان کے ساتھ اسی طرح محبت کا معاملہ کریں۔

بچہ پر ماں کے تین حق

ایک دوسری آیت میں فرمایا ﴿وَهْنٌ عَلَىٰ وَهْنٍ﴾ کہ اس ماں نے بچے کے حمل کا بوجھ اٹھایا تھک تھک کر، گھر کے کام بھی کر رہی ہوتی ہے اور حاملہ بھی ہے تھکاوٹ اتنی، اور ویسے بھی حمل کی مدت کے ساتھ کمزوری بڑھتی چلی جاتی ہے، اسی لئے چونکہ تین باتیں شریعت نے کہیں کہ ﴿حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا﴾ یہ ایک وجہ، کہ حمل کے دوران تکلیف اٹھائی ﴿وَوَضَعُهَا كُرْهًا﴾ اور پیدائش کی تکلیف اٹھائی اور پھر تیسرا ﴿وَحَمَلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ یعنی دودھ پلائی کی تکلیف اٹھائی ان تین وجوہات سے شریعت نے بچے پر ماں کے تین حق زیادہ رکھ دئے چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے ایک نو جوان آیا اس نے کہا اے اللہ کے محبوب! ماں باپ میں سے میں کس کے ساتھ اچھا سلوک کروں فرمایا ماں کے ساتھ، اس نے پھر پوچھا فرمایا ماں کے ساتھ، اس نے پھر پوچھا فرمایا بچے نے فرمایا ماں کے ساتھ، پھر اس نے چوتھی مرتبہ پوچھا تو فرمایا تو اپنے باپ کے ساتھ بھی اچھا سلوک کر تو تین مرتبہ جو ماں کا نام لیا اس میں حسن یہ تھا حکمت یہ تھی کہ شریعت نے اس میں تین مشقتوں کا تذکرہ کیا اور اسی لئے اس کو تین مرتبہ عطا کر دیئے۔

نظر محبت پر مقبول حج کا ثواب

شریعت نے ماں باپ کو اتنا رتبہ دیا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر کوئی بچہ اپنی ماں یا باپ کے چہرے پر محبت کی ایک نظر ڈالے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرمائے گا صحابہء کرام نے پوچھا اے اللہ کے محبوب اگر کوئی بار بار دیکھے تو نبیؐ نے فرمایا کہ جتنی بار دیکھے گا اتنی بار حج کا ثواب اللہ تعالیٰ

اس کو عطا فرمائیں گے۔

آج کے اس زمانے میں ماں باپ کو اول تو اپنے رتبہ کا خود ہی پتہ نہیں اور اکثر و بیشتر اولاد کو تو بالکل ہی پتہ نہیں ہوتا، اولاد تو ماں کو بس اللہ میاں کی گائے ہی سمجھتی ہیں، آج کل کی نوجوان بچیاں اپنے گھروں میں جس طرح ماں سے ضد کرتی ہیں ماں کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ کر لیتی ہیں، اسلئے کہ اول تو ان کو دین کی تعلیم دی نہیں ہوتی اور ان کو ماں کے درجہ اور رتبہ کا پتہ ہی نہیں ہوتا اسی لئے ان تربیتی مجالس میں، اس عاجز نے سب سے پہلے ماں کے متعلق گفتگو کی تاکہ پتہ چلے کہ عورت جب ماں ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کیا مقام ہوتا ہے اولاد کو بھی پتہ چلے کہ ماں کس ہستی کو کہتے ہیں؟ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ قرب قیامت کی علامت یہ ہے [اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتِهَا] کہ ماں اپنی حاکمہ کو جنے گی یعنی بیٹی حاکمہ بن کر رہے گی اور ماں بیچاری اس کی نوکرانی بن کر رہے گی اور آج کل تو یہ دیکھنے میں آتا ہی ہے صبح اٹھ کر بیٹی کو سکول جانے کے لئے بننے سنورنے کی وجہ سے فرصت نہیں ہوتی لہذا وہ تو آئینہ کے آگے سے ہنسی نہیں اور ماں بیچاری اس کے لئے ناشتہ بھی بنا رہی ہے اور نوکرانی کی طرح دسترخوان پر یا ٹیبل پر بھی سجا رہی ہے اور اگر ناشتہ بنانے میں ذرا دیر ہو جائے تو یہ بیٹی صاحبہ چائے کی پیالی پہ زور سے ہاتھ مارتی ہے اور ماں کو سخت ست کہتی ہے اور نکل جاتی ہے اتنی بدتمیزی کر کے یہ نکل گئی اور ماں کی حالت دیکھو کہ وہ بیچاری میٹھی کڑھ رہی ہوتی ہے کہ میری بیٹی بھوکے سکول چلی گئی آج کل کے دور میں اس معاملہ میں بہت ہی زیادہ کوتاہی ہو رہی ہے پہلی کمی تو یہ کہ نوجوان بچیاں ماں کو بن جاتی ہیں مگر ان کو ماں کے مقام کا پتہ ہی نہیں ہوتا وہ بچوں کی صحیح دینی تربیت ہی نہیں کرتی کئی لڑکیوں کو تو ٹی وی سے ڈراموں سے ناولوں سے فرصت ہی نہیں ہوتی، لہذا بچہ خود بخود ساتھ ساتھ پل رہا ہوتا ہے بچے کو وہ سکھاتی نہیں کسی نے کچھ سکھا دیا کسی نے کچھ سکھا دیا اور اکثر و بیشتر یہ دیکھا کہ نوجوان لڑکیوں میں کیوں کہ فرنگیوں کی تہذیب کے اثرات

بڑھتے جا رہے ہوتے ہیں ٹی وی پروگراموں اور فلموں کی وجہ سے، اس لئے وہ اپنے بچے کو بھی فرنگیوں کا نمونہ بنانا چاہتی ہیں، یہ دکانوں پر جائیں گی تو چینٹ اور شرٹ خرید کر لائیں گی تاکہ اچھا خاصہ نصرانی نظر آئے، ایک ایک چیز اس کی فرنگیوں جیسی کوئی پوچھے تو صحیح اس ماں سے کہ تم بغیر تنخواہ کے کیوں انکی ایجنٹ بنی ہوئی ہو جس پر وردگار نے تمہیں بیٹا دیا اور جس نبی علیہ السلام کی تم امتی ہو اور قیامت کے دن ان کی شفاعت چاہتی ہو، کیا تم اپنے بچے کو ان کے لباس میں نہیں رکھنا چاہتی؟

طفل سے بوائے کیا ماں باپ کی اطوار کی

دودھ ڈبے کا پیا تعلیم ہے سرکار کی

اس لئے نوجوان بچیوں سے گزارش ہے کہ اپنے بیٹوں کو کالا انگریز نہ بنائے ان کو لباس فرنگی پہنانا، بول چال فرنگی سکھانا، طور طریقہ سکھانا ایسا نہ ہو کہیں بڑے ہو کر اللہ حشر بھی انہیں کے ساتھ کر دے۔

تاتاریوں سے تاج و تخت کیسے ملا

سنئے امت مسلمہ کی بیٹیوں نے بہت عظیم کارنامے سرانجام دئے چنانچہ تاریخ اسلام پر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے ساتویں صدی ہجری میں تاتاری قوم اس طرح دنیا میں پھیلی کہ انہوں نے مسلمانوں سے تخت و تاج کو چھین لیا، پوری دنیا میں کہیں بھی مسلمانوں کے پاس تخت و تاج نہیں تھا، اور انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو ذبح کیا اور لاکھوں مسلمان نوجوان لڑکیوں کو اپنے گھروں میں اپنی بیوی اور باندی بنالیا، اب یہ جو مسلمان نوجوان بیٹیاں ان کے گھروں میں بیویاں باندیاں بنیں، ان کے دل میں ایمان تھا اور ان کے جسم پہ اسلام تھا اگرچہ یہ ان کافروں کے گھروں میں تھیں، ان کے بچوں کی مائیں بن رہی تھیں، ان کے گھروں کو آباد کر رہی تھیں، مجبور تھیں، معذور تھیں، مگر اس حالت میں بھی انہوں نے شریعت کو اپنے

سامنے رکھا اور اپنے بچوں کی تربیت دین اسلام کے مطابق کی، یہ بچے جب تیس سال کے بعد بھرپور جوان ہو گئے تو ان بچوں نے اس وقت ماؤں کی ان تعلیمات کی وجہ سے دین کا اظہار کرنا شروع کیا اور یہ وہ وقت تھا کہ تیس سال کے بعد پوری تاتاری قوم مسلمان بن گئی، کوئی بتائے تو صحیح کہ تاتاریوں سے یہ تاج و تخت کیسے واپس آیا؟

یہ کام دو ہستیوں نے کیا وقت کے مشائخ نے بڑی عمر کے تاتاریوں کے دلوں پہ توجہ ڈالی اور ان کو متوجہ کیا اور جو مسلمان نو جوان بیٹیاں تھیں جو ان کے گھروں میں ماں بن رہی تھیں، انہوں نے ثابت کر دیا کہ ہمارے جسم پہ تو تم نے کنٹرول پالیا، مگر ہمارے دلوں پر تو اللہ کا قبضہ ہے ہم اللہ کی بندیاں ہیں اس کے محبوب کی بندیاں ہیں، ہم تو شریعت و سنت کی زندگی کو نہیں چھوڑیں گی، لہذا انہوں نے اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بدکت سے پھر دین اسلام کو بلندی دی اور مسلمانوں کو تخت عطا فرمادیا۔

ہے عیاں آج بھی تاتار کے افسانے سے

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

اب ذرا سوچئے کتنا فرق ہے کہ وہ نو جوان بچیاں کافروں کے گھروں میں رہ کر بھی اسلام کی پابند رہیں، اور آج کی نو جوان بچیاں مسلمانوں کے گھروں میں رہ کر بھی کافروں کی نمائندگیاں کرتی ہیں۔

ماں کے آنسوؤں کی قیمت

ماں کو چاہئے کہ اپنا مرتبہ پہچانے یا درکھیں ماں کے آنسو دنیا کے سب سے زیادہ طاقتور چیز ہوتی ہے جو کام تلوار سے نہیں کیا جاسکتا، وہ کام ماں اپنے پیار سے کروا لیا کرتی ہے، چنانچہ جب ماں کی آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں تو پھر اولاد اپنی زندگی کے بڑے بڑے فیصلے کروا کرتی ہے، اسلئے ماں کو چاہئے کہ اپنی محبتیں اپنی شفقتیں

اس پر خرچ کریں کہ اولاد دیندار بن جائے اور دین اسلام کو اپنے جسم پر سجائے اور اللہ تعالیٰ کے بندے بن کر زندگی گزارنے والے بن جائیں اور اگر ماں ہی بگڑی ہوئی ہو تو پھر اولاد کیا سنورے گی، اس کی سب سے بڑی دلیل تو قرآن مجید میں ہی موجود ہے۔

ماں کی سوچ کا اثر اولاد پر

مفسرین نے لکھا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی جو بیوی تھی اگرچہ کردار کی ٹھیک تھی، اچھی تھی مگر سوچ میں حضرت نوح علیہ السلام سے اسکا اختلاف تھا، وہ بھی کہتی تھی یہاں ریت ہے کیسے سیلاب آئے گا؟ نوح نے کہا کہ میں وحی الہی کی وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ سیلاب آئے گا اور میں کشتی بنارہا ہوں مگر کافر لوگ جیسے بنستے تھے باتیں کرتے تھے تو ان کی بیوی بھی ان کی اس بات پر ہنستی تھی باتیں کرتی تھی، چنانچہ ان کی بیوی کی اس بات کا ان کے بیٹے پر اثر پڑا نتیجہ یہ ہوا کہ جب سیلاب آیا تو بیٹا کھڑا ہے اور وقت کے پیغمبر علیہ السلام اسے کہتے ہیں ﴿يَا نُوحِ اِذْ كُنْ مَعَٰنَا﴾ اے بیٹے ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا مگر وہ بیٹا کہتا ہے کہ نہیں میں پہاڑ کی چوٹی پر چلا جاؤں گا ﴿يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَآءِ﴾ ابھی بیٹے نے یہ بات کی ﴿وَحَالٌ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ﴾ ایک لہر اٹھی اور بیٹا باپ کی آنکھوں کی سامنے غرق ہو گیا سوچنے وقت کے نبی کی تمنا ہے کہ بیٹا میرے پاس آجائے لیکن بیٹا نہیں آتا اس لئے کہ بیٹا اپنی ماں کے زیر اثر تھا، تو اگر ماں ذہنی مطابقت نہ رکھتی ہو تو اولاد کبھی بھی نیک نہیں بن سکتی اسی لئے شریعت نے کہا کہ تم اپنے گھروں میں نیک بیویاں لاؤ اور نو جوان آج یہی غلطی کرتے ہیں کہ شادی کے وقت تو حور پری ڈھونڈتے پھرتے ہیں موڈل ڈھونڈتے پھرتے ہیں اس کے اندر انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں ڈھونڈتے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب وہ گھر میں آجاتی ہے نہ ماں باپ کے ساتھ اچھے تعلق رکھنے دیتی ہے اور خود اس کو بھی

تنگی کا ناچ نچا دیتی ہے۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ بچے باپ کی نسبت بھی ماں کا اثر زیادہ قبول کرتے ہیں چنانچہ اس کی دلیل حدیث پاک میں ملتی ہے ایک صحابیہ تھیں ام سلیمہ ان کی شادی ہوئی تھی، ان کے خاوند کا نام تھا مالک، ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا دیا جس کا نام انہوں نے انس رکھا، چنانچہ ایک مرتبہ یہ مالک ان کے خاوند تجارتی سفر پر گئے ہوئے تھے، ام سلیمہ نفع کے درس میں آئیں تو انہوں نے ایمان کی اہمیت کو سمجھا اور کلمہ پڑھ کر ایمان کو قبول کر لیا، جب خاوند واپس آیا تو میاں بیوی ایک چار پائی پر بیٹھے ہیں آپس میں باتیں کر رہے ہیں تو باتوں باتوں میں بیوی نے تذکرہ کیا کہ میں نے تو کلمہ پڑھ لیا اور میں مسلمان بن گئی، یہ سنتے ہی خاوند ناراض ہونے لگا تجھے کیا ضرورت تھی ایسی جلد بازی کی؟ تو نے میرے بغیر یہ کیسے فیصلہ کر لیا؟ انہوں نے آگے سے جواب دیا کہ مجھے ڈر ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کفر کی حالت میں میری موت آجائے لہذا میں نے کلمہ پڑھنے میں جلدی کی خاوند نے ناراض ہو کر کہا کہ ٹھیک ہے تم نے پڑھ لیا بہر حال میں نے ابھی کلمہ پڑھنے کا ارادہ نہیں کیا میں نہیں پڑھوں گا ابھی میاں بیوی میں یہ تکرار ہو رہی تھی کہ چھوٹا ننھا انس وہ اپنے ماں باپ کے قریب آیا، بیٹے کو دیکھ کر باپ نے اس سے کہا کہ بیٹے تمہاری ماں نے تو کلمہ پڑھ لیا لیکن نہ میں پڑھوں گا نہ تم پڑھنا، جب خاوند نے یہ کہا تو ام سلیمہ نے بیٹے کو متوجہ کیا اور کہنے لگی میرے بیٹے میں نے بھی کلمہ پڑھ لیا ہے اور میرے بیٹے تو بھی کلمہ پڑھ لے، ماں نے اتنی محبت پیار شفقت سے بات کہی کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ

ماں بچہ کو بددعا نہ دے

بعض دفعہ ماں بچے کی تنگی سے تنگ ہو کر بچے کو بددعا دیتی ہیں یہ بہت بڑی

غلطی ہے ماں کو نہیں پتہ کہ اس کے منہ سے جو بھی بددعا یہ کلمات نکلتے ہیں حدیث میں آتا ہے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور فرشتے اس دعا کو اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کے لئے پیش کر دیتے ہیں، اب یہ بہانہ بناتی ہیں کہ جی ہم دل سے تو بددعا نہیں دیتیں اللہ کی بندی دل سے جب بددعا نہیں دیتی تو زبان سے کیوں دیتی ہے؟ اسلئے صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے جتنے بھی تنگ ہوں جتنی بھی پریشان ہوں بچہ بدتمیزی کر رہا ہے، بچہ بیوقوفی کر رہا ہے، نادانی کر رہا ہے، جہالت کر رہا ہے بچہ آپ کی قدر نہیں پہچان رہا آپ کو تنگ کر رہا ہے، پر ہے تو آپ ہی کا بیٹا آپ ہی کا خون ہے، آپ ہی کے جسم سے وہ پلا ہے اس بچے کو اگر آپ بددعا دیں گی تو پھر اس بچے کا انجام اچھا کیسے ہوگا، اسلئے کبھی بھی بچے کو بددعا نہیں دینی چاہئے بلکہ تنگ ہو کر بھی دعا ہی دینی چاہئے اللہ اس کو نیک بنادے، اچھا کر دے، اس کو سمجھ عطا کر دے، تو ماں کو چاہئے کہ وہ اپنے بچے کی اچھی تربیت کر کے اپنے بچوں کو نئی کا غلام بنادے، کل قیامت کے دن محبوب کی شفاعت ملے گی اور اس عورت کو ملکہ بنا کر جنت میں داخل کر دیا جائیگا۔

عورت کا فرض منصبی

مائیں ہی انسان کو انسان بناتی ہیں شریعت کی نظر میں مائیں انسان بنانے کی فیکٹریاں ہوتی ہیں عورت کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ایک کام دیا جو اس کا فرض منصبی ہے اور وہ کام یہ ہے کہ وہ گھر میں رہ کر انسان تیار کرے بیٹا ہو یا بیٹی ہو اچھی تربیت کر کے اس کو اللہ کا نیک بندہ یا نیک بندی بنائے تو گویا عورتیں مائیں اللہ رب العزت کی نظر میں انسان کو انسان بنانے کی فیکٹریاں ہیں کارخانے ہیں۔

ماں کا افسوس کرنا

ہم اگر اپنے اکابر کی زندگیوں کو دیکھیں تو جتنی بڑی بڑی شخصیتیں ہوئیں ان کے پس منظر میں آپ کو ان کی ماں کا کردار نظر آئے گا، چنانچہ امام غزالی کے بارے

میں آتا ہے کہ والدہ نے ان کو پڑھنے کے لئے بھیجا انہوں نے اپنے استاذ سے جو کچھ سنا اس کے نوٹس تیار کئے تعلیقات تیار کی اور قدرتا جب علم مکمل کیا تو واپس آرہے تھے کہ ڈاکوؤں نے سامان لوٹ لیا اور اسمیں وہ ان کے نوٹس بھی چلے گئے، جب گھر آئے تو انہوں نے اپنی والدہ کو حال سفر سنایا اور بتایا کہ امی میں نے جو علم پڑھا تھا وہ میرے نوٹس تو ڈاکو لے کر چلے گئے، تو ماں نے کہا کہ بیٹے میں نے تمہیں ایسا علم حاصل کرنے کو تو نہیں بھیجا تھا جس کو ڈاکو لوٹ کر چلے جائیں، بس ماں کی اس بات کا دل پر ایسا اثر ہوا کہ یہ لوٹ کر واپس آئے اور ان ڈاکوؤں سے انہوں نے اپنے نوٹس مانگے منت سماجت کر کے اور اپنی ماں کی بات بھی سنائی تو ڈاکو نے کہا کہ ہاں تمہاری ماں نے ٹھیک کہا چلو ہم تمہیں یہ کاغذ واپس کر دیتے ہیں انہوں نے نوٹس واپس کر دئے تو امام غزالی نے ان کو زبانی یاد کرنا شروع کر دیا حتیٰ کے سارے علم کے حافظ بن گئے ایسی مائیں ہوتی تھیں ان کے ایک بڑے بھائی تھے ان کا نام تھا احمد غزالی وہ بڑے عبادت گذار تھے مگر ان کا علمی مقام وہ نہیں تھا جو چھوٹے بھائی امام غزالی کا تھا امام غزالی شہر کی بڑی مسجد کے خطیب تھے امام تھے بڑے قاضی تھے ان کے بڑے بھائی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھا کرتے تھے لوگ بڑی باتیں کرتے تھے کہ آپ بھی کیسے عالم ہیں کہ آپ کے بھائی ہی آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، تو ایک دن انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ امی بھائی سے کہیں کہ وہ جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھا کریں الگ گھر میں نہ پڑھا کریں ماں نے بلا کر کہا تو بڑے بھائی نے کہا کہ ٹھیک ہے، چنانچہ اگلی نماز میں وہ پہلی صف میں جا کر کھڑے ہو گئے امام غزالی نے نماز پڑھا کی جب دوسری رکعت میں پہنچے تو بڑے بھائی نے نیت توڑی اور جماعت میں سے نکل کر گھر آئے اور آ کے الگ اپنی پڑھ لی اب جب نماز مکمل ہوئی تو لوگوں نے تو شور مچا دیا، امام غزالی کیلئے بہت ہی پریشانی بنی خیر ٹوٹے دل کے ساتھ گھر واپس آئے ماں کو کہا امی پہلے تو بھائی نماز پڑھنے جاتا نہیں تھا اگر آج گیا تو درمیان میں سے نیت توڑ کر واپس آیا لانا

مجھے اور ذلیل کر دیا، تو ماں نے بیٹے کو بلا کر کہا کہ بیٹے تم نے ایسا کیوں کیا تو اس نے کہا امی آپ نے حکم دیا تھا کہ میں اس کے پیچھے نماز پڑھوں جب تک یہ نماز پڑھتے رہے میں ان کے پیچھے رہا جب یہ نماز میں ہی نہیں تھا تو میں پیچھے کیوں کھڑا ہوتا، اس پر امام غزالی کا سرندامت سے جھک گیا، ماں نے پوچھا بیٹے کیا ہوا کہنے لگے! امی بھائی ٹھیک کہہ رہا ہے، جب میں نے نماز شروع کی تو پہلی رکعت میں تو میری ساری کی ساری توجہ اللہ رب العزت کی طرف تھی، دوسری رکعت میں کھڑا ہوا تو میں نماز سے پہلے مسائل کا مطالعہ کر رہا تھا چنانچہ ان میں سے ایک مسئلہ وہ میرے ذہن میں آ گیا اور میری سوچ اس طرف چلی گئی تھوڑی دیر کے لئے اور یہ وقت تھا کہ بڑے بھائی نے نماز توڑی اور واپس آ گیا ماں نے جب یہ بات سنی تو اس نے ٹھنڈی سانس لی اور کہا کہ افسوس میرے دو بچے اور دونوں میں سے میرا کوئی بھی نہ بنا جب ماں نے یہ کہا کہ میرے دو بچے اور دونوں میں سے میرا کوئی بھی نہ بنا تو اس پر دونوں بچے حیران ہوئے اور انہوں نے پوچھا امی آپ کیسے کہہ رہی ہے کہ دونوں میں سے آپ کا کوئی بھی نہ بنا تو ماں نے کہا بیٹے اس طرح کہ اگلا نماز پڑھانے کھڑا تھا اور نماز کے دوران حیض و نفاس کے مسائل سوچ رہا تھا اور پچھلا بھی نماز میں کھڑا تھا اور نماز کی حالت میں اپنے بھائی کے قلب میں کشف کی نظر ڈال کر دیکھ رہا تھا نہ اگلے کی توجہ اللہ کی طرف تھی نہ پچھلے کی توجہ اللہ کی طرف تھی تم دونوں میں سے تو میرا کوئی بھی نہ بنا وہ بڑے بڑے تصوف کے مسائل جو وقت کے مشائخ حل کیا کرتے تھے اس وقت کی مائیں اپنے بچوں کو یوں سمجھا دیا کرتی تھیں۔

ماں کی نصیحت

شیخ عبدالقادر جیلانی کی والدہ نے ان کو نصیحت کی تھی کہ سچ بولنا اور پھر آپ نے واقعہ پڑھی ہی لیا ہو گا یا سنا ہو گا کہ انہوں نے سچ بولا اور اللہ تعالیٰ نے ڈاکوؤں کو ان کی وجہ سے توبہ تائب ہونے کی توفیق عطا فرمادی تھی۔

بایزید بسطامی بھی بچپن میں یتیم ہو گئے تھے ان کی والدہ نے ان کو پڑھایا تھا قاری صاحب کو کہا تھا کہ ان کو واپس نہ آنے دینا گھر رہنے کی عادت پڑ گئی تو علم حاصل نہیں کر سکے گا، چنانچہ قاری صاحب نے ان کو کافی دن مدرسہ میں رکھا ایک دن یہ چھٹی لیکر گھر آئے والدہ وضو کر رہی تھی تو انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا والدہ سمجھ گئی کہ میرا بیٹا آ گیا مگر انہوں نے سوچا کہ اگر میں نے اس کو گھر آنے دیا تو پھر یہ واپس مدرسہ نہیں جائے گا تو دروازہ کے قریب آ کر پوچھنے لگی کون؟ انہوں نے کہا بایزید تو ماں کہنے لگی کہ ایک میرا بھی بایزید ہے میں نے اسے اللہ کے دین کے لئے وقف کر دیا اور وہ تو مدرسہ میں ہے تم کون بایزید ہو؟ جو میرا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہو، ماں کی یہ بات سن کر بچہ سمجھ گیا کہ ماں کیا چاہتی ہے، چنانچہ لوٹ کر مدرسہ واپس آئے اور پورا علم حاصل کیا جب وہاں سے نکلے تو بایزید بسطامی بن چکے تھے۔

خواجه معین الدین اجمیریؒ نے بنگال کا سفر کیا سات لاکھ ہندو مسلمان ہوئے ان کے ہاتھ پر اور ستر لاکھ مسلمانوں نے بیعت تو بہ کی گھر آ کر خوش ہوئے اپنی ماں سے کہا کہ امی مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت عطا فرمائی ماں نے کہا بیٹا یہ تمہارا کمال نہیں ہے یہ میرا کمال ہے امی صحیح کہا مگر اس کی تفصیل بھی بتا دیں تو ماں نے کہا تفصیل یہ ہے بیٹا کہ جب تم چھوٹے بچے تھے میں نے تمہیں کبھی بھی بے وضو دودھ نہیں پلایا یہ اس کی برکت ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں پر لاکھوں انسانوں کو کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی اس وقت کی مائیں تو با وضو دودھ پلاتی تھیں اور آج کل کی جوان بچیاں بچے کو گود میں لیکر سینہ سے لگا کر دودھ پلاتی ہیں اور ٹی وی کے اوپر ڈرامہ دیکھ رہی ہوتی ہیں رقص دیکھ رہی ہوتی ہیں گانے سن رہی ہوتی

ہیں یہ بچہ بڑے ہو کر بایزید بسطامی کیسے بنے گا؟ یا وقت کا مجدد الف ثانی کیسے بنے گا؟

بچے کا یقین کیسے بنا

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی والدہ کا بھی اسی طرح کا واقعہ ہے کہ جب چھوٹے تھے تو ان کی والدہ نے ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ڈالنے کیلئے ایک طریقہ اختیار کیا، جب یہ مدرسہ سے آئے کہا امی بھوک لگی ہے ماں نے کہا بیٹا ہم بھی اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں وہ دیتا ہے آپ بھی اسی سے مانگو کیسے مانگوں؟ بیٹے مصلے پر بیٹھ جاؤ ہاتھ اٹھاؤ دعا مانگو بچے نے دعا مانگی اور پھر پوچھا امی اب کیا کروں؟ ماں نے کہا بیٹے تم کمرے میں جاؤ اللہ تعالیٰ نے کہیں تمہارا کھانا رکھ دیا ہوگا، تو ماں نے کھانا بنا کر چھپایا ہوا تھا، بچے نے ذرا دیکھا تو اسے مل گیا تو اب بچے کی یہ روئین بن گئی، روز دعا مانگتا اور اسے کھانا مل جاتا تو بچے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھنے لگی، ماں بڑی خوش تھی کہ میری ترتیب اچھی چل گئی، اللہ تعالیٰ کی شان کہ ایک دن ماں کو کسی فنکشن میں جانا پڑا، رشتہ داروں میں، اور وہاں دیر ہو گئی جب اس کو وقت کا خیال آیا تو بچے کے آنے کا وقت ہو چکا تھا اور وہ روٹی پکا کر آئی نہیں تھی، چنانچہ ماں بیچاری نے برقعہ سر پہ رکھا اور تیز تیز قدم اٹھا رہی ہے چل رہی ہے آنکھوں میں آنسو ہیں اور دل میں فریاد ہے میرے مولیٰ میں نے تو بچے کا یقین بنانے کے لئے یہ سارا معاملہ کیا تھا اگر آج میرے بچے کو کھانا نہ ملا کہیں اس کا یقین نہ ٹوٹ جائے، میری غلطی کو چھپا لیتا میری محنت کو ضائع نہ کرنا ماں دعائیں مانگ کر گھر آئی دیکھا کہ بچہ سو رہا ہے، ماں نے جلدی سے کھانا بنایا اور آ کر پھر بچے کے رخسار کا بوسہ لیا اس کو اٹھا کر سینہ سے لگایا کہا بیٹے آج تو تمہیں بہت بھوک لگی ہوگی؟ اس نے کہا امی نہیں پوچھا کیوں؟ اسلئے امی میں جب آیا تھا مدرسہ سے آپ بھی گھر پہ نہیں تھیں میں نے مصلے بچھایا میں نے دعا مانگی اللہ

مجھے بھوک بھی لگی ہے اور آج امی بھی گھر پر نہیں ہیں مجھے کھانا دیدے امی اس کے بعد میں کمرے میں گیا تو مجھے ایک روٹی پڑی ہوئی ملی وہ میں نے کھائی مگر امی جو مزہ مجھے آج آیا اس سے پہلے وہ مزہ کبھی نہیں آیا تھا، چنانچہ ان کا نام پڑ گیا قطب الدین بختیار کاکیؒ یہ اتنے بڑے شیخ بنے کہ وقت کے مغل بادشاہ بھی ان کے مرید بن گئے، تو دیکھئے مائیں کیسی تھیں جو انسانوں کو انسان بنادیتی تھیں، جن کی برکتوں سے بچے وقت کے اولیاء بنتے تھے، ایسی ماں کے لئے شریعت نے پھر حقوق بنائے۔

ماں کے حقوق بچے پر

چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ ماں کے حقوق میں سے ☆..... ایک یہ ہے کہ بچے قولاً وفعلاً یعنی زبانی بھی اور عملی طور پر بھی ماں کی تعظیم کریں۔

☆..... دوسرا حق یہ ہے کہ شرعی امور میں ماں کی اطاعت کریں، حتیٰ کے اگر ماں بوڑھی ہے تو نفلی کام چھوڑ کر اپنی ماں کی خدمت کو ترجیح دیں۔
☆..... تیسرا حق یہ ہے کہ ماں کو دکھ نہ پہنچائیں اگرچہ اس کی طرف سے کچھ زیادتی بھی ہو جائے۔

☆..... چوتھا یہ کہ ماں اگر کافرہ بھی ہو تو بھی اس کی ضرورت کا خیال رکھیں اور جان و مال سے اس کی خدمت اور مدد کریں۔

☆..... پانچواں حق یہ ہے کہ اگر ماں کے ذمہ اگر کوئی قرض ہو تو اولاد کو چاہئے کہ وہ خود ادا کرے۔

☆..... چھٹا حق یہ ہے کہ ماں سے جو ملنے والی ہیں مثلاً ماں کی بہنیں ماں کی رشتہ دار ماں کی سہیلیاں ان کے ساتھ بھی اسی طرح ادب سے پیش آئے کہ جس طرح ماں کے ساتھ ادب سے پیش آتا ہے۔

جہاں..... ساتواں حق یہ ہے کہ ماں کے انتقال کے بعد اس کے لئے دعائے مغفرت کرے نقلی صدقات یا عبادات کے ذریعہ اپنی ماں کو ثواب پہنچاتا رہے مغفرت کی دعا کرتا رہے یہ ماں کے حقوق ہیں، کس لئے؟ کہ اس ماں نے انسان کو انسان بنایا ہے۔

ماں سے زیادہ کتے سے پیار

اگر آپ کفر کے ماحول میں چلے جائیں تو آپ کو تو وہاں یہ نعمت نظر ہی نہیں آسکتی، چنانچہ ایک ملک کی ریاست میں ماں نے جوان بیٹے پر مقدمہ دائر کیا جو اخباروں کی زینت بنا، اور ٹی وی پر بھی نشر ہوا ماں نے کہا کہ میرا خاوند فوت ہو گیا اور میں جوان بیٹے کے ساتھ گھر میں رہتی ہوں میرا یہ بیٹا کتہا پالتا ہے، اور روزانہ تین گھنٹے اس کتے کے ساتھ ہی گزارتا ہے، اور میں ماں ہوں یہ میرے کمرے میں پانچ منٹ کے لئے نہیں آتا کہ میں اس کا چہرہ دیکھ لوں، لہذا عدالت میرے بیٹے کو حکم دے کہ یہ پانچ منٹ تو میرے پاس آ کر بیٹھا کرے، آخر میں ایک ہی گھر میں رہتی ہوں، بیٹے نے بھی وکیل کیا ماں نے بھی وکیل کیا اور دونوں طرف سے مقدمہ چلا اور آخر پر مقامی عدالت نے کہا کہ قانون کے مطابق بچے نے جو کتہا پالا تو کتا LIABILITY ہے اس کی ضرورت کا خیال بچے کو رکھنا پڑے گا تین گھنٹے تو کیا چھ گھنٹے بھی لگیں تو لگانے پڑیں گے رہ گئی بات ماں کی تو چونکہ بچے کی عمر اٹھارہ سال سے اوپر ہو چکی اب بچے پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں، ماں کو کوئی تکلیف ہے تو وہ حکومت سے رجوع کرے تو ہم اس کو بوڑھوں کے گھر کے اندر داخلہ دیدیں گے، اب بتائیں کہ جس ماحول میں ماں کا یہ مقام ہے آپ اپنے بچے کو وہ لباس پہناتی ہیں وہ زبان سکھاتی ہیں اور وہ طور طریقہ سمجھاتی ہیں، اسلئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچوں کی اٹھان اسلامی طور طریقوں پر کریں، اپنے بچوں کو نیک بنائیں، ماں کو تو محبت ہوتی ہے، اور ماں کی محبت الفاظ میں بیان ہی

چنانچہ حضرت عیسیٰ کی والدہ کا واقعہ کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے ان کو خوش خبری دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹا عطا کریں گے تو ان کے لئے یہ حیران کن بات تھی کیوں کہ وہ سمجھتی تھیں کہ بیٹا ہوتا ہے دو طریقوں سے یا انسان نکاح کرے یا انساں برائی یعنی زنا کرے اور یہ دونوں چیزیں میری زندگی میں نہیں ہیں تو میرا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ تو حضرت جبرئیل نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا دینا آسان ہے چنانچہ وہ حاملہ ہو گئیں، اب ان کو اپنے ماں باپ کی بدنامی کا ڈر ہوا، حمل کی مدت کو انہوں نے گزار لی، جب وضع حمل ہونے کا وقت آیا تو اس وقت بڑی پریشان تھیں، ان کی نیکی کے چرچے تھے ان کے خاندان کے نیکی کے تذکرے تھے اور اب انہیں ساری عزت خاک میں ملتی نظر آرہی تھی، اتنی پریشان تھیں کہ کہنے لگی ﴿يَا بَتْسَىٰ مَتَّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِيًّا نَسِيًّا﴾ وقت کی کمی کی وجہ سے میں اس پورے واقعہ کو تفصیل سے نہیں بیان کر سکتا بس اتنا بتا دیتا ہوں کہ جب بیٹا ہوا تو اللہ رب العزت نے انکو اطلاع دی کہ تم نے نہیں بولنا اگر تم سے کوئی پوچھے بھی تو بچے کی طرف اشارہ کر دینا ﴿فَاتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ﴾ چنانچہ جب وہ اپنے بچے کو لے کر اپنے گھر کی طرف واپس آئی لوگوں نے دیکھا کہ کنواری جوان لڑکی تھی اور یہ بچہ اٹھائے ہوئے آرہی ہے ﴿قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا﴾ کہنے لگے کہ اے مریم! تو یہ کیا طوفان چیز لے کر آگئی یہ تو ثبوت ہے کہ تم برائی کی مرتکب ہوئی ﴿فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ﴾ بی بی مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا اور زبان حال سے ان کو کہہ دیا کہ میرا سر نہ کھاؤ اسی بچے سے پوچھو، میں نے رحمٰن کے لئے روزہ رکھا ہے لہذا جب انہوں نے بچے کی طرف اشارہ کیا اب بچے بولتے تو نہیں ہیں مگر ماں کی عظمت دیکھئے کہ اللہ رب العزت اس ماں کے دل کے غم کو دور کرنے کے لئے اور پاک دامن ماں کے اوپر سے اس الزام کو

اتارنے کے لئے عام روٹین سے ہٹ کر یہ معاملہ کرتے ہیں کہ اس بچے کو بلواتے ہیں کہ اے بچے! اگرچہ بچے بچپن میں بولنا نہیں کرتے مگر تیری ماں کی پاکدامنی کا معاملہ ہے، الزام لگ رہا ہے لہذا تجھے بولنا ہوگا، چنانچہ حضرت عیسیٰؑ نے بچے تھے، ﴿قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اَنِیْ الْکِتَابُ وَجَعَلْنِیْ نَبِیًّا وَجَعَلْنِیْ مُبَارَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا وَبِرَّ اَبِیِّ اِلٰدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ذٰلِکَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ ؑ سُبْحٰنَ اللّٰهِ تَوَاللّٰہُ رَبُّ الْعِزَّتِیْ کے یہاں ماں کا بڑا مقام ہے۔

ماں کی محبت کا عجیب واقعہ

ماں کی محبت کے بارے میں ایک حقیقی واقعہ ہے ایک انجینئر تھا ماں باپ اس کے بڑھاپے کی عمر میں دیہات میں رہتے تھے اور یہ شہر میں نوکری کرتا تھا کار کوٹھی تھی، اسٹینٹس تھا، اچھی حالت تھی، اس نے شہر کے امیر گھرانے کی کسی حور پری سے شادی کر لی، اس لڑکی نے کہا کہ میں تو دیہات میں نہیں رہوں گی شہر میں رہوں گی ماں باپ نے بھی اجازت دیدی جب کبھی یہ ماں باپ سے ملنے جاتا تو بیوی اسے پریشان کرتی تم چلے جاتے ہو پچھلے تمہارے لئے مرجاتے ہیں تمہیں تو کوئی یاد ہی نہیں رہتا بس تم تو وہیں جا کر رہ جاؤ اس قسم کی جلی کٹی باتیں کرتی بچہ پریشان ہوتا، اسی دوران اس کو سعودی عرب جانے کا موقع ملا تو ماں باپ سے اس نے اجازت مانگی انہوں نے کہا بیٹے تم اپنا مستقبل اچھا بنانے کے لئے چلے جاؤ ہمارا اللہ مالک ہے، کبھی کبھی تم خط لکھتے رہنا، آتے رہنا، اس نے وعدے وعید تو سارے کر لئے لیکن جب سعودی عرب گیا تو وہاں کی نعمتوں والی زندگی میں جا کر مشغول ہو گیا وقتاً فوقتاً کبھی ماں باپ کو پیسے بھیج دیتا مگر تیرہ سال تک گھر واپس نہیں آیا ہر سال حج کرتا طبیعت میں نیکی تھی، ایک دن یہ حرم شریف میں کھڑا رہا تھا کسی نے دیکھا تو پوچھا کہ بھئی کیوں رو رہے ہو کہنے لگا کہ میں جب بھی حج کرتا ہوں

میں خواب میں دیکھتا ہوں کوئی کہنے والا کہتا ہے تمہارا جج قبول نہیں ہے وہ بھی اللہ والے تھے پہچان گئے ذرا حالات پوچھے تو انہوں نے فکر آؤٹ کر لیا کہ اس نے ماں باپ کے حقوق میں کوتاہی کی لہذا اس کو چاہئے کہ ان سے معافی مانگے، جب انہوں نے احساس دلایا تو بچے کو خیال آیا چنانچہ یہ واپس آیا اور تیاری کی اور وطن واپس آنے لگا تو بیوی نے آئیں بائیں کرنی شروع کر دی تو اس نے شیر کی نظر دیکھی اور کہا کہ تمہاری وجہ سے میں اتنا عرصہ اس حق تلفی کا مرتکب ہوا خبردار اب اگر تم نے بات کی تو میں تمہیں الگ کر دوں گا اب جب اس نے دیکھا کہ بیوی نے بہت سیریس نظر آتا ہے یہ بھیگی ملی بن کر ایک کونے میں بیٹھ گئی، بچہ گھر آیا جب اپنی بستی میں پہنچا اب اس کے دل میں خیال آ رہا تھا کہ پتہ نہیں تیرہ سال سے میرا کوئی رابطہ نہیں، فون اس زمانے میں دیہاتوں میں ہوتے نہیں تھے اور خط کبھی کبھی شروع میں لکھے تھے اور بعد میں خط کا بھی سلسلہ نہ رہا کہ پتہ نہیں میرے ماں باپ کس حال میں ہیں ایک دس بارہ سال کے بچے سے اس نے پوچھا کہ فلاں بوڑھے بڑھیا کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا جی بڑے میاں تو فوت ہو گئے اور بوڑھی ہے اس کو بھی فالج ہوا اور وہ بھی مرنے کے قریب ہے اور ان کا بیٹا ہے سنا ہے کہ سعودی عرب رہتا ہے پتہ نہیں کیسا منحوس ہے اس، نے کبھی ماں باپ کا خیال ہی نہیں کیا اس بچے کو کیا پتہ وہ اسی آدمی سے بات کر رہا ہے اب اس کے دل کو اور تکلیف ہوئی، اب یہ سوچنے لگا میں جاؤں گا میری امی تو مجھ سے بات ہی نہیں کرے گی میں امی کو پاؤں پکڑ کر مناؤں گا، میں ہاتھ جوڑ کر مناؤں گا، میں یوں کروں گا، میں یوں کروں گا، ساری پلاننگ کر کر کے جب یہ گھر پہنچا، دروازہ دیکھا تو کنڈی تو نہیں لگی ہوئی تھی کوڑے ملے ہوئے تھے اس نے دروازہ کھولا اندر آ گیا دیکھا کہ چار پائی پر اس کی والدہ لیٹی ہوئی ہے وہ بڑھیا بیچاری بڈیوں کا ڈھانچہ بیمار یوں کی وجہ سے بستر پر پڑی ہوئی تھی اس کے دل میں خیال آیا کہیں امی سوئی ہوئی نہ ہو اگر جاگ رہی ہوگی تو میں سلام کروں گا اور میں انتظار کروں گا جب

قریب آ کر دیکھا تو یہ حیران ہوا، اس کی ماں نے ہاتھ اٹھائے ہوئے دعائیں کر رہی ہے اس نے سوچا کہ امی کیا بول رہی ہے میں ذرا سنو تو صحیح والدہ کی بیٹائی تو نہیں تھی چنانچہ یہ قریب ہوتا گیا قریب ہوتا گیا قریب ہو کر جب اس نے سنا تو اس کی ماں یہ دعائیں کر رہی تھی اے اللہ میرا خاوند تو دنیا سے فوت ہو گیا میرا ایک ہی بیٹا ہے اللہ! اسے بخیریت واپس لوٹا دینا تاکہ جب میری موت آئے تو مجھے کوئی قبر میں اتارنے والا میرا کوئی محرم موجود ہو اندازہ لگائیے کہ بیٹا سوچ رہا ہے امی مجھ سے بات ہی نہیں کرے گی اور ماں کی محبت کا یہ حال کہ اس بڑھاپے میں بھی دعائیں مانگ رہی ہے اللہ میرے بیٹے کو بخیریت واپس لانا کہ اگر میری موت آجائے تو مجھے بھی کوئی قبر میں اتارنے والا میرا کوئی محرم ہو۔

قصہ ایک عظیم ماں کا

ماں کی محبت دیکھنی ہو تو سیدہ ہاجرہ صابرہ کی زندگی کو دیکھئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام ان کو اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ﴿يَوَادُّ غَيْرِ ذِي زُرْعَةٍ﴾ ایسی جگہ جس میں سبزے کا نام و نشان تک نہیں تھا وہاں چھوڑتے ہیں ایک مشک پانی کی اور چند خشک روٹیاں ہیں جب واپس آنے لگتے ہیں تو وہ پوچھتی ہیں آپ ہمیں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ خاموش؟ پھر پوچھتی ہیں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ خاموش، آخر نبی علیہ السلام کی صحبت یافتہ تھیں محرم راز تھیں پہچان گئیں تیسری مرتبہ سوال کرتی ہیں کیا آپ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا اشارہ میں ہاں، میں اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہا ہوں، تو ہاجرہ صابرہ آگے کہتی ہیں کہ اچھا پھر اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا، اس اللہ کی بندی کا ایمان دیکھئے ان کا یقین دیکھئے اللہ ایسا ایمان اور یقین ہماری بیویوں کو بھی عطا فرمائے، ہماری بیٹیوں کو بھی عطا فرمائے، ایسا اللہ نے ان کو یقین دیا، اب خاوند تو چلے گئے کوئی اور انسان وہاں قریب میں نہیں پانی کا نام و نشان قریب میں نہیں

جدھر دیکھو خشک پہاڑ انسان کا منہ چڑاتے نظر آتے ہیں، ایک مشک پانی کی کہاں تک چلتی چند روٹی کے ٹکڑے کتنے دن چلتے، ایک وقت آیا کہ پانی ختم ہو گیا، بچے کو پانی کی طلب تھی وہ رونے لگا اب ماں تڑپ اٹھی اسے یہ محسوس ہونے لگا کہ نہ میرے سینہ میں دودھ اتنا کہ بچے کو پلا سکوں نہ پانی کہ بچے کے منہ میں ڈال سکوں، میرے بیٹے کا کیا بنے گا اب اس ماں نے پریشان ہو کر اپنے بچے کو ایک چٹان کے سایہ میں سلا دیا، لٹا دیا اور خود پانی کی تلاش میں نکل پڑیں اب اللہ کی اس بندی کی ایک نظر بیٹے پر ہے اور ایک نظر پانی پر ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ دل بیٹے کی طرف متوجہ ہے اور آنکھ پانی کی طرف متوجہ ہے لہذا یہ پہاڑی کے ایک سرے سے بھاگتی ہے اور دوسرے سرے تک چلی جاتی ہے کبھی ادھر جاتی ہے کبھی ادھر جاتی ہے اس پریشان حال ماں کی محبت کی یہ کیفیت میرے مولیٰ کو اتنی پسند آئی کہ اللہ رب العزت نے اس ماں کے اس عمل کی یادگار قیامت تک جاری فرمادی اور اس عمل کو آنے والوں کے لئے حج کی سعی کا عمل بنا دیا اندازہ تو لگائیے کہ ماں کا اللہ کے یہاں کیا رتبہ ہے چنانچہ جب بچے کے قریب آئی تو اس نے کیا دیکھا کہ جب ماں کی یہ دعائیں ٹھیں اور دل کی تمنا تھی اور کیفیت تھی بیقراری تھی اللہ نے اس معصوم بچے کے پاؤں کے ذریعہ سے ان چٹانوں کے اندر سے پانی نکال دیا بی بی ہاجرہ صابره آتی ہیں اور اس کے گرد پتھر رکھ کر اسے زمزم کہتی ہیں ٹھہر جا ٹھہر جا پانی آ گیا اور یہ پانی کیا تھا آب شیریں تھا بلکہ میں تو یوں کہوں کہ یہ آب حیات تھا، اس سنگ لاخ زمین میں جہاں کوئی آبادی کا نام و نشان نہیں تھا زراعت نہیں تھی، اللہ نے ایک بیقرار ماں کے صدقہ اس کے معصوم بچے کے پاؤں سے یہ پانی کا چشمہ جاری کیا چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد قبیلہ بنو جرہم آ کر آباد ہو گیا اور یوں بیت اللہ کے قریب اللہ نے انسانوں کی آبادی کا انتظام فرمادیا چنانچہ اس کو ایک شاعر نے اشعار میں یوں کہا ۔

پیہر نے دعا کے بعد اس وادی سے رخ موڑا
 جناب ہاجرہ کو اور بچے کو یہیں چھوڑا
 جناب ہاجرہ بیٹھی تھیں اس وادی وحشت میں
 سنبھالے طفل عالی شان کو آغوشِ محبت میں
 وہاں صحرائی صحرا تھا چٹانیں ہی چٹانیں تھیں
 جناب ہاجرہ یا ایک بچہ دو ہی جانتیں تھیں
 نہ دانہ تھا نہ پانی تھا بھروسہ تھا فقط رب پر
 پڑی جب دھوپ کی گرمی تو جاں آنے لگی لب پر
 زمیں کا ذرہ ذرہ مہر کی صورت چمکتا تھا
 بہت بیتاب تھی ماں گود میں بچہ بلکتا تھا
 صفامروا پھر سو وہ تلاش آب میں دوڑی
 بلند و پست پر فکر مئے نایاب میں دوڑی
 کبھی اس سمت جاتی تھی کبھی اس سمت جاتی تھی
 خیال آتا تھا بچے کا تو فوراً لوٹ آتی تھی
 نہ ڈھونڈا نہ کچھ آثار پانی کے نظر آئے
 جدھر اٹھی نظر جھلے ہوئے نیلے نظر آئے
 قیامت کی گھڑی تھی پڑ گئے تھے پاؤں میں چھالے
 چلی جاتی تھی آنکھیں آب میں بچے میں دل ڈالے
 سنی آواز ننھے کے بلکنے کی اور رونے کی
 تڑپ اٹھی کہ ساعت آگئی جان کھونے کی

یہ وہ بیقراری کا وقت تھا کہ جب اللہ رب العزت نے ہاجرہ صابرہ کی بیقراری
 کے صدقہ آب زمزم عطا کیا، آج پوری دنیا کے مسلمان اس پانی سے برکتیں بھی
 حاصل کرتے ہیں اس کو پیتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نیت سے پیا جائے

اللہ تعالیٰ اس بندے کی دعا کو قبول فرما لیتے ہیں، بچے کی بیقرار می پر رحمت الہی کو جوش آگیا چنانچہ اس کی ایڑیوں کی رگڑ سے اللہ نے آب شیریں عطا فرمادیا۔
 جو بچے یا بچیاں یا جو عورتیں اپنی زندگی میں اپنی ماں کی خدمت نہیں کر سکیں حدیث پاک میں آتا ہے کہ ان کو چاہئے کہ ان کی وفات کے بعد ان کے لئے ایصال ثواب کریں اور ان کی جو رشتہ دار عورتیں تھیں خالہ تھیں یا سہیلیاں تھیں ان کے ساتھ اچھا سلوک رکھیں تو اللہ تعالیٰ اس کمی کو پورا فرمادیں گے بہر حال جنہوں نے خدمت نہ کی اور ان کی والدہ چلی گئی یہ ایک ایسی حسرت ہے جو کبھی بھی پوری نہیں ہو سکتی اس لئے علامہ اقبال نے اپنی والدہ کی یاد میں کہل

کس کو اب ہو گا وطن میں آہ میرا انتظار
 کون میرا خط نہ آنے پر رہے گا بیقرار
 خاک مرقد پر تری لے کر یہ فریاد آؤں گا
 اب دعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آؤں گا
 عمر بھر تیری محبت میری خدمت کر رہی
 میں تری خدمت کے قابل جب ہوا تو چل بسی
 آسمان تیری لحد پر شبِ نیم افشانی کرے
 سبز فاقہ رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

ہمیں چاہئے کہ اپنی ماں کی خدمت کر کے ہم ان کی دعائیں لیں ماں کی دعا اللہ کے یہاں بڑا درجہ رکھتی ہے۔

ایک اہم واقعہ

ایک واقعہ سنا کر یہ عاجز اپنی بات کو مکمل کرتا ہے ذرا توجہ کے ساتھ سنئے ایک سپاہی تھا فوج کا جس کا نام تھا بھنگلیں گھر میں بہت تنگی تھی، اس کے پاس ایک گھوڑا تھا، جس پر کبھی کبھی سوار ہو کر یہ شکار کھیلنے چلا جاتا تھا، شکار مل جاتا تو گھر میں کچھ کھانا پینا ہو جاتا نہ ملتا تو گھر میں فاقہ ہوتا، ایک مرتبہ یہ شکار کی نیت سے جا رہا تھا

کہ اس نے ایک ہرنی کو دیکھا جس کے ساتھ چھوٹا سا بچہ تھا، اس نے اپنا گھوڑا اس کے پیچھے جو بھگایا تو ہرنی تو بھاگ گئی مگر چھوٹا بچہ نہ بھاگ سکا، تو اس نے اس بچے کو پکڑ لیا، جب ماں نے دیکھا کہ میرے بچے کو اس آدمی نے پکڑ لیا تو بھاگتی ہوئی ہرنی پھر واپس آگئی اور اس نے اس کے قریب آ کر اس نے اپنی بیقراری کا اظہار کرنا شروع کر دیا، آسمان کی طرف منہ اٹھاتی تھی اور درد بھری آواز نکالتی تھی یہ رحم دل انسان تھا یہ سمجھ گیا یہ ماں ہے بیقرار ہے، میرا بیٹا اس شکاری کے ہاتھ میں چلا گیا، چنانچہ اس نے اس کی اس بیقراری کو دیکھتے ہوئے اس کے بچے کو چھوڑ دیا وہ ماں اپنے بچے کو لیکر چلی گئی واپس آیات کو سویا تو خواب میں اس کو نوح کا دیدار نصیب ہوا نوح نے ارشاد فرمایا کہ تو نے ایک ماں کی بیقراری کو دیکھ کر اس پر رحم کھایا، یہ تیرا عمل اللہ کو اتنا پسند آیا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دنیا کا تاج عطا فرمائیں گے، اور تو نے اس کا بیٹا واپس کیا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تجھے بھی بیٹا عطا فرمائیں گے، چنانچہ اس کے یہاں بیٹا ہوا، جس کا نام سلطان محمود غزنوی رکھا گیا جو پورے ہندوستان کا فاتح بنا اور اللہ رب العزت نے اس غریب بندے کو ایک بادشاہ کا باپ بننے کی توفیق عطا فرمائی، اگر جانور جیسی ماں کی بیقراری کا خیال رکھا جائے تو انسان کو دنیا کی شاہی ملتی ہے یہ نو جوان بچے اور بچیاں یہ بات کان کھول کر سن لیں اگر یہ اپنی ماں کی بیقراری کے دوران اس کے ساتھ محبت کا معاملہ کریں گے اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و دین کی بادشاہی عطا فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائیں اور ہمیں نیکو کاری اور پرہیزگاری کی زندگی نصیب فرمائیں

ایک ولی کی والدہ کی وفات

ایک ولی کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی والدہ کی وفات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا اے میرے پیارے! جس کی دعائیں تیری حفاظت کیا کرتی تھیں وہ ہستی ہمارے پاس آگئی ہے اب ذرا تم سنبھل کر قدم اٹھانا خوش نصیب ہیں وہ لوگ

جن کے والدین زندہ ہیں وہ خدمت کر کے اللہ کے یہاں اپنا مرتبہ بڑھالیں اور جن کے والدین فوت ہو گئے رمضان المبارک کے اس مہینہ میں ان کی طرف سے وہ صدقات کریں، خیرات کریں اور ان کے لئے دعائیں کریں اللہ رب العزت آگے ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمیں اس شریعت کے مسئلہ میں صحیح سمجھ نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

لب پہ ذکر اللہ کی تکرار ہو
دل میں ہر دم حق کا اتھار ہو
اس پہ تو کر لے اگر حاصلِ دام
پھر تو بس کچھ دن جینا پار ہو

مجذوبہ رتبہ علیہ

مناجات

ہوا و حرص والا دل بدل دے
 بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے
 گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں
 سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں
 کروں قربان اپنی ساری خوشیاں
 ہٹالوں آنکھ اپنی ماسوئی سے
 بہل فرما مسلسل یاد اپنی
 پڑا ہوں تیرے در پر دل شکستہ
 ترا ہو چاؤں اتنی آرزو ہے
 میری فریاد سن لے میری مولیٰ
 میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
 خدایا فضل فرما دل بدل دے
 بدل دے میرا راستہ دل بدل دے
 مزا آجائے مولیٰ دل بدل دے
 تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے
 جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے
 خدایا رحم فرما دل بدل دے
 رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے
 بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے
 بنالے اپنا بندہ دل بدل دے

ہوا و حرص والا دل بدل دے

میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾

رمضان المبارک مہینہ رحمت کا خزانہ

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب دامت برکاتہم

(نقشبندی مجددی)

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	ماہ رمضان المبارک کی اہمیت	۱۶۶	۱۵	روزہ دار کے لئے دو خوشیاں	۱۷۶
۲	سلف صالحین کے یہاں رمضان	۱۶۶	۱۶	حاضری کی دو جھٹتیں	۱۷۶
۳	مجدد الف ثانیؒ کا قول	۱۶۷	۱۷	جنتیوں کے لئے خصوصی داخلہ	۱۷۷
۴	حضرت علیؓ کا فرمان	۱۶۷	۱۸	لیلیۃ القدر	۱۷۸
۵	رمضان المبارک غمخواری کا مہینہ	۱۶۸	۱۹	رب کا سلام امت کے نام	۱۸۰
۶	نیکی کے منجگے دامن	۱۶۹	۲۰	جبریل علیہ السلام کی شان	۱۸۱
۷	شیاطین کی گرفتاری	۱۶۹	۲۱	لیلیۃ القدر کیسے پائیں؟	۱۸۲
۸	نیکیوں کا موسم	۱۷۰	۲۲	وقت کیسے ضائع ہوتا ہے؟	۱۸۳
۹	روزہ کے درجات	۱۷۱	۲۳	لیلیۃ القدر میں کیا مانگیں؟	۱۸۴
۱۰	مرتبہ میں فرق	۱۷۱	۲۴	اللہ رب العزت سے کیا کیا مانگیں؟	۱۸۵
۱۱	تین باتوں کا اہتمام	۱۷۲	۲۵	میں گنہگار کی	۱۸۹
۱۲	بوقت افطار دیا	۱۷۳	۲۶	کتے سے سبق لیں	۱۹۰
۱۳	ایک نکتہ	۱۷۳	۲۷	ایک کے طفیل گیارہ کی بخشش	۱۹۰
۱۴	افطار کے وقت ہماری غفلت	۱۷۴	۲۸	مجوسی جنت میں کیوں کر گیا؟	۱۹۱
			۲۹	آپ ﷺ نے فرشتوں سے کیا پوچھا	۱۹۱

اقتباس

اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

ایک اور نکتہ سمجھ لیجئے کہ شریعت نے حکم دیا کہ اگر کوئی مزدور کسی کے گھر میں مزدوری کرے اور وقت ختم ہو تو اس بندہ کو چاہئے کہ وہ اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کو مزدوری دیدے، جب شریعت ہم کمزوروں کو یہ حکم دیتی ہے کہ ہم مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کو مزدوری دیدیں تو کیا خیال ہے کہ جس بندہ نے اللہ رب العزت کیلئے سارا دن مزدوری کی روزہ رکھا بھوکا رہا پیاسا رہا، تکلیف اٹھائی اب جب اسکی افطاری کا وقت ہوگا تو کیا اللہ تعالیٰ اسکو فوراً مزدوری نہیں عطا فرمائیں گے، فرق اتنا ہے کہ جس مزدور کو ہم گھر میں لاتے ہیں کام کرنے کیلئے ہم اسکے ساتھ مزدوری طے کر لیتے ہیں کہ بھی اتنا تمہیں دیں گے تم ہمارا یہ کام کرو تو کام کرنے کے بعد ہم اسکو مزدوری ادا کر دیتے ہیں لیکن جو بڑے ہوتے ہیں وہ طے نہیں کرتے وہ کہتے ہیں جتنا کہو گے دے دیں گے تم ہمارا یہ کام کرو اسی لئے اللہ رب العزت نے بھی یہی معاملہ فرمایا کہ اے میرے پیارے محبوب کی امت کے روزہ دارو! تم میرے لئے روزہ رکھو اور جب افطاری کا وقت ہوگا تو میں تمہیں منہ مانگا انعام دوں گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى اما بعد
اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾

سبحان ربك رب العزة عما يصفون و سلام على المرسلين
والحمد لله رب العلمين

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

ماہ رمضان المبارک کی اہمیت

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا خزانہ ہے جتنی بھی آسمانی کتابیں
نازل ہوئی سب کی سب رمضان المبارک میں نازل ہوئیں، تورات، زبور،
انجیل، قرآن مجید یا جو صحیفے نازل ہوئے سب کے سب رمضان المبارک میں
نازل ہوئے، اس لئے یہ مہینہ اللہ رب العزت کی خصوصی رحمتوں کا مہینہ ہے،
اس کی رحمتوں کی انتہا دیکھئے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جو نبی رحمت ہیں وہ بھی اس
مہینہ کے آنے کا انتظار فرماتے تھے، چنانچہ ایک دعا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
ارشاد فرمائی [اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَ شَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا اِلٰى رَمَضَانَ]
”اے اللہ ہمیں رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور بخیریت ہمیں رمضان
المبارک تک پہنچا“ اللہ رب العزت کے محبوب جس مہینہ تک پہنچنے کی تمنا فرماتے
ہوں اس مہینہ کی برکت کا اندازہ تو اسی سے ہو سکتا ہے۔

سلف صالحین کے یہاں رمضان کا انتظار

کتابوں میں لکھا ہے کہ سلف صالحین چھ مہینہ تک رمضان المبارک کے آنے
کی دعائیں مانگا کرتے تھے، اور جب رمضان المبارک خوب عبادت کے ساتھ

گزار لیتے تو بقیہ چار پانچ مہینہ اللہ رب العزت سے اسکی قبولیت کی دعا مانگتے تھے، اس حد تک رمضان المبارک کا ان کے یہاں اہتمام تھا کہ جب کسی بندہ کی بزرگی کی بات کرنی ہوتی تو کہتے کہ فلاں بندہ نے زندگی کے اتنے رمضان گزارے، اس کے درجات بہت بلند ہیں۔

مجدد الف ثانی کا قول

امام ربانی حضرت مجدد ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کشف کی نظر سے اولیاء اللہ نے اللہ کی رحمتوں کی بارش کو جب اترتے ہوئے دیکھا تو پتہ چلا کہ سال کے باقی مہینوں کی رحمت دریا کے مانند ہے جبکہ رمضان المبارک کی رحمتیں سمندر کی مانند ہیں کہ جنکا کوئی کنارہ ہی نظر نہیں آتا، اس لئے وہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کا مہینہ انسان کے باقی سال کی لئے ایک نمونہ کے مانند ہیں [specimen] جس بندہ نے رمضان المبارک جس طریقہ سے گزارا اللہ تعالیٰ اسکو بقیہ سال اس طرح گزارنے کی توفیق عطا فرمادیتے ہیں، مثال کے طور پر اگر کوئی عورت چاہے کہ میں تہجد گزار بن جاؤں تو اسکو چاہئے کہ رمضان المبارک میں تہجد کی پابندی کرے، جو چاہے کہ میں اپنی آنکھوں کی حفاظت کروں اسکو چاہئے کہ رمضان المبارک میں اپنی آنکھوں کی حفاظت کرے جو چاہے کہ میں اپنی زبان کی حفاظت کر لوں رمضان المبارک میں زبان کی حفاظت کر لیں، جو جو عمل رمضان المبارک میں استقامت کے ساتھ وہ کرے گی اللہ رب العزت اپنی رحمت، قدرت، مشیت سے بقیہ سال اس عمل کو کرنے کی توفیق عطا فرما دیں گے۔

حضرت علی کا فرمان

حضرت علی فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ رب العزت نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو عذاب دینا ہوتا تو نہ رمضان عطا فرماتے نہ سورہ اخلاص عطا فرماتے،

یہ دوا ایسی نعمتیں ہیں۔

.....(۱) ایک رمضان المبارک

.....(۲) اور قرآن مجید میں قل ہو اللہ والی سورۃ، فرماتے تھے کہ ان دو چیزوں

کو دینے کے بعد یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نبی علیہ السلام کی امت کو عذاب دینے کا ارادہ نہیں رکھتے۔

رمضان المبارک غمخواری کا مہینہ

نبی علیہ السلام نے ایک مرتبہ شعبان کے آخری دن میں صحابہ کرام کو خطبہ دیا اور انکو بتایا کہ تمہارے اوپر ایک رحمت کا مہینہ آرہا ہے جس کے روزہ کو اللہ تعالیٰ نے فرض فرمایا اور رات کی عبادت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کا ذریعہ بنایا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شہر المواسات ہے، غم خواری کا مہینہ، ہمدردی کا مہینہ، یعنی انسان روزہ رکھتا ہے بھوکا پیاسا رہتا ہے تو نعمتوں کی قدر آتی ہے، دل میں احساس ہوتا ہے کہ جو لوگ عام سال کے دوران بھوکے پیاسے رہتے ہیں ان پر کیا گزرتی ہے، جنکے بچے بھوکے پیاسے رہتے ہیں انکے ماں باپ پر کیا گزرتی ہے، تو انسان کے دل میں دوسروں کا احساس پیدا ہوتا ہے، وہ دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے اور یہی انسانیت ہے، چنانچہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک بندہ سے فرمائیں گے کہ اے میرے بندے میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، میں بیمار تھا اور تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی، تو وہ بندہ بڑا حیران ہو کر پوچھے گا کہ اے پروردگار! آپ ان تمام چیزوں سے بلند و بالا ہیں منزہ اور مہری ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کائنات کے خزانوں کے مالک ہو کر آپ بھوکے پیاسے ہوں، اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائیں گے، کہ اے میرے بندے! فلاں موقع پر تیرا ایک ہمسایہ بھوکا تھا پیاسا تھا اگر تو اسے کھلا پلا دیتا تو ایسے ہی ہوتا جیسے تو نے مجھے کھلایا پلایا

ہو، اگر تو نے اسکی بیمار پرسی کی ہوتی تو ایسے ہی ہوتا جیسے تو نے میری بیمار پرسی کی ہوتی، اس وقت انسان کی آنکھ کھلے گی کہ اللہ رب العزت کے یہاں ایک دوسرے کے ساتھ الفت و محبت کی زندگی گزارنے کا کیا مقام ہے، تو یہ مہینہ غم خواری کا مہینہ ہے اب ذرا سوچئے! کہ جس مہینہ کا نام ہی غم خواری کا مہینہ ہوا اگر اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بندی اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے غم بیان کرے، اپنی پریشانیاں بیان کرے، اپنے دکھڑیں سنائیں، اپنی مشکلات کی تفصیل تنہائیوں میں بیٹھ کر دعا میں بتائیں تو پروردگار عالم اس کی غم خواری کیوں نہ فرمائیں؟ جس مہینہ کا نام ہی غم خواری کا مہینہ ہے، تو معلوم ہوا کہ ہم غمزدوں کے لئے خوشی کی بات ہے، ہم اپنے غم تہجد کے بعد تنہائیوں میں اپنے پروردگار کے سامنے دامن پھیلا کر بیان کریں، وہ پروردگار جس نے بندوں کو غم خواری کا حکم دیا وہ پروردگار خود بھی اپنے بندوں کی غم خواری فرمائے گا۔

نیکی کے مہنگے دام

اس مہینہ میں نیکی کا اجر زیادہ کر دیا جاتا ہے، چنانچہ اگر کوئی آدمی ایک فرض پر عمل کرے تو ستر فرض پر عمل کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے نفلی عمل کرے تو غیر رمضان میں گویا فرض پر عمل کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

شیاطین کی گرفتاری

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو بھیجتے ہیں فرماتے ہیں کہ جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کر دو تا کہ وہ میرے محبوب کی امت کے روزہ داروں کے روزوں کو خراب نہ کر سکے، تو گویا بڑے بڑے شیاطین تو قید ہو گئے اور انکو سمندر میں باندھ کر پھینک دیا جاتا ہے، اب اگر نیکی کے راستہ میں کوئی رکاوٹ ہے تو یا تو وہ چھوٹے چھوٹے شیطان ہیں جن کو شتو نگڑے کہتے ہیں یا تو پھر ہمارا اپنا نفس ہے، اسلئے رمضان المبارک میں عام طور سے انسان کو نیکی میں آسانی ہوتی ہے

اگر کسی کو رکاوٹ پیش آئے تو وہ سمجھ لیں، کہ میرا اپنا نفس اتنا خراب ہو چکا کہ اب شیطان کے بہکانے کی ضرورت ہی نہیں میرا نفس ہی مجھے ست کر دیتا ہے نیکی سے محروم کر دیتا ہے۔

نیکیوں کا موسم

یہ بھی حدیث پاک میں آیا کہ جو بندہ روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق اسکے لئے مغفرت کی دعائیں کرتی ہیں فرشتے بھی دعا کرتے ہیں ﴿وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا﴾ قرآن مجید میں ہے کہ فرشتے بھی ایمان والوں کیلئے استغفار کرتے ہیں اور ہوا میں پرندے، پانی میں مچھلیاں اور بلوں میں چوئیاں روزہ دار کی مغفرت کی دعا کرتی ہیں، کہتے ہیں کہ زبان خلاق کو نقارۂ خدا سمجھو تو جب پروردگار نے اتنی مخلوق کو دعا مانگنے پر لگا دیا تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمن کی مغفرت کرنا چاہتے ہیں، مؤمن کو چاہئے کہ اس مہینہ کی خوب قدر کریں، جیسے سیزن ہوتا ہے، بہار کا سیزن ہر طرف پھل پھول نظر آتے ہیں، خوشبوئیں ہوتی ہیں سبز لہلہاتے ہوئے درخت نظر آتے ہیں اسی طرح رمضان المبارک نیکیوں کا سیزن ہے اس میں انسان جتنی نیکیاں کمانا چاہے اتنی نیکیاں کمانا آسان ہے، بلکہ مختلف جگہوں پر دیکھا کہ بعض چیزوں کی Sale لگتی ہے Sale لگنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قیمتی چیزیں کم دام میں مل جاتی ہیں اگر قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک میں جنت کی Sale لگا دیتے ہیں تو آج کل جنت بہت سستی ملتی ہے بس ہاتھ اٹھا کر مانگنے کی بات ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی دکھانے کی بات ہے اور پروردگار تو جنت دینے کیلئے آمادہ ہے اسلئے حدیث پاک میں فرمایا کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ اے رضوان! جنت کے دروازوں کو کھول دے، اب سوچئے! کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت کے دروازوں کو کھول دیا

اور حدیث پاک میں یہ بھی آتا ہے کہ پورا سال جنت کو رمضان المبارک کیلئے سجایا جاتا ہے خوب صورت بنایا جاتا ہے اور پھر رمضان المبارک کی پہلی رات کو اسکے دروازے امت محمدیہ کے گنہگاروں کیلئے کھول دئے جاتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ میرے بندے رمضان المبارک کے روزہ رکھیں، نیکی کریں، تراویح پڑھیں اور ان عبادات کو کر کے جنت کے مستحق بن جائیں۔

روزہ کے درجات

روزہ کے درجات ہوتے ہیں

..... (۱) ایک تو یہ ہے کہ انسان سارے دن نہ کھائے نہ پئے نہ جماع کرے تو اس انسان نے بھی روزہ رکھ لیا، اس کو عوام الناس کا روزہ کہتے ہیں۔

..... (۲) دوسرا اس سے بلند درجہ کا روزہ ہے اسکو خواص کا روزہ کہتے ہیں خاص لوگوں کا روزہ، اولیاء کا روزہ، یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو کھانے، پینے، اور میاں بیوی والے کام سے تو پرہیز کرتے ہی ہیں اور مزید یہ کہ اپنے جسم کے اعضاء کو گناہوں سے بچاتے ہیں، آنکھ کا پرہیز، زبان کا پرہیز، کان کا پرہیز، سارے اعضاء کو گناہوں سے بچاتے ہیں، لہذا ان کا روزہ اور بلند درجہ کا ہوتا ہے۔

..... (۳) اور ایک تیسرا درجہ ہے جسکو کہتے ہیں انحص الخواص کا روزہ بہت ہی بڑے اولیاء کا روزہ، عارفین کا روزہ، یہ وہ لوگ ہیں جو کھانے پینے جماع سے بھی پرہیز کرتے ہیں، جسم کے اعضاء کو گناہوں سے بھی بچاتے ہیں اور سارے دن میں ایک لمحہ بھی اپنے دل کو اللہ سے غافل نہیں ہونے دیتے، یہ سب سے اعلیٰ درجہ کا روزہ ہے۔

مرتبہ میں فرق

دیکھئے ایک من وزن لوہے کا، چاندی کا، یا سونے کا تو وزن تو ایک جیسا لیکن

ایک من لوہے کی قیمت اور ہے، چاندی کی قیمت اور ہے، اور سونے کی قیمت کچھ اور ہے، تو روزہ تو سب نے دن میں ایک ہی رکھا مگر جس نے عام لوگوں کا روزہ رکھا اسکو لوہے کا بھاؤ دیں گے، جس نے صالحین کا روزہ رکھا اسکو چاندی کا بھاؤ دیں گے اور جس نے عارفین کا روزہ رکھا اسکو سونے کا بھاؤ عطا فرمائیں گے اور اگر روزہ رکھ کر گناہ کرتے رہے تو ویسکرین کے تماشے دیکھے، گانے سنے، غیبتیں کیں، لوگوں کے دل دکھائے تو پھر ایسے پر مٹی کا بھاؤ بھی نہیں لگائیں گے، اسلئے حدیث پاک میں فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو روزہ رکھنے کے بعد بھوکا اور پیاسا رہنے کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا تو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے روزہ کو کامل درجہ کا روزہ بنائیں۔

تین باتوں کا اہتمام

ام المؤمنین فرماتی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان المبارک میں تین باتوں کا بہت اہتمام فرماتے تھے،

(۱)..... ایک تو یہ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان المبارک میں دعاؤں میں بہت زیادہ گریہ و زاری فرماتے تھے۔

(۲)..... اور دوسری بات یہ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عبادت میں بہت زیادہ مجاہدہ فرماتے تھے

(۳)..... اور تیسری بات یہ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مال اس طرح خرچ کرتے تھے کہ جس طرح بھاگنے والا کوئی گھوڑا ہوتا ہے۔

بوقت افطار دعا

رمضان المبارک میں قبولیت دعا کے بڑے اوقات ہیں، ایک بات پر ذرا غور کیجئے گا ساری مستورات ذرا توجہ سے بات سنیں ایک نکتہ سمجھنا مقصود ہے اگر بالفرض اللہ کا کوئی بڑا کامل ولی، کوئی بڑا عارف، کوئی بڑا نیک متقی، پاک باز

انسان آپ کو یہ بتائے کہ مجھے کشف میں یا خواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس وقت آپ جو دعائیں مانگیں گی وہ قبول ہوگی یہ قبولیت دعا کا وقت ہے تو یہ بات سنکر آپ کیسی دعائیں مانگیں گی؟ خوب رورو کر، بڑی توجہ کے ساتھ، بڑی آہ و زاری کے ساتھ اپنے لئے بھی مانگیں گی، گھربار کیلئے بھی مانگیں گی، رشتہ داروں کیلئے بھی، عام مسلمانوں کیلئے بھی، سب کیلئے آپ اچھی اچھی دعائیں مانگیں گی اور آپ کہیں گی کہ میں بڑی خوش نصیب ہوں کہ مجھے پتہ چل گیا کہ اس وقت کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، تو جتنی دعائیں میں مانگ سکتی ہوں اتنی دعائیں میں مانگ لوں اگر ولی کے کہنے پر آپ کی یہ کیفیت ہے تو ولیوں کے سردار، فرشتوں کے سردار، انبیاء اور رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار آدمی افطار کے وقت جو دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے، تو اب ہمیں افطار کے وقت کتنے اہتمام سے دعائیں مانگنی چاہئیں، ہماری زبانیں جھوٹی سہی مگر محبوب نے سچی زبان سے فرمادیا اللہ رب العزت انکی اس سچی زبان کی لاج رکھتے ہوئے ہم گنہگاروں کی جھوٹی زبانوں سے نکلی ہوئی دعاؤں کو قبول فرمائیں گے اگر کسی آدمی کا بیٹا [commitment] وعدہ کر لے تو باپ اس کی لاج رکھتا ہے، تو کیا خیال ہے کہ اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمادیا تو اللہ رب العزت اپنے محبوب کی لاج نہیں رکھیں گے۔

ایک نکتہ

ایک اور نکتہ سمجھ لیجئے کہ شریعت نے حکم دیا کہ اگر کوئی مزدور کسی کے گھر میں مزدوری کرے اور وقت ختم ہو تو اس بندہ کو چاہئے کہ وہ اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کو مزدوری دیدے، جب شریعت ہم کمزوروں کو یہ حکم دیتی ہے کہ ہم مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کو مزدوری دیدیں تو کیا خیال ہے کہ جس بندہ نے اللہ رب العزت کیلئے سارا دن مزدوری کی روزہ رکھا بھوکا رہا پیاسا رہا، تکلیف اٹھائی اب جب اسکی افطاری کا وقت ہوگا تو کیا اللہ تعالیٰ اس کو فوراً مزدوری نہیں عطا فرمائیں گے بفرق اتنا ہے کہ جس مزدور کو ہم گھر میں لاتے ہیں

کام کرنے کیلئے ہم اسکے ساتھ مزدوری طے کر لیتے ہیں کہ بھی اتنا تمہیں دیں گے تم ہمارا یہ کام کر دو تو کام کرنے کے بعد ہم اسکو مزدوری ادا کر دیتے ہیں لیکن جو بڑے ہوتے ہیں وہ طے نہیں کرتے وہ کہتے ہیں جتنا کہو گے دے دیں گے، تم ہمارا یہ کام کر دو اسی لئے اللہ رب العزت نے بھی یہی معاملہ فرمایا کہ اے میرے پیارے محبوب کی امت کے روزہ دارو! تم میرے لئے روزہ رکھو اور جب افطاری کا وقت ہوگا تو میں تمہیں منہ مانگا انعام دوں گا، جو تم مانگو گے میں پروردگار تمہارے مانگنے کے مطابق تمہیں عطا کروں گا مانگنا تمہارا کام ہے اور تمہارے دامن کو بھر دینا یہ میرا کام ہے، اسلئے فرمایا کہ روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے۔

افطار کے وقت ہماری غفلت

حدیث پاک میں یہ جو فرمایا اس کا کیا مطلب؟ کہ اللہ تعالیٰ روزہ دار کو افطاری کے وقت منہ مانگا انعام عطا فرماتے ہیں، اچھا اگر کوئی بندہ اس وقت انعام مانگے ہی نہیں تو اسکو کیا ملے گا؟ اور ہماری اکثر ماں بہنوں کا یہی حال ہے کہ افطار کی چیزیں بنانے میں اور دسترخوان سجانے میں ایسی مشغول ہو جاتی ہیں کہ ان کو پتہ نا پڑتا ہے کہ جی روزہ کے افطار کا وقت ہو چکا اب تم بھی افطار کر لو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ مزدور ہے جس نے مزدوری تو کی لیکن جب دینے والے نے کہا کہ کتنا چاہئے تو اسکو مانگنا ہی یاد نہیں تھا، اس سے بڑی غفلت اور کیا ہو سکتی ہے عورتوں کو چاہئے کہ اپنے خاوندوں کو یہ بات سمجھائیں کہ افطار کی ہر چیز آدھا گھنٹہ پہلے تیار ہو کر دسترخوان پر پہنچ جائے اور آخری آدھا گھنٹہ بجائے اسکے کہ ہم کچن میں چولھے پر کھڑی ہوں اور کبھی ایک چیز تلی جا رہی ہے کبھی دوسری چیز پک رہی ہے اس میں لگنے کے بجائے یہ آدھا گھنٹہ یا بیس منٹ مصلے پر بیٹھ کر اللہ رب العزت سے دعائیں مانگیں، عورتیں اپنے گھر کے سب بچوں کو اپنے پاس بٹھالیا کریں اور معصوم بچوں کو کہیں کہ وہ بھی ہاتھ اٹھائیں اور دعائیں مانگیں اگر بڑوں نے گناہ کئے

تو چھوٹے تو معصوم ہیں کیا پتہ انکے معصوم ہاتھوں کے اٹھنے پر ہی اللہ کو رحم آ جائے اور اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول فرمالیں، اسلئے عورتوں کو چاہئے کہ افطاری کے اس وقت کی قدر کریں اور اگر کسی گھر میں ایک ہی عورت ہے اور اسکے لئے کھانا پکانا بھی ضروری ہے تو دعا تو دل سے مانگی جاتی ہے ہاتھ سے تو نہیں مانگی جاتی تو ہاتھ کام کاج میں مشغول ہوں اور آپ اس حال میں بھی دل ہی دل میں اللہ سے دعائیں مانگ رہی ہوں، گویا آپ بھی اس وقت میں اپنے رب سے منہ مانگا انعام حاصل کر سکتی ہیں۔

اچھا آپ سے اگر کوئی پوچھے کہ آپ کی کوئی پریشانی ہو تو ہم ختم کر دیتے ہیں تو آپ سب سے پہلے بتائیں گی کہ جی میری یہ بھی پریشانی ہے، یہ بھی پریشانی ہے، ایک فہرست گتوائیں گی اور پھر کہیں گی کہ اگر میری یہ سب پریشانیاں دور ہو جائیں تو مجھے سکھ کا سانس نصیب ہو جائے، اللہ تعالیٰ جب افطاری کے وقت منہ مانگا انعام دینا چاہتے ہیں، تو آپ اپنے سب غم، سب دکھ سب پریشانیاں اپنے رب کو سنایا کریں، اپنے رب کے سامنے پیش کیا کریں، سارا سال جو تم دوسروں کے سامنے دکھڑے روتی ہیں، خاوند اچھا سلوک نہیں کرتا مجھ پر توجہ نہیں دیتا، خاوند کی نظر باہر کسی طرف ہے اگر یہ سارے دکھڑے آپ نے سارا سال مخلوق کے سامنے کرنے ہیں تو مخلوق تو ساری محتاج ہے جس کے سامنے آپ دکھ کہہ رہی ہوتی ہیں وہ خود دکھوں والی ہوتی ہیں، تو اس کا کیا فائدہ؟ اب آپ اپنے دکھ اس پروردگار کے سامنے کہیں جو سب کے دکھوں کو دور کرنے والا اور سب کی مشکلات اور پریشانیوں کو حل کرنے والا ہے لہذا افطاری کے وقت میں آپ اپنی زندگی اور آخرت کی بہتری کیلئے خوب دل کھول کر دعا مانگا کریں، ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ! مجھے آپ اتنے ملین ڈالر عطا کر دیجئے تو سننے والے نے کہا اتنے زیادہ؟ تو اس نے کہا بھئی آپ سے نہیں مانگے پروردگار سے مانگے ہیں تو یہ دعا جو آپ مانگیں گی کسی بندہ سے نہیں مانگ رہی بندوں کے پروردگار سے مانگ رہی

ہیں، جس ذات نے کہا کہ میرے ہاتھ میں زمین و آسمان کے خزانہ ہیں، اب جب اس سے مانگیں گی تو آپ محسوس کریں گی کہ مانگنے والی کا دامن چھوٹا ہے اور پروردگار کا دینا اس سے بہت زیادہ ہے۔

ٹوٹے رشتے وہ جوڑ دیتا ہے
بات رب پے جو چھوڑ دیتا ہے
اسکے جود و کرم کا کیا کہنا
لاکھ مانگو وہ کڑوڑ دیتا ہے

روزہ دار کے لئے دو خوشیاں

وہ پروردگار تو ہمارے مانگنے سے بڑھ کر ہمیں عطا فرماتا ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہوتی ہیں،

..... (۱) [فَرْحَةٌ عِنْدَ الْإِفْطَارِ] ایک تو جب روزہ افطار کرتا ہے اس وقت اسکو خوشی ہوتی ہے اس وقت کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

..... (۲) اور ایک فرمایا [فَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ الرَّحْمَنِ] کہ جب قیامت کے دن روزہ دار آدمی اللہ رب العزت سے ملے گا تو، اس وقت بھی اسکو خوشی نصیب ہوگی کیوں خوشی ہوگی؟ اسلئے کہ اللہ رب العزت اس کا استقبال فرمائیں گے چنانچہ حدیث پاک میں ہے کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے یہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر مسکرائیں گے اور پروردگار انکو دیکھ کر مسکرائیں گے اور انکا استقبال فرمائیں گے۔

حاضری کی دو حیثیتیں

ذرا غور کریں! کہ رشتہ داروں میں کچھ ایسے بھی گھر ہوتے ہیں کہ وہ عورتیں آپ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتیں اب خاوند آپ کو کہیں کہ چلو اس گھر چلنا ہے تو آپ انکار کریں گی، آپ کہیں گی کہ مجھے تو وہاں نہیں جانا وہ عورتیں تو مجھ سے کلام کر کے

راضی نہیں، میرے لئے تو وہاں پانچ منٹ گزارنے مصیبت ہیں، میں تو اس گھر میں جانا ہی نہیں چاہتی تو جس گھر کی عورتیں آپ کا استقبال نہیں کرتیں، آپ سے اچھا سلوک نہیں کرتیں، آپ وہاں جانا ہی پسند نہیں کرتیں۔

اور کہیں آپ کا بہت قرب کا تعلق ہوتا ہے محبت کا تعلق ہوتا ہے خاوند جانا نہیں چاہتا آپ مجبور کر کے لے جائیں گی کہ جی فلاں گھر والوں نے دعوت دی ہے، تو مجھے تو وہاں ضرور جانا ہے انھوں نے بلایا ہے تو جو آپ سے محبت کا سلوک کرتی ہے آپ ضد کر کے وہاں پہنچتی ہیں اور جو نہیں کرتیں کہنے کے باوجود آپ وہاں نہیں جاتیں اگر دنیا میں یہ معاملہ ہے تو سوچئے! کہ قیامت کے دن دو حال میں انسان اللہ کے سامنے پیش ہوگا ایک تو نیکوکار بن کر، جو اللہ رب العزت کا دیدار کرے گا اور پروردگار خوشی سے اسکا استقبال کریں گے اور دوسرا گنہگار کی شکل میں اور گنہگار کیسے اللہ کے سامنے پیش ہوگا؟ قرآن مجید میں فرما دیا ﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ اگر تم دیکھ سکتے کہ کافر قیامت کے دن کس حال میں اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہوں گے ان کے سر جھکے ہوں گے اور وہ رب کے سامنے اپنی نگاہ اٹھا بھی نہیں سکیں گے اب ہم سوچیں کہ ہم ان دونوں حالتوں میں سے کس حال میں اللہ رب العزت کے سامنے پیش ہونا چاہتے ہیں، تو دل سے جواب آئے گا کہ نہیں، ہم تو اللہ تعالیٰ سے اسکے محبوب بندے، مقبول بندے، اسکے دوست بن کر پیش ہونا چاہتے ہیں تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے روزوں کو صحیح انداز، آداب سے رکھیں اور افطاری کے وقت دعا کریں کہ اے اللہ! ہمیں یہاں پر مغفرت عطا کر کے خوشی عطا فرما اور جب قیامت کے دن آپ کے سامنے حاضری ہو تو اے اللہ! وہاں بھی مسکرا کر ہمیں اپنی تجلی نصیب فرمانا۔

جنتیوں کے لئے خصوصی داخلہ

چنانچہ کتنے لوگ ہو گئے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے

﴿وَجُودَةٌ يُؤْمِنُ بِهَا رَبُّهَا نَاطِقَةٌ﴾ کیسے خوش نصیب لوگ ہونگے انکو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا قیامت کے دن اسلئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جس کا نام باب الریان ہے یہ [special] دروازہ ہے اس سے وہ لوگ داخل ہوں گے جو آداب اور اہتمام کے ساتھ اپنے روزوں کو مکمل کیا کرتے تھے، اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جیسے آپ کسی ملک میں اترے تو وہاں پر [امیگریشن] والے ہوتے ہیں انھوں نے لائسنس بنائی ہوتی ہیں تو بیرون ملک کے لوگوں کیلئے علیحدہ لائسنس اور جو ملکی لوگ ہوتے ہیں وطنی ہوتے ہیں انکے لئے علیحدہ لائسنس تو وطنی لوگ بہت جلدی نکلتے چلے جاتے ہیں، نہ انکو کاغذ بھرنے پڑتے ہیں نہ کوئی اور سلسلہ نہ پوچھ گچھ ہوتی ہے نہ ویزے کی چیکنگ بس وہ پاسپورٹ دکھاتے ہیں ٹمپ لگتا ہے اور چلتے چلے جاتے ہیں تیز لائن ہوتی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت کے آٹھ دروازوں میں ایک دروازہ روزہ داروں کیلئے بنائیں گے جنہوں نے اہتمام سے روزہ رکھے ہو وادھر سے انھیں [fast track] کے اوپر سے جنت میں لے جائیں گے، تو دو وقت بہت خاص ہیں، ایک افطاری کا وقت اور ایک دوسرا وقت ہے جس کو سحری کا وقت کہتے ہیں۔

لیلۃ القدر

ایک مرتبہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کے احوال بتائے اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کے چار لوگ ایسے تھے کہ جنہوں نے اسی سال اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کی کہ ایک لمحہ کیلئے بھی نافرمانی نہیں کی، صحابہ کرام نے جب یہ سنا تو انکے دل میں یہ حسرت ہوئی کہ کاش ہمیں بھی اتنی لمبی زندگی عبادت گزاری کے لئے مل جاتی، تو انکی اس کیفیت کو دیکھ کر رب کریم نے سورۃ القدر نازل فرمائی جس میں فرمایا کہ اس میں ایک رات ایسی ہے جس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں، ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ اس کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی زیادہ بہتر

ہے، اب ہزار مہینوں کے اگر سال بنا لیں تو ۸۳ سال سے کچھ اوپر بنتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو بندہ رمضان المبارک کی اس رات میں عبادت کا ثواب پالے گا اس نے گویا ۸۳ سال کی عبادت کا ثواب پالیا اور آج کل ہمارے زمانہ کے لوگوں کی عمر ۶۰ اور ۷۰ کے درمیان ہیں ۸۰ تک تو مشکل سے ہی لوگ پہنچتے ہیں تو گویا ایک رات کی عبادت ایک طرف اور ساری زندگی کی عبادت ایک طرف، تو جب اتنا خاص معاملہ ہے تو ہر مؤمن کے دل میں یہ تڑپ ہونی چاہئے کہ ہمیں لیلۃ القدر میں عبادت کرنے کا ثواب نصیب ہو جائے۔

یہ کونسی رات ہے اسکے بارے میں ہمیں معلوم نہیں مگر حدیث پاک میں کچھ اشارے کر دیئے گئے ہیں:

۱..... ایک تو یہ فرمایا گیا کہ یہ سال کی کوئی بھی رات ہو سکتی ہے۔

۲..... دوسرا فرمایا کہ رمضان المبارک کی رات ہوتی ہے۔

۳..... تیسری جگہ فرمایا رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں سے کوئی رات ہوتی ہے۔

۴..... اور ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ آخری دس دنوں میں سے جو طاق عدد ہیں، طاق راتیں ہوتی ہیں اس میں سے کوئی رات ہوتی ہے یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے مزید روایتیں اسی کی ہیں اب اس عشرہ میں لیلۃ القدر تلاش کرنے کیلئے اعتکاف میں بیٹھتے ہیں، اسلئے محکف ہر رات میں قیام الیل کریں، تاکہ انکو لیلۃ القدر میں قیام کا ثواب نصیب ہو جائے۔

اب یہ رات کونسی ہے؟ اس بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے تاہم بزرگوں نے کہا کہ اللہ رب العزت کو سات کا عدد پسند ہے آسمان بھی سات ہیں، زمینیں بھی سات ہیں، انسان کے اعضاء جن سے وہ اللہ رب العزت کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے وہ بھی سات ہیں، اور سات طرح کا جسمانی رزق دیا ﴿فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا وَعَنْبًا وَقُنُطَبًا وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا وَحَدَاقًا غُلْبًا وَفَاجَهَةً وَآبًا﴾

تو اس آیت میں سات قسم کا جسمانی رزق عطا کر دیا گیا تو اس سے مفسرین نے کہا کہ اللہ رب العزت نے انسان کو روحانی رزق کی رات بھی وہی عطا کی ہوگی جو سات والی ہے، لہذا ۷۲ کی رات زیادہ غالب ہے کہ وہ لیلۃ القدر کی رات ہو، بعض مفسرین نے اس میں ایک نکتہ اور دے دیا وہ فرماتے ہیں کہ دیکھو! لیلۃ القدر کا جو لفظ ہے اس میں نو حروف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اسکو تین مرتبہ سورت میں فرمایا ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ تو نو حروف ہیں اور تین مرتبہ لفظ استعمال ہوا تو معلوم ہوتا ہے کہ ستائیسویں رات لیلۃ القدر کی رات ہوتی ہے۔

رب کا سلام امت کے نام

اس رات میں اللہ رب العزت کی طرف سے مومنوں کیلئے بڑی برکتیں اور رحمتیں ہوتی ہیں، چنانچہ مومنوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام اترتے ہیں ”سلامتی کے پیغام“ جبریل علیہ السلام فرشتوں کو لے کر آتے ہیں اور اس رات میں عبادت کرنے والوں سے مصافحہ کرتے ہیں، کتابوں میں لکھا ہے کہ اس رات میں کوئی آدمی ویسے ہی جاگ رہا ہوتا ہے تو عام فرشتے اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور اگر کوئی آدمی اللہ کا ذکر کر رہا ہوتا ہے جاگتے ہوئے تو جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور اگر کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو تو اس نماز پڑھنے والے پر اللہ رب العزت سلام بھیجتے ہیں یہ اس امت کی خوش نصیبی ہے کہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام بھیجے گئے حالانکہ یہ اولو العزم انبیاء کو نعمتیں نصیب ہوئیں،

دیکھئے حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿سَلَامٌ عَلَى نُوحٍ فِي الْعُلُوبِ﴾ ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ﴿سَلَامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ﴾ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ

علیہ السلام پر سلام بھیجے گئے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ﴿وَالسَّلَامُ عَلٰی یَوْمٍ وَلِذٰلِكَ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُنْعَمْتُ حَیًّا﴾ اللہ تعالیٰ نبی علیہ السلام پر سلام بھیجے تو یہ وہ نعمتیں تھیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو عطا فرمائیں لیکن نبی علیہ السلام نے اس امت کیلئے اتنی دعائیں کیں اتنی دعائیں کیں کہ پُروردگار ان دعاؤں سے اتنا خوش ہوئے ان دعاؤں کو بہانہ بنا کر، سبب بنا کر اس گنہگار امت پر بھی سلام بھیجا ﴿تَنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرِ سَلَامٌ﴾ دیکھئے اس گنہگار امت پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہو رہی ہے لہذا اپنا چلا کہ اللہ رب العزت اس امت کو نعمتیں عطا فرمانا چاہتے ہیں اور اس امت کا اکرام کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ اس امت کو بھی اللہ تعالیٰ نے وہی [protocol] دے دیا جو پہلے وقت کے اولوا العزم انبیاء کو ملا کرتا تھا۔

جبریل علیہ السلام کی شان

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب وہ رات آتی ہے تو جبریل علیہ السلام چار جھنڈے لے کر اترتے ہیں اور ایک جھنڈا جسکو لواء رحمت کہتے ہیں رحمت کا جھنڈا اس کو بیت اللہ پر نصب کر دیتے ہیں، ایک کو لواء مغفرت کہتے ہیں مغفرت کا جھنڈا اسکو مسجد نبوی پر لگا دیتے ہیں اور ایک لواء کرامت ہے اسکو بیت المقدس پر لگا دیتے ہیں اور ایک لواء حمد ہے اسکو زمیں و آسمان کے درمیان نصب کر دیتے ہیں پھر اس امت محمدیہ کے وہ لوگ جو اس رات میں بیٹھے ہوئے دعائیں کرتے ہیں یہ فرشتے ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں اب سوچئے اللہ تعالیٰ کے فرشتے اگر ہماری دعاؤں پر آمین کہتے ہیں تو پھر کیا بات ہے۔

اب بھی نہ ہو قبول تو قسمت کی بات ہے

آمین کہہ رہے ہیں وہ میری دعا کے ساتھ

لیلۃ القدر کیسے پائیں؟

تو ہماری دعاؤں پر اللہ کے فرشتے آمین کہیں اس سے بڑھ کر ہمارے لئے اور کیا بڑی نعمت ہو سکتی ہے اسلئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو لوگ ان دنوں میں روزے رکھیں گے، جب اللہ تعالیٰ کے یہاں قیامت کے دن جائیں گے باب الریان میں سے انھیں گزارا جائیگا تو فرشتیں انھیں کہیں گے ﴿كُلُّوْا وَ اشْرَبُوْا هٰنِیْثًا بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ﴾ تو مفسرین نے ایک تفسیر یہ بھی لکھی کہ یہ وہ روزہ دار ہونگے جو اللہ کیلئے بھوکے رہے پیاسے رہے تو پروردگار انھیں خوش خبریاں دیں گے فرشتے کہیں گے او اللہ کیلئے بھوکے رہنے والوں، پیاسے رہنے والوں! آؤ جنت کی نعمتیں تمہارے لئے ہیں ﴿كُلُّوْا وَ اشْرَبُوْا هٰنِیْثًا بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ﴾

اب دل تو چاہتا ہے ہر بندہ کا کہ لیلۃ القدر مجھے عبادت کی سعادت نصیب ہو لیکن وہ نعمتیں کب نازل ہوتی ہیں رحمتیں کب نازل ہوتی ہیں؟ جبریل علیہ السلام کب نازل ہوتے ہیں؟ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں تو ممکن ہے ہم گیارہ بجے تک عبادت کریں اور یہ رحمتوں کا نزول اسکے بعد ہو، ممکن ہے کہ ہم بارہ بجے تک عبادت کریں اور ان خاص رحمتوں کا نزول اسکے بعد ہو، ممکن ہے ہم دو بجے تک عبادت کریں اور ان رحمتوں کا نزول اسکے بعد شروع ہو، ﴿تَنْزِیْلُ الْمَلٰٓئِكَةِ﴾ ملائکہ نازل ہوتے ہیں اب کب نازل ہوتے ہیں اسکا تو ہمیں علم نہیں ہے، لیکن قرآن مجید سے ایک اشارہ ملتا ہے اور وہ بڑا مزہ کا ہے پروردگار عالم نے ایک طرف تو بات چھپائی لیکن دوسری طرف بندوں کو راہ بھی دکھائی جیسے ماں بچے کو کچھ دینا چاہتی ہے تو وہ چھپا دیتی ہے مگر کچھ ڈائریکشن [direction] بھی دیتی ہے دل میں ہوتا ہے کہ میں نے اسکو محروم تو نہیں کرنا تھوڑی سی کوشش کرے گا تو اسے مل جائیگا تو ایک طرف تو چھپائی بھی جاتی ہے اور دوسری طرف اشارہ سے

بتائی بھی جاتی ہے یوں ہی لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ لیلۃ القدر کو ایک طرف تو چھپا بھی دیا کہ اسکو تم ڈھونڈنے کیلئے اعتکاف میں بیٹھو راتوں کو جاگو مگر دوسری طرف اشارہ بھی کر گئے یہ [open secret] ہے پروردگار کا کہنے کو تو راز ہے مگر اس راز کو ایک طرف سے بتا بھی گئے وہ کیا؟ کہ پروردگار نے یہ بتا دیا کہ جب وہ فرشتے نازل ہوتے ہیں تو ﴿جَنَى حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ وہ برکتیں طلوع فجر تک نازل ہوتی رہتی ہیں، اب ہمیں یہ تو نہیں پتہ کہ وہ کس رات میں کس وقت شروع ہوں گی لیکن اتنا پتہ ہے کہ جو رات بھی ہوگی اور جب بھی اس میں وہ رحمتیں نازل ہوں گی تو وہ رحمتیں سحری کا وقت ختم ہونے تک جاری رہیں گی اب یہاں سے ہمیں ایک نکتہ مل گیا کہ اگر ہم روزہ رکھنے کیلئے ایک گھنٹہ پہلے اٹھ جائیں وقت ختم ہونے سے اور اس میں ہم آدھا گھنٹہ اپنے روزہ رکھنے میں لگا لیں کھانے پینے میں استعمال کر لیں اور جو آخری آدھا گھنٹہ ہے اگر اسکو ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں، ذکر میں، تلاوت میں اور دعائیں مانگنے میں لگا دیں تو جب بھی وہ رمضان کی رات ہوگی چونکہ اس کی رحمتیں مطلع فجر تک رہتی ہیں جو آخری وقت ختم ہوتا ہے کھانے پینے کا اس وقت تک رحمتیں نازل ہوتی ہیں، تو گویا اس آخری گھنٹہ میں رمضان کے تیس دن میں جو عبادت وہ عورت کر لے گی اسکو لیلۃ المبارکہ کی ان خاص رحمتوں کے وقت میں عبادت کا اجر نصیب ہو جائے گا۔

وقت کیسے ضائع ہوتا ہے؟

اور عام طور پر آپ دیکھیں گی کہ شیطان اور نفس اتنے مکار ہیں کہ بس ایسی نیند طاری کر دیتے ہیں مردوں کو عورتیں کہیں گی کہ جی اٹھئے اٹھئے، اچھا اٹھتا ہوں اچھا اٹھتا ہوں اور کوئی آدھا گھنٹہ پہلے اٹھے گا کوئی پندرہ منٹ پہلے اٹھے گا کوئی دس منٹ پہلے اٹھے گا اور پانی کا گھونٹ پی کر کہے گا کہ چلو روزہ رکھ لیا، نبی علیہ

السلام نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق یہ ہے کہ وہ بغیر سحری کے روزہ رکھتے تھے اور ہم لوگ سحری کے ساتھ روزہ رکھتے ہیں تو ایک تو وہ کھانا ویسے ہی عبادت کا کھانا اور دوسرے اس وقت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں لہذا عورتوں کو چاہئے کہ افطاری کے وقت کی بھی قدر کریں اور سحری کا جو آدھا گھنٹہ ہے اس کی بھی قدر کریں جن کو بھی کھانا کھانا ہے ان کا کھانا ایک گھنٹہ پہلے آپ دسترخوان پر رکھ دیجئے اب اسکو جب کھانا ہو کھائے آپ اپنے آخری گھنٹہ میں مصلے پرا جائیں۔

لیلۃ القدر میں کیا مانگیں؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے نبی! اگر میں لیلۃ القدر کو پاؤں تو کیا دعا مانگوں؟ دیکھئے امت پر ان کا کتنا بڑا احسان ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تم لیلۃ القدر کو پاؤ تو یہ دعا مانگنا ﴿اللّٰهُمَّ اِنَّكَ غَفُوْرٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاَعْفُ عَنِّي﴾ اے اللہ! آپ تو معاف کرنے والے ہیں معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں مجھے بھی معاف فرما دیجئے، تو یہ اتنی پیاری دعا ہے کہ آپ اسکو اس وقت میں کئی مرتبہ مانگ سکتی ہیں، تو اس آخری وقت میں کچھ استغفار کی تسبیح پڑھ لی درود پاک پڑھ لیا کلمہ پڑھ لیا ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ﴾ چند مرتبہ یہ پڑھ لیا اور یہ دعائیں مانگ لی اور اسکے بعد ویسے بیٹھ کر اللہ سے دعائیں مانگ لی، تو یہ روزانہ کا آدھا گھنٹہ پندرہ منٹ اسکو آپ مصلیٰ پر گزار دیں گی اس کی آپ عادت بنالیں، یقیناً آپ کو لیلۃ القدر کی عبادت کا اجر نصیب ہوگا، ہمیں ہر سال رمضان المبارک کے بعد کتنے مردوں عورتوں کے خطوط ملتے ہیں اور وہ لکھتے ہیں کہ ہم نے رمضان المبارک میں افطاری کے وقت دعاؤں کا اہتمام کیا سحری کے وقت دعاؤں کا اہتمام کیا ہماری یہ دعائیں بھی قبول ہوئیں یہ بھی قبول ہوئیں، اللہ نے میری یہ

مراد بھی پوری کر دی۔ بیسیوں خط ملتے ہیں جن میں سینکڑوں واقعات ہوتے ہیں کہ ہم نے ان وقتوں میں دعائیں مانگی اور پروردگار نے قبول کی۔ لہذا اب ہمارے بعض وہ احباب جو تعلق والے ہیں ان کا یہ حال ہو چکا کہ وہ سارے سال میں رمضان کا انتظار کرتے ہیں ان کے دل میں پکا یقین بیٹھ چکا کہ ہم رمضان المبارک کے اس مہینہ میں سحری افطاری کے وقت میں دعاؤں کا اہتمام کریں گے تو پروردگار ہماری دعاؤں کو ضرور قبول فرمائیں گے اسلئے آپ کو یہ ایک اچھی راز کی بات بتا دی اگر آپ اس وقت میں اپنے رب سے دعائیں مانگیں گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو آج کے بعد نہ تعویذوں کی ضرورت پڑے گی، نہ کسی سفلے عمل کی ضرورت پڑے گی، نہ کسی عامل کے پاس جانے کی ضرورت رہے گی، بس اپنے رب کو دل کا حال سنا دیجئے رب کریم دلوں کی کیفیت کو بدل دیں گے اور اللہ رب العزت آپ کی مرادیں عطا فرمادیں گے، رمضان المبارک کے ان دنوں میں اپنے رب سے خوب مانگیں۔

اللہ رب العزت سے کیا کیا مانگیں؟

اس بات کو ذہن میں رکھنا کہ آپ جس حال میں بھی ہیں اس حال میں اللہ رب العزت کی محتاج ہیں یہ نکتہ بھی کھولنا ضروری ہے، ایک خاتون نے خط میں لکھا کہ جی میں تو دعا مانگتی نہیں صرف نمازیں پڑھتی ہوں پوچھا کیوں؟ کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ کا سب کچھ دیا ہوا ہے، اب وہ بیچاری یہ سمجھتی تھی کہ محبت کرنے والا خاوند مل گیا اچھا گھر مل گیا، کاروبار مل گیا اور اپنی من مرضی کی اولاد بھی مل گئی سب نعمتیں مل گئیں اب مجھے اور چیزیں مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟ تو یہ غلط فہمی ہے انسان زندگی کے کسی حال میں بھی ہو وہ اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے، کیسے؟ یا تو وہ آدمی اللہ تعالیٰ کی نیکی والی زندگی گزار رہا ہو گا لہذا اگر کوئی آدمی نیکی پر ہیزگاری کی زندگی گزار رہا ہے، تو وہ اس بات کا محتاج ہے کہ اپنے ان عملوں کی قبولیت کی دعا

اللہ تعالیٰ سے مانگے، بھی نیک عمل کر لینے سے تو کام نہیں ہو جاتا جب تک وہ اللہ کے یہاں قبول نہ ہو تو جو آدمی نیکی کے حال میں ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اس نیکی کی قبولیت کی دعا مانگنے کا محتاج ہے اور جو آدمی گناہوں میں پھنسا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کی بھیک مانگنے کا محتاج ہے کہ اے اللہ! مجھے ان گناہوں سے توبہ کی توفیق عطا فرما، کوئی آدمی اگر خوشحالی کی کیفیت میں ہے کھلا رزق ہے عزتیں ہیں خوشیاں ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا محتاج ہے اسلئے کہ اگر شکر کریں گے تو اللہ ان نعمتوں کو سلامت رکھیں گے بڑھائیں گے، وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ أَكْثَرُ مَا تُكْشَرُونَ ﴿۱۰۰﴾ ان عذابہی لشدیدہ جو پروردگار نعمتیں دینا جانتا ہے وہ پروردگار نعمتیں لینا بھی جانتا ہے، تو اگر کوئی خوشحالی میں ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے تاکہ اللہ تعالیٰ اسی حال میں اسکو پوری زندگی عطا فرما دے اور کوئی اگر تنگ دستی کے حال میں ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے صبر کریں اور دعائیں مانگے تاکہ پروردگار اسکو صبر عطا فرما دے اور اللہ تعالیٰ اس کی تنگ دستی اور مشکل کے حالات کو آسان فرما دیں، تو معلوم ہوا کہ انسان دنیا میں کسی حال میں بھی ہو وہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا محتاج ہے تو جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہی ہے تو پھر خوب مانگیں، رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تعالیٰ کو حال دل سنانے کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ کو منانے کا مہینہ ہے اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کو خوب منا لیجئے، دعائیں مانگئے لمبے سجدے کیجئے اللہ تعالیٰ کے سامنے لمبی نمازیں پڑھئے تلاوت کے بعد مانگئے مانگنا ہمارا کام ہے پروردگار عطا فرما دیں گے پروردگار تو دینا چاہتے ہیں۔

ذرا ایک اور بات توجہ سے سنتی جائیے آپکو بہت کام آئے گی اگر اللہ تعالیٰ نے آپکو شادی کے بہت سالوں کے بعد، بڑی دعاؤں کے بعد، بڑی تمنائوں کے بعد خوبصورت بیٹا عطا کیا اب آپکو بیٹے سے کتنی محبت ہوتی ہے؟ اتنی کہ آپ بیٹے پر جان چھڑکتی ہیں، بیٹے کا دکھ برداشت نہیں کر سکتیں، ذرا تکلیف ہو تو آپکو ایسے لگتا ہے کہ جیسے میرے اپنے ساتھ کچھ ہو رہا ہے، بیٹے کے ساتھ آپکو اتنا پیار،

اب بتائیے کہ اگر آپ کا وہ دو تین سال کا جو چھوٹا سا معصوم بچہ ہے اگر کوئی بندہ اس بچہ کیلئے بددعا کرے تو آپ سننا برداشت کریں گی؟ کوئی بددعا مانگ کر تو دیکھے فوراً بولے گی کون ہوتے ہو تم؟ میرے بیٹے کیلئے بددعا کرنے والے آپ برداشت کر ہی نہیں سکتیں چاہے وہ آپ کا کتنا ہی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، آپ فوراً کہیں گی خبردار میرے بیٹے کیلئے جو ایسے لفظ استعمال کئے آپ بیٹے کو سینے سے لگائیں گی اور کہیں گی اللہ اسکو بددعا سے بچا لیجئے، تو آپ اپنے بیٹے کیلئے بددعا سننا ہی گوارا نہیں کرتیں جو اتنی چاہتوں کے بعد آپکو بچہ ملا۔

اچھا ایسا ہو سکتا ہے کہ اس بچہ کیلئے آپ خود بددعا مانگیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یا کوئی بددعا مانگے، اور آپ اس کی بددعا پر آمین کہہ دیں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا، ماں کیسے برداشت کر سکتی ہے کہ اسکے بیٹے کیلئے کوئی بددعا کرے اور پھر وہ اس بددعا پر آمین کہہ دے، اس کا دل کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتا، ماں تو وہ ہوتی ہے کہ جو دکھ بھی بچوں کیلئے برداشت کرتی ہے تو بھی اسکے منہ سے اولاد کیلئے دعائیں نکل رہی ہوتی ہیں، یہ تو ممکن ہی نہیں اچھا جب آپ کی یہ حالت ہے کہ بیٹے کیلئے کوئی بددعا مانگے تو آپ اس کی دعا پر کبھی بھی آمین نہیں کہہ سکتی تو۔

سنئے اور ذرا دل کے کانوں سے سنئے! حدیث پاک میں آتا ہے بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام نے بددعا کی کہ برباد ہو جائے وہ شخص کہ جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس نے اپنے گناہوں کی مغفرت نہ کروائی اور نبی علیہ السلام نے یہ دعا سن کر آمین کہہ دی اب اول تو جبریل علیہ السلام کی بددعا ہی بہت کافی تھی آپ بددعا سے کتنا ڈرتی ہیں؟ عام سی عورت اگر کوئی بددعا کر دے تو آپ کہتی ہیں اس کو دید و دید کہیں بددعا نہ دیدے فقیر کی بددعا سے ڈرتی ہیں غریب کی بددعا سے ڈرتی ہیں بددعا سے ڈر کر اپنا حق چھوڑ دیتی ہیں تو عام گنہگار بندے کی بددعا سے اتنا ڈرتی ہیں تو جبریل علیہ السلام تو اللہ کے مقرب فرشتے ہیں تو پھر انکی بددعا سے کیوں نہیں ڈرتیں؟ اور پھر جبریل

علیہ السلام کی دعا پر اللہ کے محبوب نے آمین کہہ دیا اب اس بددعا سے ہم کیوں نہ ڈریں؟

اللہ رب العزت کے محبوب نے آخر آمین کیسے کہہ دی؟ حالانکہ نبی علیہ السلام کی عادت مبارکہ تو یہ ہے کہ جب آپ طائف کے سفر پر گئے اور وہاں کے لوگوں نے ایمان قبول نہیں کیا اور انھوں نے بچے پیچھے لگا دیے اور ان بچوں نے نبی علیہ السلام پر پتھر پھینکے اور آپ کے جسم مبارک سے خون نکل آیا آپ کے نعلین مبارک بھر گئے، آپ انگور کے باغ میں تھک کر بیٹھ گئے اس وقت اللہ کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی! انھوں نے آپ کی ناقدری کی ہم فرشتے ہیں پہاڑوں کے آپ اجازت دیجئے ہم پہاڑ ٹکرا کر انکو درمیان میں کچل کر رکھ دیں گے دوسرے فرشتے نے کہا میں ہواؤں کا انچارج ہوں ہم انکی بستی کا نام و نشان مٹا دیں گے، اللہ کے محبوب نے ان کافروں کیلئے بھی بددعا نہ فرمائی بلکہ فرمایا کہ ممکن ہے کہ انکی اولادوں میں سے کوئی ایسا ہو جو دین کو قبول کرنے والا ہو اور یہ کہا [اللَّهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ] اللہ میری قوم کو ہدایت دیجئے یہ میرے مقام کو پہچانتی نہیں ہیں، تو جو نبی رحمت کافروں کیلئے بھی بددعا نہ فرماتے تھے، آخر انہوں نے مومنوں کیلئے بددعا پر آمین کیسے کہہ دی؟ تو محدثین نے اس کا جواب لکھا وہ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت رمضان میں بندے کو اتنا جلدی آسانی سے معاف کر دیتے ہیں، معافی کے بہانے ڈھونڈتے ہیں اتنا آسانی سے بندہ مغفرت حاصل کر سکتا ہے کہ جو بندہ غفلت میں پڑا رہے اللہ کی طرف رجوع ہی نہ کرے، نہ روزہ رکھے، نہ تراویح پڑھے، نہ زندگی میں تبدیلی آئے رمضان غیر رمضان میں کوئی فرق ہی نہ ہو ایسا بندہ جو رمضان کی رحمتوں سے بالکل محروم ہو تو واقعی اس نے اللہ تعالیٰ کی بے قدری کی کہ اللہ تعالیٰ تو اتنا اس کی مغفرت کرنے کو تیار ہے بہانے بنا لیے تھے اس نے رب کی رحمتوں سے ذرا برابر فائدہ نہ اٹھایا تو ایسا بے قدر بندہ واقعی بد بخت نہیں تو اور کیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے

محبوب بھی وہی چاہتے ہیں کہ ہم دعائیں مانگیں اور اپنی مغفرت کروائیں اب یاد رکھنا رمضان المبارک کا مہینہ جب ختم ہوگا کچھ لوگ وہ ہوئے جنکی بخشش ہو چکی ہوگی تو رمضان کے بعد انکے لئے عید کا دن ہوگا اور جنکی مغفرت نہ ہوئی تو رمضان کے بعد انکے لئے عید کا دن ہوگا۔

محبوب کی بددعا لگے گی جبریل علیہ السلام کی بددعا لگے گی سوچئے تو سہی اپنے ہی عمل ایسے برے ہیں کہ اپنے گناہوں کے پہاڑوں جیسے بوجھ سر پر اکٹھے کر لئے اور اس پر اگر فرشتوں کی بددعا لگے اور اللہ کے محبوب کی بددعا لگے تو پھر ہمارا کیا حال ہوگا اسلئے ہمارے پاس دوسری کوئی [option] ہی نہیں ہے ایک ہی راستہ ہے کہ رمضان المبارک کے وقت کی قدر کرتے ہوئے ان محفلوں کی قدر کرتے ہوئے ہم اللہ سے مغفرت مانگیں خیال کیجئے کہ جب آپ یہاں پر وگرام کیلئے آتی ہیں، آخر کئی سو عورتیں ہوتی ہیں ان کئی سو عورتوں میں کوئی تو اللہ کی نیک بندی بھی ہوگی، کوئی تو پاک دامنی کی زندگی گزارنے والی ہوگی، کوئی تو پردہ دار بھی ہوگی کوئی تو اللہ کی پسندیدہ بھی ہوگی، اگر اس نیک بندی کے ہاتھ اٹھے اور اللہ کے حضور اس کی دعا قبول ہوئی تو اللہ تعالیٰ باقی سب کی دعاؤں کو بھی قبول فرما لیں گے۔

میں گنہگار سہی

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے وعظ فرمایا ایسا وعظ فرمایا وعظا بلیغا بڑا پرتا شیر وعظ تھا کہ صحابہ کرام کے دل پر بڑا اثر ہوا ایک صحابی اونچی آواز سے رونے لگ گئے نبی علیہ السلام نے وعظ کے بعد فرمایا کہ انکار ونا اللہ کو اتنا پسند آیا کہ انکی وجہ سے محفل کے جتنے لوگ تھے سب کی مغفرت کر دی گئی سبحان اللہ اگر محفل میں ایک کار و نارب کو پسند آ جاتا ہے اللہ تعالیٰ باقی سب کی دعائیں بھی قبول کر لیتے ہیں تو یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دس دن نعمت عطا فرمائی

آپ باقاعدگی سے پابندی سے ان محفلوں میں آیا کریں یہ بھی دل میں نیت لے کر بیٹھا کریں میں گنہگار سہی میں خطا کار سہی میری زبان جھوٹی سہی مگر میرا رب بڑا کریم ہے اور میرے آقا کی دعائیں ہیں اور اس محفل میں کتنی اللہ کی نیک بندیاں ہوں گی کہ جن کے عمل اللہ کے یہاں مقبول ہوں گے، لہذا میں بھی انکے ساتھ دعا مانگوں گی تو پروردگار ان نیکوں کے ساتھ مل کر میری دعاؤں کو قبول فرما لیں گے۔

کتے سے سبق لیں

کیوں نہیں غور کرتیں کہ اگر اصحاب کہف کا کتا اصحاب کہف کے ساتھ مل جاتا ہے تو اللہ اس کا تذکرہ قرآن میں کر دیتے ہیں اور اس سے بھی جنت کا وعدہ فرما لیتے ہیں اتنی نیک بیویاں موجود ہیں اپنے آپ کو بھی یہی سمجھے کہ اگر وہ اصحاب کہف کے مانند ہے تو میں بھی ان اصحاب کہف کے کتے کے مانند آ کر بیٹھ گئی ہوں اور میں بھی رب کے سامنے دامن پھیلاتی ہوں کہ اے اللہ! مجھے بھی معاف فرما دیجئے، میرے قصوروں کو معاف فرما دیجئے، تو یقیناً رب کریم کی رحمت ہوگی اللہ تعالیٰ ہمارے قصوروں کو معاف فرمائیں گے۔

ایک کے طفیل گیارہ کی بخشش

بزرگوں نے ایک بات عجیب لکھی وہ فرماتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ان میں سے ایک یوسف علیہ السلام اور گیارہ دوسرے تھے احد عشر کو کہا جن کو کہا گیا وہ گیارہ بیٹے اور چارہویں یوسف علیہ السلام تھے تو وہ فرماتے ہیں کہ انکے گیارہ بیٹوں کی مغفرت بارویں بیٹے یوسف علیہ السلام کی وجہ سے ہو گئی تھی۔

اسی طرح سال کے بارہ مہینہ ہوتے ہیں گیارہ مہینہ کے گناہوں کی مغفرت رمضان المبارک کا وہ مہینہ جو حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال ہے اس کی وجہ

سے اللہ تعالیٰ فرمادیتے ہیں اس مہینہ سے فائدہ اٹھائیے اور اپنے رب سے گناہوں کی بخشش مانگ لیجئے۔

مجوی جنت میں کیوں کر گیا؟

بزرگوں نے کتاب میں لکھا ہے کہ ایک مسلمانوں کا شہر تھا اس میں مجوسی رہتا تھا حالانکہ وہ کسی اور کی پوجا کرنے والا تھا اسکے بیٹے نے رمضان المبارک میں دن کے وقت میں علی الاعلان کھانا راستہ میں کھایا اسکو غصہ آیا تھپڑ لگا دیا کہ شرم نہیں آتی یہ مسلمانوں کا رمضان چل رہا ہے اور تم نے اس میں کھلے عام روٹی سب کے سامنے کھائی، ادب کر لیتے چنانچہ کسی بزرگ نے دیکھا اس مجوسی کو کہ جب وہ فوت ہوا تو جنت کے باغوں میں پھر رہا تھا تو بڑے حیران ہوئے اسے کہا کہ تم تو غیر مسلم تھے تم جنت میں کیسے پہنچ گئے وہ کہنے لگا کہ میرے بیٹے نے رمضان میں ایک مرتبہ کھلے عام روٹی کھائی میں نے تھپڑ لگا دیا کہ تم نے مسلمانوں کے رمضان کا احترام کیوں نہیں کیا؟ جب میں اللہ کے حضور پیش ہوا تو رمضان نے میری شفاعت کی کہ اللہ! اس نے میرا ادب کیا اب تو اس پر رحم فرما اور اللہ رب العزت نے میری مغفرت فرمادی اور آخری لمحہ جب میں دنیا سے جانے والا تھا اس ادب کی وجہ سے مجھے کلمہ پر موت عطا فرمادی اور اب میں جنت میں خوشیاں منارہا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرشتوں سے کیا پوچھا

حدیث پاک میں فرمایا کہ قرآن اور رمضان یہ قیامت کے دن شفاعت فرمائیں گے، سبحان اللہ چنانچہ ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ ایک بندہ کو قیامت کے دن فرشتے پیٹ رہے ہونگے، مار رہے ہونگے، نبی علیہ السلام دیکھ کر فرمائیں گے کہ میرے امتی کو کیوں مار رہے ہو؟ فرشتے کہیں گے اسلئے کہ مطالبہ

کرنے والا اللہ کا بڑا مقبول ہے چنانچہ نبی علیہ السلام پوچھیں گے کہ کون ہے جس نے مطالبہ کیا؟ بتایا جائیگا کہ رمضان ہے رمضان نے مطالبہ کیا کہ اے اللہ! یہ بندہ میرا اکرام نہیں کرتا تھا اور رمضان آتا بھی تھا تو نہ روزہ رکھتا تھا، نہ تراویح پڑھتا تھا، نبی علیہ السلام فرمائیں گے کہ اگر رمضان نے دعویٰ کیا ایسے بندہ کی شفاعت میں نہیں کر سکتا، اب سوچئے تو سہی اگر رمضان المبارک کا ہم نے ادب نہیں کیا اور اس میں مغفرت نہ کروائی اور قیامت کے دن محبوب نے بھی یہی کہہ دیا کہ تم نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کروائی آج میں تمہاری شفاعت نہیں کرتا پھر ہمارا کیا بنے گا؟

رب کریم ہم پر احسان فرمائیں اور رمضان المبارک کے ان اوقات میں ہماری مغفرت فرمائیں چنانچہ ایک کتاب میں عجیب بات پڑھی کہ جو عورت رمضان المبارک میں اپنے خاوند کو راضی کر لیتی ہے اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے دن بی بی مریم کی صحبت میں جانے کی توفیق عطا فرمائیں گے، لہذا یہ بھی ایک نکتہ کسی کتاب میں پڑھا تھا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا رمضان المبارک میں اپنے رب کو بھی منا لیجئے اور اپنے خاوندوں کو بھی منا لیجئے ان سے اپنی ہر کوتاہی کی معذرت کر لیجئے اور انکے دلوں کو خوش کر لیجئے انکو خوش کر لیا یہ بھی جنت کا ایک دروازہ ہے جو کھل جائے گا۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ جس نے رمضان میں اپنے خاوند کو راضی کر لیا اللہ تعالیٰ اسکو جنت میں بی بی مریم کی صحبت میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائیں گے لہذا اس پر بھی عمل کر لیجئے حقوق اللہ بھی پورے ہوں، حقوق العباد بھی پورے ہوں، پروردگار ہمیں ان محفلوں میں آنے کی، سننے کی، عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور ہمارے گناہوں کو اپنی رحمت سے معاف فرمائیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین

﴿وَالْكُذِبِينَ الْقَبِيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

اخلاق حمیدہ

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب دامت برکاتہم
(نقشبندی مجددی)

فہرست عنـاـوین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱۹	عجیب واقعہ	۲۱۳
۲۰	میانہ روی کسے کہتے ہیں؟	۲۱۳
۲۱	بیوقوف عورت کون؟	۲۱۶
۲۲	عورت کی بہت بڑی غلطی	۲۱۶
۲۳	اپنی بات خاوند سے کیسے منوائیں	۲۱۷
۲۴	رسم و رواج گوند یکھیں	۲۱۸
۲۵	ایک سنہرا اصول	۲۱۸
۲۶	ایک واقعہ	۲۱۹
۲۷	اللہ کے بندوں پر رحم کھانا سیکھیں	۲۲۰
۲۸	عمر ابن خطابؓ کی تین باتیں	۲۲۰
۲۹	رازداری کا فقدان	۲۲۱
۳۰	نیک اعمال ضائع ہو گئے	۲۲۳
۳۱	زانیہ کی بخشش	۲۲۳

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	محبت کی ضرورت	۱۹۶
۲	غصہ ایک مطلوب عمل ہے؟	۱۹۷
۳	پاکدامن کون؟	۱۹۹
۴	غصہ میں احتیال	۱۹۹
۵	غصہ کی مثال	۲۰۰
۶	زیادہ غصہ کن کو آتا ہے	۲۰۰
۷	بچوں پر غصہ کرنا کیسا؟	۲۰۱
۸	غصہ کا بیجا اظہار	۲۰۱
۹	اللہ کی حفاظت کا واقعہ	۲۰۲
۱۰	صحابہ کرام کی پیاری صفت	۲۰۳
۱۱	اچھا انسان کی علامت	۲۰۵
۱۲	انسان کی خوبی کیا ہے؟	۲۰۶
۱۳	تین چیزیں اللہ کو محبوب	۲۰۶
۱۴	پردہ پوشی کی اہمیت	۲۰۷
۱۵	إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ	۲۰۸
۱۶	آپ ﷺ کی عادت مبارکہ	۲۰۹
۱۷	اخلاق رسول ﷺ کا اعلیٰ نمونہ	۲۱۰
۱۸	برائی کیسے مٹتی ہے	۲۱۲

اقتباس اللہ اللہ اللہ

دنیا میں وہی عورتیں پاکدامنی کی زندگی گزارتی ہیں جو اپنی عزت
و ناموس کے بارے میں بہت غصہ والی ہوتی ہیں،
نہ کسی کو کوئی بات کی جرأت دیتی ہیں اور نہ کسی کے سامنے
بیجا مسکراہٹیں بکھیرتی ہیں، اس نعمت کی وجہ سے عورت کو پھر وہ مقام
ملتا ہے جس کو پاکدامنی کہتے ہیں، اور اس پاکدامنی کے سبب دنیا
میں بھی اس کی زندگی میں برکتیں آتی ہیں اور قیامت کے دن بھی
اسے جنت کا راستہ دکھایا جاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى
 اما بعد اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
 ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾
 سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ
 وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

قرآن مجید کی جو آیت تلاوت کی گئی اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں
 ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾
 ”غمہ کو پی جانے والے اور انسانوں کو معاف کر دینے والے، اللہ تعالیٰ ایسے
 نیکوکاروں سے محبت فرماتے ہیں“ گویا یہ تین صفتیں اگر انسان اپنے اندر پیدا
 کر لے تو وہ اللہ کا محبوب بن جائے۔

محبت کی ضرورت

دنیا کی ہر عورت محبت چاہتی ہے ماں باپ سے بھی محبت چاہتی ہے، بھائی
 بہن سے بھی محبت چاہتی ہے، خاوند سے بھی محبت چاہتی ہے، اولاد سے بھی محبت
 چاہتی ہے، قرآن مجید کی یہ آیت بتا رہی ہے کہ اگر یہ اپنے اندر چند صفات پیدا
 کر لے تو اسے اللہ رب العزت کی طرف سے بھی محبت مل سکتی ہے، اللہ تعالیٰ اس
 سے محبت فرمائیں گے یہ اللہ تعالیٰ کی محبوبہ بندی بن جائے گی تو جیسے دل میں یہ
 تڑپ ہوتی ہے کہ دنیا میں مجھے ہر طرف سے محبتیں ملیں تو مؤمنہ عورت کے دل میں

یہ بھی تڑپ ہوتی چاہئے کہ میں اللہ رب العزت کی پسندیدہ بندی بن جاؤں اس کی محبوبہ بندی بن جاؤں اللہ تعالیٰ کا پیار نصیب ہو، اس کی محبت نصیب ہو اس کی رحمت کی نظر مجھے نصیب ہو، قیامت کے دن مجھے اس کے سامنے پیش ہونے پر خوشی ہو، اور یہ تھوڑی سی محنت سے انسان کو حاصل ہو سکتا ہے اکمیس جو سب سے بڑی چیز بتائی گئی وہ فرمایا ﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ﴾ غصہ کو پی جانے والے۔

غصہ ایک مطلوب عمل ہے؟

انسان کی طبیعت اللہ تعالیٰ نے ایسی بنائی ہے کہ ناپسندیدہ بات پر انسان کو غصہ آتا ہے، ناپسندیدہ چیز دیکھے اسے غصہ آتا ہے، مگر ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے، شریعت نے بھی کہا کہ ہم اپنے غصہ کو شریعت کی حدود میں رکھیں جب یہ غصہ حد کو پھلانگ لیتا ہے اور انسان غصہ کی وجہ سے وہ کچھ کر لیتا ہے جو شریعت نے منع کیا تو یہ غصہ پھر حرام بن جاتا ہے، یہی غصہ جائز تھا، غصہ عبادت ہے اگر شریعت کے اندر ہو، مثال کے طور پر اگر بچی کو ماں منع نہیں کرے گی تو اس کے اندر تو بری عادتیں پیدا ہو جائیں گی، لہذا بچی کو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ میری امی میں غصہ بھی ہے، وہ پھر ایسا کوئی کام نہیں کرے گی جو خلاف شرع ہو، کوئی ایسا عمل نہیں کرے گی جس کا نتیجہ ذلت و رسوائی ہو، تو ایسی ماں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کر سکے گی، اور جو ماں یہی کہتی رہے بچوں کو، کہ تمہارے ابو آئیں گے تو میں تمہیں ٹھیک کرواؤں گی، تو گویا ان الفاظ کے کہنے سے عورت نے اپنی شکست کو تسلیم کر لیا کہ میں اپنے بچوں کی تربیت کرنے کے قابل نہیں ہوں، حالانکہ جو اچھی مائیں ہوتی ہیں وہ بچوں کو پیار بھی بہت دیتی ہیں مگر بچوں پر اپنا رعب بھی رکھتی ہیں، جس طرح عام آدمی شیرنی سے ڈرتا ہے اس طرح وہ بچے کوئی بری حرکت کرتے ہوئے اپنی ماں سے ڈرتے ہیں ان کو پتہ ہوتا ہے کہ پیار کے کام پر امی پیار دے

گی اور ان کا کام کریں گے تو امی ہمیں غصہ کے ساتھ پیش آئے گی، تو اچھی عورتیں اولاد کے اوپر اپنا رعب رکھتی ہیں، یہ شریعت نے ایک اچھی چیز بنائی ہے، مرد تو ہر وقت گھر میں نہیں ہوتا، کوئی دفتر میں ہے، کوئی کھیتی باڑی کر رہا ہے، کوئی بزنس میں لگا ہوا ہے، زیادہ وقت تو گھر پر عورت کو ہی گزارنا ہوتا ہے تو اولاد کی حفاظت اسی کو کرنی ہے اور وہ اس طرح کہ بچوں کو محبت بھی دے پیار بھی دے، مگر اتنا دے کہ وہ بگڑنے نہ پائیں، اتنا پیار دیدینا کہ اولاد بگڑ جائے یہ ماں کی بیوقوفی ہوتی ہے، اچھی ماں وہ ہوتی ہے جو اپنی اولاد کو قابل بنائے، فرمانبردار بنائے، آداب سکھائے، ان کی اچھی تربیت کی جائے، تو اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت کے اندر غصہ رکھا ہے، تو غصہ ایک اچھی صفت ہے جو انسان کی حفاظت کرتا ہے اس صفت کی وجہ سے ماں اپنے بچوں کو سیدھا رکھتی ہے اگر بالفرض یہی عورت کسی کام کی خاطر گھر سے نکلی یا گھر میں ہی موجود ہے اور کسی غیر محرم نے اس کی طرف دیکھنے کی کوشش کی تو اب اگر اس کے اندر غیرت ہوگی تو یہ اس بات کا برا منائے گی، یا اگر کوئی غیر محرم مرد اس کے ساتھ فون پر ضرورت سے زیادہ کلام کرنے کی کوشش کرے گا تو یہ غصہ کرے گی، یہ کون ہوتا ہے مجھ سے بات کی جرأت کرنے والا؟ اب یہ غصہ اس کے لئے عزت اور پاکدامنی کو حاصل کرنے کا سبب بن گیا، تو یہ غصہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کیوں کہ بات کرنے والے مرد کو اگر محسوس ہو، کہ میری بات کا اس عورت نے برا منایا تو وہ کبھی دوبارہ بات کرنے کی کوشش نہیں کرے گا، جس کو پتہ ہو کہ میری آنکھیں اٹھنے پر اس عورت نے برا منایا وہ کبھی اس عورت کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں کرے گا، تو دیکھیں یہ غصہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ جس سے انسان کی عزت آبرو کی حفاظت ہوتی ہے اور انسان کے بچوں کی بھی حفاظت ہوتی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ صفت عطا فرمائی۔

پاکدامن کون؟

دنیا میں وہی عورتیں پاکدامنی کی زندگی گزارتی ہیں جو اپنی عزت و ناموس کے بارے میں بہت غصہ والی ہوتی ہیں، نہ کسی کو کوئی بات کی جرأت دیتی ہیں اور نہ کسی کے سامنے بیجا مسکراہٹیں بکھیرتی ہیں، اس نعمت کی وجہ سے عورت کو پھر وہ مقام ملتا ہے جس کو پاکدامنی کہتے ہیں، اور اس پاکدامنی کے سبب دنیا میں بھی اس کی زندگی میں برکتیں آتی ہیں اور قیامت کے دن بھی اسے جنت کا راستہ دکھایا جاتا ہے۔

غصہ میں اعتدال

ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے غصہ اگر اپنی حد سے باہر نکلنے لگے تو یہی چیز نقصان دہ بن جاتی ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ اگر آدمی غذا اپنی ضرورت کے مطابق کھائے تو وہ صحت کا سبب بنتی ہے اور اگر ضرورت سے زیادہ کھالے تو وہ پیٹ خراب ہو کر بیماری کا سبب بن جاتی ہے، تو افراط و تفریط دونوں غلط ہوتی ہیں، دیکھئے کھانے میں نمک نہ ہو تو مزہ ہی نہیں آتا اور زیادہ نمک ہو جائے تو پھر روٹی کا لقمہ منہ میں ڈالنے کو جی نہیں چاہتا، مرچیں نہ ہوں تو مرد کہتے ہیں جی کہ سالن پھیکا ہے اور اگر مرچیں زیادہ ہو جائیں تو ایک لقمہ کھانے کو جی نہیں چاہتا تو اسی طرح انسان کے غصہ کی مثال ہے، کہ یہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک نعمت ہے، جس عورت میں غصہ نہیں ہوتا اکثر وہ عورت پاکدامن بھی نہیں رہ سکتی بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ عورت غیر مردوں سے بچ سکے، یہ غصہ ہی وہ نعمت ہے جو اس کو پاکدامنی کی عزت دیتا ہے، پاکدامنی کا مانج اس کے سر پر سجااتا ہے اور اگر اتنا میٹھا بندہ بن کر رہے کہ ہر ہر بندہ اسے ہپ ہپ کرنے کو تیار ہو تو پھر ایسی عورت کی تو عزت و ناموس کی حفاظت ہی نہیں ہوتی، تو یہ غصہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اگر حد میں رہے اگر حد سے باہر ہو جائے تو پھر اس کو روکا

جائے گا اور جس طرح غصہ کرنا اپنی عزت جان مال آبرو بچانے کے لئے ضروری تھا اسی طرح اب غصہ کو روکنا بھی ضروری ہو جائے گا، لہذا ضرورت سے زیادہ غصہ ہونا، یا بات بات پر غصہ ہونا، یا معمولی بات پر غصہ میں آجانا، یہ چیز بھی بری ہوتی ہے، غصہ آنا چاہئے مگر غصہ کی بات پر آنا چاہئے، معمولی باتوں پر غصہ میں آجانا یہ اچھائی کی بجائے برائی بن جاتی ہے اور اس کو روکنا انسان کے لئے پھر صفت ہوتا ہے۔

غصہ کی مثال

عام طور پر دیکھا گیا، کہ عورتوں میں غصہ زیادہ جلدی بھڑک جاتا ہے، ذرا سی چھوٹی سی بات ہوئی اور غصہ بھڑک اٹھا، اس غصہ کی مثال ایک آگ کی مانند ہے، جیسے آگ کی چنگاری بھڑکی سب کچھ جلا دیتی ہے اسی طرح غصہ کی چنگاری بھڑکتی ہے اور سب کچھ جلا دیتی ہے، تو اس آگ کو ہر وقت نہیں جلنے دینا چاہئے ہر وقت نہیں سلگنے دینا چاہئے اس آگ کو قابو میں رکھنا چاہئے اسی کو کہتے ہیں ﴿وَالْكَلْبِطِينَ الْغَيْظَ﴾ غصہ کو پی جانے والے یعنی بندے کے اندر اتنی قوت ارادی ہوتی صفت ہو کہ اپنے غصہ کو بیجا موقع پر یا بیجا وقت پر ظاہر ہونے پر روک لے، جب اس نے غصہ کو روک لیا تو اب یہ اللہ تعالیٰ کی ایک پسندیدہ صفت بن گئی۔

زیادہ غصہ کن کو آتا ہے؟

عام طور پر غصہ آتا ہے کمزوروں کو اور زیادہ غصہ آتا کمزوری کی نشانی ہوتی ہے، آپ نے غور کیا ہو گا کہ صحت مند آدمی کی بجائے بیمار آدمی کو غصہ زیادہ آتا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ جی بیمار ہو کر بندے کی طبیعت چڑچڑی ہو جاتی ہے تو یہ بالکل ٹھیک بات ہے کیوں کہ بیماری ہے، کمزوری ہے اب اسکو بات بات پر غصہ آتا ہے، اسی طرح جوان کے مقابلہ میں بوڑھے بندے کو غصہ زیادہ آتا ہے، بوڑھے کا کیا کہنا وہ تو کئی مرتبہ ہوا کو بھی گالیاں نکال دیتا ہے اپنا آپ اس کے بس میں

نہیں ہوتا، صحت مند کی نسبت بیمار بندے کو غصہ زیادہ آتا ہے اور مرد کی نسبت عورت کو غصہ زیادہ آتا ہے۔

بچوں پر غصہ کرنا کیسا؟

عام طور پر جو عورتیں زیادہ غصہ والی ہوتی ہیں وہ پھر اپنا غصہ بیجا طریقہ سے نکالتی ہیں، کئی تو ایسی ہوتی ہیں کہ وہ اپنے بچوں کی پٹائی کرتی ہیں اور گنہگار بنتی ہیں، معصوم بچے اگرچہ آپ کی اولاد ہیں مگر آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں غصہ خاوند پر ہے نکالا بچوں پر، غصہ کوئی کام خراب ہونے کا ہے نکالا بچوں پر، غصہ اپنی کوئی خواہش پوری نہ ہونے کا ہے نکالا بچوں پر، تو یہ کہاں کا انصاف ہے یہ تو الٹا آپ کو گنہگار بنانا ہوا۔

ماں کو تربیت کی خاطر بچوں کو مارنے کی اجازت ہے لیکن بیجا مارنے پر ماں قیامت کے دن اپنے بچوں کی مقروض ہوگی، ان کو ان کا حق دلوا دیا جائے گا، اسلئے بغیر وجہ کے ہاتھ اٹھا دینا یہ ٹھیک نہیں۔

غصہ کا بیجا اظہار

کچھ عورتیں تو پھر ہاتھ اٹھا لیتی ہیں اور کچھ عورتیں پھر لعنتیں کرنا شروع کر دیتی ہیں یعنی زبان قابو میں نہیں ہوتی اس پر بھی لعنت اس پر بھی لعنت ہر چیز کو برا کہنا شروع کر دیتی ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری ہے، تو یہ غصہ کا بیجا اظہار ہوتا ہے چاہئے کہ غصہ کو قابو کرنے والی صفت اپنے اندر پیدا کریں اور یہ صفت پیدا ہوتی ہے جب انسان اس پر غور کرے کہ اگر مجھے غصہ آیا اور میں غصہ دوسرے پر نکال سکتی ہوں اگر میرے گناہوں پر اللہ رب العزت کو غصہ آگیا اور قیامت کے دن انہوں نے مجھ پر غصہ کیا تو پھر میرا کیا بنے گا؟ جب بھی غصہ آئے تو انسان فوراً اپنے مالک الملک کو یاد کرے اور یہ سوچے کہ جتنا مجھے غصہ اتارنے کا موقع اب نصیب ہے اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ میرے اوپر اتارنے کی قدرت حاصل ہے لہذا

جب ہم اپنے دل میں یہ مضمون سوچیں گے تو ہمارا غصہ قابو میں آ جائے گا، ہم کتنے ناپسندیدہ کام کرتے ہیں گناہوں کے کام کرتے ہیں ہمارا مالک ہمیں فوراً تو سزا نہیں دیتا، کتنی تحمل مزاجی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی حلم پر قربان جائیں کہ بندے گناہوں پر گناہ کر رہے ہوتے ہیں وہ پروردگار پھر بھی ان کو رزق دے چلا جاتا ہے، ہم گناہ کر کر کے سو جاتے ہیں اور وہ پروردگار جاگ جاگ کر ہماری حفاظت کر رہا ہوتا ہے

اللہ کی حفاظت کا واقعہ

ذونون مصریٰ ایک بزرگ ہیں فرماتے ہیں میں دریا کے کنارے پر جا رہا تھا میں نے ایک موٹے سے بچھو کو دیکھا کہ وہ بچھو پانی میں جانے لگا میں نے سنا ہوا تھا کہ بچھو تیرنا نہیں جانتا پانی میں ڈوب جاتا ہے تو میں نے سوچا کہ دیکھوں اس بچھو کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے؟ جب ذرا قریب ہو کر دیکھا تو پانی کے اندر ایک کچھو تھا اس طرح سے بیٹھا ہوا کہ اس کی کمر وہ پانی سے باہر نکلی ہوئی تھی اور باقی پانی کے اندر تھا تو یہ بچھو اس کی پیٹھ کے اوپر بیٹھ گیا اور کچھو نے پانی کے اندر تیرنا شروع کر دیا کہنے لگے کہ ایک عجیب سی بات میں نے دیکھی تو میرے دل میں خیال آیا ذرا دیکھتا ہوں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے، کہتے ہیں میں نے بھی دریا کے اندر اپنا قدم رکھ دیا پیچھے پیچھے چلتا رہا حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ وہ کچھو تیرتے تیرتے دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچا جب خشکی کے اوپر آیا تو بچھو اس کے اوپر سے اتر اور بچھو نے پھر ایک طرف دوڑنا شروع کر دیا کہنے لگے کہ میں حیران ہو کر بچھو کو دیکھ رہا تھا، کافی دور آگے جانے کے بعد وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک درخت ہے اور اس درخت کے سائے میں کوئی نوجوان لڑکا لیٹا ہوا معلوم ہو رہا ہے یہ بچھو بالکل اس کی طرف جا رہا تھا تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ بچھو کہیں اس کو جا کر کاٹ نہ لے تو میں نے اپنا جوتا اتار کر اپنے ہاتھ میں لے

لیا کہ اگر یہ اس کے بالکل قریب پہنچے گا تو اس سے پہلے کہ بچھو اس کو کانٹے میں اس بچھو کو مار دوں گا کہتے ہیں کہ میں جوتا لئے ہوئے بچھو کے پیچھے پیچھے اور بچھو آگے دوڑ رہا ہے اچانک میں نے کیا دیکھا کہ ایک طرف سے ایک بڑے بھن والا سانپ چلتا ہوا اس نو جان کی طرف جارہا ہے جیسے ہی وہ سانپ ذرا آگے ہوا یہ بچھو اس سانپ کے ساتھ چمٹ گیا اور اس نے اس سانپ کو اتنا ڈسا اتنا ڈسا کہ اس کے زہر کی وجہ سے سانپ وہیں پر تڑپ تڑپ کر مر گیا جب سانپ ٹھنڈا ہو گیا تو یہ بچھو پھر واپس ہو گیا اب میں نے اس کو دیکھا کہ یہ کیا کرتا ہے تو واپس جاتے جاتے بچھو پھر اسی کچھوے کے قریب پہنچا اور اس کی پیٹھ پر بیٹھ گیا اور کچھوے نے پھر اسے پہلے کنارے کی طرف پہنچانے کے لئے تیرنا شروع کر دیا کہنے لگے جب یہ سب میں نے دیکھا تو میں قدرت کے اس معاملہ پر بڑا حیران ہوا کہ دیکھو اس نو جوان کو یہ سانپ ڈسنا چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ اس نو جوان کو بچانا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے دریا کے دوسرے کنارے سے بچھو کو اس کنارے پر بھیجا اور بچھو چونکہ تیرنا نہیں جانتا تو کچھوے کو اللہ نے متعین کیا کہ بچھو کو سواری بن کر یہاں پہنچائے اور اس نے اس سانپ کو ڈس لیا اور اس طرح اس بندے کی حفاظت ہو گئی تو وہ کہنے لگے کہ میرا خیال ہوا کہ میں جاؤں اور اس بندے کو تو دیکھوں وہ کون ہے؟ جب میں واپس آیا اور اس نو جوان کو دیکھا تو فرماتے ہیں کہ وہ غافل نو جوان نظر آتا تھا اور اس کے منہ سے شراب کی مہک آرہی تھی تو میں نے اس نو جوان کو جھنجوڑ کر جگایا جب اٹھا تو میں نے اسے کہا کہ دیکھ تو تو شراب پی کر سو گیا لیکن تیرا پروردگار اس حالت میں بھی تیری جان کی حفاظت کر رہا ہے، پھر میں نے اسے سارا واقعہ سنایا اس شرابی نو جوان نے جب سانپ کو دیکھا کہ زہریلا تھا مگر مرا پڑا ہے تو وہ بڑا دل کے اندر حیران ہوا اور اس وقت کہنے لگا کہ اے پروردگار! میں گناہ کر کر کے سو جاتا ہوں تو جاگ جاگ کر میری حفاظت کرتا ہے، آج میں نے گناہ سے توبہ کر لی اور آئندہ میں آپ کی رضا والی زندگی گزارنے

کا عہد کرتا ہوں چنانچہ وہ نو جوان اس کے بعد نیک بن گیا تو سوچئے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ہم گنہگاروں کی حفاظت فرماتا ہے گناہوں کے باوجود اللہ تعالیٰ ہمیں رزق دیتا ہے گناہوں کے باوجود اللہ تعالیٰ ہمیں عزتیں دیتا ہے، لوگوں کی زبانوں سے ہماری تعریفیں کروا دیتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا حوصلہ ہے۔

اس کے بالمقابل بندے کا معاملہ دیکھئے ذرا سی بات پر اتنا بے حوصلہ بن جاتا ہے کہ اس کا جی چاہتا ہے کہ دوسرے بندے کو تو جیتے جاگتے زمین میں گاڑ دیا جائے تو ایسا غصہ شریعت میں ناپسند کیا گیا، لہذا اچھی عورتیں وہ ہوتی ہیں جو اپنے غصہ کو اپنے کنٹرول میں کر لیتی ہیں۔

صحابہ کرام کی پیاری صفت

صحابہ کرامؓ کی پیاری صفت تھی کہ اگر کسی بات پر غصہ آتا بھی تھا تو بہت جلدی اس کو قابو میں کر لیتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ سیدنا حسینؓ کے گھر میں مہمان آیا اور آپؓ نے اپنی باندی کو فرمایا کہ اس کے لئے کچھ لاؤ جو ہم مہمان کے سامنے پیش کریں، گھر میں کچھ شور مچا تھا باندی نے گرم کیا اور پیالہ بھر کے وہ لائے لیکن جب کمرے میں داخل ہونے لگی تو خدا کی باندی دیکھ کہیں رہی تھی چل کدھر رہی تھی تھوڑی سی غفلت سے جو اس کا پاؤں ان کا وہ گرنے لگی اور گرم گرم شور بے کا پیالہ سیدنا حسینؓ کے اوپر آ کر گرا اب جب کھولتا شور با جسم پر گرے تو انسان کا بدن جلتا ہے کتنی تکلیف ہوتی ہے، اس تکلیف کی شدت میں سیدنا حسینؓ نے بڑے غصہ کے ساتھ اس باندی کے طرف دیکھا، کہ یہ کتنی بے دھیانی ہے تو وہ باندی پہچان گئی آخر اسی گھر کی باندی تھی کہ آپؓ نے بہت غصہ سے میری طرف دیکھا تو جیسے ہی اس نے یہ دیکھا کہ آپؓ نے میری طرف غصہ کے ساتھ دیکھا تو اس نے فوراً قرآن مجید کی آیت پڑھی ﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ﴾ غصہ کو پی جانے والے ان الفاظ کے سنتے ہی سیدنا حسینؓ نے فوراً اپنے غصہ کو پی لیا جب اس نے دیکھا کہ

انہوں نے اپنے غصہ کو پی لیا غصہ کا گھونٹ بھر لیا تو اس نے اگلا حصہ پڑھا آیت کہ ﴿وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ﴾ انسانوں کو معاف کر دینے والے، تو آپ نے کہا اے باندی! میں نے غصہ کو پی بھی لیا اور میں نے تیری اس غلطی کو معاف بھی کر دیا تو باندی نے اگلی آیت پڑھی ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ ”اللہ تعالیٰ نیکو کاروں سے محبت رکھتے ہیں، یہ سنتے ہی انہوں نے فرمایا کہ اچھا میں نے تمہیں اللہ کے راستے میں آزاد کر دیا، یہ ہے قرآن مجید کے اوپر عمل کرنا کہ چند لمحے پہلے اتنا غصہ تھا کہ اس باندی کو سزا دینا چاہتے تھے اور آیت کے الفاظ سنے تو یوں اپنے آپ کو بدلا کہ اس باندی کو اللہ کے راستے میں آزاد کر دیا، تو ہمارے اندر بھی یہ صفت ہونی چاہئے کہ ہم اپنے غصہ کو قابو میں لے آئیں۔

اچھا انسان کی علامت

کئی گھروں میں مردوں میں غصہ بہت ہوتا ہے وہ بیچارے بھی مریض ہوتے ہیں تو ان مردوں کو چاہئے کہ وہ بھی اپنے غصہ کو قابو میں لانے کی کوشش کریں، اپنے معاملات کسی اللہ کے والے کے سامنے جا کر بتائیں، اپنی طبیعت کی کیفیت ذرا کھولیں وہ کچھ پڑھنے کو بتائیں گے، یادعائیں کریں گے جس سے کہ ان بری چیزوں سے ہمارے لئے جان چھڑانا آسان ہو جائے، چونکہ عورتوں کی محفل ہے اس لئے اس محفل میں تو عورتوں ہی کی بات کرنی ہوتی ہے تو بتانے کا یہ مقصد تھا کہ غصہ کا جلدی آنا یہ کمزوری کی علامت ہے اور اسی طرح غصہ دیر تک رہنا یہ بھی کمزوری کی علامت ہے، اچھا انسان وہ ہوتا ہے کہ جس کو غصہ دیر سے آئے اور جلدی ٹھنڈا ہو جائے، وہ دل سے نکال دے دل سے اس کو ختم کر دے جیسے کہتے ہیں کہ جی آپ غصہ تھوک دیں تو بندے کی ایسی شخصیت ہو کہ غصہ کو دل سے نکال دے تو غصہ پر قابو پا لیتا یہ اللہ تعالیٰ کو بڑی پسندیدہ صفت ہے اسلئے فرمایا ﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ﴾ غصہ کو پی جانے والے ﴿وَالْعَافِينَ﴾

عَنِ النَّاسِ ﴿۱﴾ اور انسانوں کو معاف کر دینے والے۔

انسان کی خوبی کیا ہے؟

جب انسان دنیا میں زندگی گزارتا ہے تو اس کے گرد و پیش والے لوگوں سے کمی کو تا ہی ہوتی رہتی ہے، کبھی ارادہ ہوتی ہے کبھی بغیر ارادے کے بھول سے ہو جاتی ہے، تو لوگوں کی غلطیوں کو جلدی معاف کر دینا یہ بھی بہت بڑی صفت ہے یہ صفت بھی ہمیں اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے، یہ اللہ رب العزت کا خلق ہے کہ اللہ تعالیٰ عفو ہیں معاف کرنے والے چنانچہ عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا اے اللہ رب العزت کے محبوب! اگر میں شب قدر پا لوں تو اس وقت میں کیا دعا کروں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ حمیرہ تم یہ دعا کرنا [اللَّهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ] اے اللہ! بیشک آپ معاف کرنے والے ہیں [تُحِبُّ الْعَفْوَ] معاف کر دینے کو پسند کرتے ہیں [فَاعْفُ عَنِّي] اللہ مجھے بھی معاف کر دیجئے تو اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں تو انسان کو یہ خلق اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے، چنانچہ ہم بھی دوسروں کی غلطیوں کو جلدی معاف کریں اپنے نفس کی غلطیوں کو معاف نہ کیا کریں دوسروں کی غلطیوں کو جلدی معاف کر دیا کریں، اور آج کا معاملہ بالکل الٹا ہے ہمارا نفس جو کچھ بھی کر لے اس کو سزا دینے کی ہم جرأت نہیں کرتے لیکن دوسرے بندے سے تھوڑی سی کوئی اونچ نیچ ہو جائے تو بس ہماری آنکھوں میں خون اتر جاتا ہے، ہمارا جی چاہتا ہے کہ یہ زندہ ہی کیوں ہے؟ تو یہ بھی ٹھیک نہیں ہے اسلئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے غصہ کو قابو میں کرنے کی عادت ڈالیں اور اللہ کے بندوں کی غلطیوں کو کوتاہیوں کو معاف کر دیا کریں۔

تمن چیزیں اللہ کو محبوب

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے کہ تمن چیزیں اللہ تعالیٰ کو بے حد

پسند ہیں، انہیں سے

..... (۱) پہلی چیز قدرت ہونے کے باوجود بدلہ نہ لینا۔ یعنی ایک آدمی کو اختیار حاصل ہے اگر وہ چاہے تو بدلہ لے سکتا ہے لیکن پھر بھی اللہ کے لئے معاف کر دیتا ہے، یہ چیز اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص دوسروں کی غلطیوں کو جلدی معاف کرتا ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی غلطیوں کو بھی جلد معاف فرمائیں گے۔

..... (۲) دوسری حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص دوسروں کے عذر کو جلدی قبول کرتا ہوگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عذروں کو جلدی قبول فرمائیں گے، اسی طرح ہمارے بزرگوں نے قیاس کر کے کہا کہ جو شخص دوسروں کے عیبوں کی دنیا میں ستر پوشی کرتا ہوگا اللہ قیامت کے دن اس کے عیبوں کی ستر پوشی فرمائیں گے۔

..... (۳) ہم اگر دنیا میں دوسروں کے ساتھ بھلائی کریں گے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے۔

پردہ پوشی کی اہمیت

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے ایک قبیلہ کے لوگ گرفتار کئے گئے اور نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کئے گئے کافی لوگ تھے ہجوم تھا بہت سارے مرد تھے عورتیں بھی تھیں اس میں ایک جوان العمر لڑکی تھی اور اس کا بچہ کہیں گم ہو گیا تھا اب وہ اپنے بچے کو تلاش کرتی پھر رہی تھی اس کو کچھ ہوش ہی نہیں تھا سر سے دو پٹہ اتر ا ہوا ننگے سر وہ ادھر ادھر پھر رہی ہے، نبی علیہ السلام نے جب اس کو اس حال میں دیکھا تو آپ نے ایک صحابی کو اپنی چادر دی اور فرمایا کہ جاؤ اور اس نو جوان بچی کے سر پر چادر ڈال دو تو اس نے بڑے حیران ہو کر پوچھا کہ اے اللہ کے محبوب وہ تو کافرہ لڑکی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا اگرچہ کافرہ ہے مگر بیٹی تو ہے اگر آج تو اس کے سر پر چادر ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تیرے گناہوں

پر رحمت کی چادر ڈال دیں گے، تو اس سے پتہ چلا کہ ہم اگر کسی کے ساتھ ستر پوشی کا معاملہ کریں گے، اگر کسی کے عیب کا پتہ بھی چل جائے تو ہم تنہائی میں اسے سمجھائیں مگر لوگوں میں اس کو رسوا نہ کریں بدنام نہ کریں اس کو ستر پوشی کہتے ہیں حتیٰ کے عورت اگر اپنے میاں کی بھی کوئی ایسی بات محسوس کرے دیکھے جو ناپسندیدہ ہے تو اس کا ڈھنڈورا نہ پیٹے، بلکہ اس کی پردہ پوشی کرنے کی کوشش کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی مانگے کہ اللہ تعالیٰ اس کے خاوند کی اصلاح فرمادے، چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ جو شخص دنیا میں دوسروں کے عذروں کو جلدی قبول کر لیتا ہوگا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عذروں کو جلدی قبول فرمالیس گے، تو ہمارے اندر معاف کرنے کی عادت ہونی چاہئے جلدی معاف کر دینا چاہئے، بلکہ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر کسی شخص نے معافی مانگی اور دوسرے نے اس کو معاف نہ کیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ معاف نہ کرنے والا قیامت کے دن حوض کوثر پر میرے سامنے پیش نہ ہو کتنی بڑی وعید ہے، کیا مطلب؟ دوسرے لفظوں میں یہ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب یہ فرماتے ہیں کہ میں ایسے بندے کی قیامت کے دن شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا، اب جب اللہ تعالیٰ کے محبوب اس کی شکل ہی دیکھنا نہیں چاہیں تو اس کو پھر نبی علیہ السلام کی شفاعت کیسے نصیب ہوگی؟ اسلئے ہمیں چاہئے کہ اگر کوئی بندہ الٹا کام کرے غلطی کر لے اور پھر وہ معافی مانگے ہم اس کو جلدی معاف کر دیا کریں کہ اے اللہ! آپ معاف کرنا پسند فرماتے ہیں ہم آپ کی نسبت سے اس بندے کی غلطی کو معاف کرتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

آج کل اکثر یہ وطیرہ بن گیا ہے کہ جی ہم تو اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے یہ کوئی اخلاق نہیں ہے، یہ عادت ہے آپ اینٹ کا جواب پتھر سے تو دے

لیں گے اگر زیادتی ہوگی تو قیامت کے دن مظلومہ کی بجائے ظالمہ بن کر پیش ہوگی، اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے ساتھ ہوگی جس کے ساتھ زیادتی ہوگی تو اسلئے ہر بات کا حساب چکانا بھی ضروری نہیں ہوتا۔

ہم نے تو دیکھا ہے کہ کئی عورتوں کی عادت ہوتی ہے کوئی بات خاوند نے کہہ دی فوراً آگے جواب دیتی ہیں، کوئی بات ساس نے کہہ دی فوراً آگے سے بولتی ہیں، ان کی زبان ٹرڑ کرنے سے بعض ہی نہیں آتی بولتی رہتی ہیں، اور یہی بولنا ان کے لئے مصیبت بن جاتا ہے، یہی ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں مردود ہونے کا ذریعہ بن جاتا ہے، یہی زبان کے ان کے لئے جہنم میں جانے کا سبب بن جاتی ہے، تو اس لئے ہر بات کا جواب دینا بھی ضروری نہیں ہوتا، ہر بات کے جواب میں بولنا بھی ضروری نہیں ہوتا، بالخصوص کبھی آپ محسوس کریں کہ آپ کے میاں آپ کو غصہ ہو رہے ہیں، آپ کی ساس آپ پر غصہ ہو رہی ہے اور آپ کا سر آپ پر غصہ ہو رہا ہے اور آپ کا قصور بھی کوئی نہیں ہوتا تو ضروری نہیں ہوتا کہ آگے سے چٹک کر جواب دیں بلکہ اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے ان کا غصہ برداشت کر لیں گی تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ کی محبت آپ کو نصیب ہوگی کیوں کہ آپ صبر کریں گی اور ﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے ﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ﴾ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت بھی فرماتے ہیں، تو اسلئے ہمیشہ ترکِ بڑ کی جواب نہیں دیا جاتا، اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دیا جاتا بلکہ کئی مرتبہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ کی عادت مبارکہ

نبی علیہ السلام کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ دوسرے بندے سے بدلہ نہیں لیا کرتے تھے، جیسے آج کل عورتوں میں عادت ہوتی ہے کہ اس نے یہ بات کی میں نے اس کے جواب میں ایسی بات کی کہ جلتی ہی رہی ہوگی یہ جو کہتی ہیں کہ

وہ جلتی ہی رہی ہوگی، تو پھر اس کے جواب میں اگر اللہ تعالیٰ نے ہم سے حساب سے لے لیا تو پھر ہم تو جہنم میں جلتے ہی رہیں گے، اسلئے معاف کرنا چاہئے سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ

اخلاق رسول ﷺ کا اعلیٰ نمونہ

جب نبی علیہ السلام فتح مکہ کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو اس وقت مکہ مکرمہ کی ہر جوان عورت کے دل میں یہ خیال تھا کہ آج رات یہ مسلمان ہمارے گھروں کو لوٹیں گے، ہمارا مال ہم سے چھینیں گے ہمارے مردوں کو قتل کریں گے اور مکہ کی کوئی جوان لڑکی ایسی نہیں ہوگی کہ جس کی آبر و سلامت رہے، اسلئے کہ انہوں نے مسلمانوں کو تیرہ سال ستایا تھا تیرہ سال تک مسلمانوں کو اذیت پہنچائی تھی تیرہ سال مسلمانوں کے سینے پر مونگ دلی تھی تیرہ سال کا عرصہ کوئی تھوڑا تو نہیں ہوتا انہوں نے جی بھر کے مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچائی تھیں اور مسلمانوں کے پیغمبر علیہ السلام کو جی بھر کر تکلیفیں پہنچائی تھیں ہر کسی کو اپنا کیا یاد رہتا ہے اب انہیں اپنا کیا یاد آ رہا تھا کہ جب ہم نے ان کے ساتھ یہ کچھ کیا تھا تو پھر آج تو یہ غالب ہو کر آ رہے ہیں، فاتح بن کر آ رہے ہیں تو آج تو یہ گن گن کر بدلے چکا نہیں گے، چنانچہ مکہ مکرمہ کی عورتیں خوف زدہ تھیں کہ آج ہمارے گھر کے مرد جدا ہو جائیں گے ہم بیوہ بن جائیں گی مال ہم سے چھین لیا جائے گا، اور یہ ہماری جوان لڑکیوں کو اپنی باندی بنالیں گے اور ہماری عورتوں کی عزتوں کو خراب کریں گے، عجیب بات کہ آدھی سے زیادہ رات گزر گئی اور کسی کافر کے گھر میں کوئی مسلمان داخل ہی نہیں ہوا تو عورتوں کو تو ڈر خوف کی وجہ سے نیند ہی نہیں آرہی تھی، انہوں نے اپنے مردوں سے کہا کہ ذرا پتہ تو کریں کہ یہ مسلمان کہاں ہیں؟ کیا سوچ رہے ہیں، چنانچہ کافر مرد اپنے گھروں سے نکلے تو انہیں مکہ مکرمہ کی گلیوں میں بھی کوئی مسلمان نہ ملا لہذا وہ چلتے چلتے حرم شریف پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے

یہ چاہنے والے، اللہ تعالیٰ کے نام پر یہ قربان ہونے والے، اللہ تعالیٰ کے یہ دیوانے
 مستانے چونکہ اللہ کے در سے بہت دور رہے۔ تھے اور اب ان کو یہاں آنا نصیب
 ہوا تھا، تو یہ سب کے سب حرم کے اندر موجود تھے مطاف کے اندر موجود تھے کوئی
 طواف کر رہا تھا، کوئی غلاف کعبہ کو پکڑ کے دعائیں مانگ رہا تھا، کوئی مقام ابراہیم
 پر سجدے کر رہا تھا، کوئی اپنے رب سے لولگا کر بیٹھا قرآن کی تلاوت کر رہا تھا، تو
 مرد لوگ حیران ہو گئے کہ یہ مسلمان تو کچھ اور طور طریقہ والے لوگ ہیں، ہم نے
 برا سوچا تھا یہ لوگ تو ایسے نہیں چنانچہ صحابہ کرام نے وہ رات اللہ کی عبادت میں
 گزار دی جب اگلا دن طلوع ہوا تو اس وقت نبی علیہ السلام نے طلحہ بن عثمان
 کو بلایا یہ وہ بندہ تھا کہ جس کے پاس بیت اللہ شریف کے دروازے کی کنجی ہوتی
 تھی اور بلا کر آپ نے اس کو کہا کہ اے طلحہ بیت اللہ شریف کی کنجی میرے حوالے
 کرو چنانچہ اس نے کنجی آپ کے حوالے کر دی نبی علیہ السلام نے دروازہ کھلوا دیا
 آپ بیت اللہ شریف کے اندر تشریف لے گئے وہاں جا کر آپ نے اپنی نماز
 ادا کی، اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی اور اپنی امت کے لئے دعائیں مانگیں، جب
 آپ بیت اللہ شریف سے باہر نکلے تو صحابہ کرام کو یہ توقع تھی کہ اب اللہ کے محبوب
 بیت اللہ کا دروازہ بند کروائیں گے اور اس کی چابی کسی مسلمان کو دیں گے لہذا
 جتنے جلیل القدر صحابہ تھے وہ نبی علیہ السلام کے ساتھ ساتھ تھے سب کے دل میں
 یہ شوق انگڑائیاں لے رہا تھا کاش کہ بیت اللہ کی کنجی بردار ہمیں بنادیا جائے، یہ
 سعادت ہمیں نصیب ہو جائے، ہمارے خاندان کو یہ سعادت ملے اور دنیا کا
 دستور بھی یہی ہے کہ جب آدمی حکمران ہوتا ہے تو اپنی پارٹی کے لوگوں کو نوازتا
 ہے جو زیادہ قریب ہوتے ہیں ان پر زیادہ عنایات ہوتی ہیں، تو صحابہ کرام اس
 خیال کی وجہ سے نبی علیہ السلام کے قریب ہو گئے نبی علیہ السلام نے بیت اللہ
 کا دروازہ بند کروایا اور اس کے بعد طلحہ کے پاس آئے اور آپ نے فرمایا کہ طلحہ
 تم یاد کرو اس وقت کو جب میں ہجرت کے وقت یہاں سے روانہ ہو رہا تھا تو میرا جی

چاہ رہا تھا کہ بیت اللہ کے اندر داخل ہو کر دعا کروں طلحہ میں نے تم سے گزارش کی تھی تم نے کھولنے سے اور مجھے کنجی دینے سے انکار کر دیا تھا اور میں نے تمہیں اس وقت کہا تھا طلحہ ایک وقت آئے گا جہاں تو کھڑا ہے وہاں میں کھڑا ہوں گا اور جہاں میں کھڑا ہوں گا وہاں تو کھڑا ہوگا طلحہ تجھے یہ بات بری لگی تھی اور تو نے اس کے جواب میں مجھے گالیاں دینی شروع کر دی تھی دیکھو آج میرے اللہ نے وہ وقت دکھا دیا، تمہارے ہاتھ خالی ہیں کنجی میرے ہاتھ میں ہے لیکن طلحہ جو تو نے میرے ساتھ کیا تھا میں تیرے ساتھ وہ نہیں کروں گا میں یہ کنجی تمہیں واپس کرتا ہوں یہ قیامت تک تمہاری نسلوں میں رہے گی طلحہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے کہنے لگا آپ نے کنجی تو دیدی اب کلمہ پڑھا کر مجھے جنت کی کنجی بھی عطا فرما دیجئے یہ نبی علیہ السلام کے اعلیٰ اخلاق تھے کہ آپ دشمن کو بھی معاف کر کے اس کے دل کو جیت لیا کرتے تھے، اسلئے ہر بات کا حساب دنیا میں نہیں چکانا ہوتا معاف کرنا بھی ایک صفت ہوتی ہے اسلئے اللہ کے لئے معاف کرنا آپ ایک صفت بنالیں غصہ آجائے اس کو اللہ کے لئے قابو میں کر لیا کریں اور اللہ کی خاطر اللہ کے بندوں کی کوتاہیوں کو معاف کر دیا کریں۔

برائی کیسے ملتی ہے

اگر آپ دوسرے کی برائی کے بدلے میں خود بھی برائی کا سلوک کریں گی تو پھر برائی ملے گی کیسے؟ پہلے نے ایک برائی کی آپ نے بھی برائی کے جواب میں برائی کی تو دنیا میں ڈبل برائی ہوگئی، اس طرح تو برائی ختم ہو ہی نہیں سکتی آپ نے شریعت کا مسئلہ تو سنا ہی ہوگا کہ اگر کوئی چیز ناپاک ہو جائے تو ناپاک چیز کو پاک کرنے کے لئے اسکو پاکی کی ضرورت ہوتی ہے، جب تک پاک پانی سے اسے نہیں دھوئیں گے اس کی ناپاکی ختم نہیں ہوگی اور اگر کسی ناپاکی کو ناپاک پانی سے دھونا شروع کر دیں تو ناپاکی بڑھ تو سکتی ہے ختم نہیں ہو سکتی، اسی طرح

اگر کسی نے آپ کے ساتھ برائی کی آپ اس کے جواب میں برائی کرنے لگ جائیں تو دنیا سے برائی ختم نہیں ہوگی برائی کو مٹانے کے لئے اچھائی کا معاملہ کرنا پڑے گا، پاک پانی برائی کو مٹا دیتا ہے گندگی کو مٹا دیتا ہے اچھائی اسی طرح برائی کو مٹا دیتی ہے، اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں یہی اصول بتلادیا فرمایا ﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ کہ تم برائی کو نیکی کے ساتھ دھکیلو پھر دیکھو اس کا کتنا اچھا اثر سامنے آتا ہے لہذا مستورات سے گزارش ہے کہ یہ اپنے اندر آج سے یہ عہد کر لیں ہم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گی، خاوند ہمارے ساتھ برائی کر رہا ہے ہم اسکی خدمت کر کے اس کو خوش کرنے کی کوشش کریں گی، ساس ہمارے ساتھ زیادتی کر رہی ہے ہم اپنے رب کے سامنے اپنا غم بیان کریں گی مگر ہم اس کے ادب میں فرق نہیں آنے دیں گی ہم سر کے ادب میں فرق نہیں آنے دیں گی ہماری رشتہ دار عورتیں جنہوں نے ہمارے دل دکھائے ہم ان کی نصیحت نہیں کریں گی ان کے اوپر الزام تراشی نہیں کریں گی، بلکہ ان کی غلطیوں کو معاف کر کے اپنے اللہ کے حضور قرب چاہیں گی، لہذا دوسروں کی غلطیوں کو معاف کر دینا یہ ایک اچھی صفت ہے، اس کو کہتے ہیں کہ قدرت کے پاؤں جو بدلہ نہ لینا، تو انسان بدلہ لے سکتا ہو پھر بھی بدلہ نہ لے یہ عظمت ہوا کرتی ہے، اس معاف کرنے کو کہتے ہیں معاف کرنا، اس کو تو نہیں کہتے کہ انسان کا بس نہ چلے اور کہہ دے کہ جی میں نے تمہیں معاف کر دیا یہ معاف کرنا نہیں ہوتا معاف کرنا تو وہاں ہوتا ہے کہ جہاں قابو بھی ہو، غصہ انسان نکال بھی سکتا ہو، ری ایکشن انسان دکھا بھی سکتا ہو مگر اللہ رب العزت کی خاطر انسان اس کو نہ دکھائے، اللہ رب العزت سے ڈر جائے تو اللہ تعالیٰ کو ایسی مومنہ بڑی پسند ہوتی ہے۔

عجیب واقعہ

خواجہ نظام الدین اولیاء کے پاس ایک آدمی آیا جس کو کسی حاسد نے پریشان

کر رکھا تھا اور یہ بڑا آزر دہ تھا، حضرت کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ حضرت فلاں آدمی ہر وقت میرے راستے میں کانٹے بچھاتا رہتا ہے میں اس کے جواب میں اب کچھ کرنا چاہتا ہوں، آپ مجھے اس کی اجازت دیدیتے وہ این، او، سی (NOC) مانگنا چاہتا تھا کہ میں بھی کچھ کر کے دکھاؤں مگر اللہ والے تو عجیب باتیں کرتے ہیں آپ نے کتنا پیارا جواب دیا، جو سونے کی سیاہی سے لکھنے کے قابل ہے آپ نے اسے فرمایا اے نو جوان! اگر کوئی تیرے راستے میں کانٹے بچھائے تو تو اس کے راستے میں کانٹے نہ بچھانا، ورنہ پوری دنیا میں کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے آپ اس بات پر ذرا غور کریں، اگر گھر میں کسی نے آپ کو ستایا ہے، دل دکھایا ہے اور اس کے جواب میں آپ بھی ویسا ہی کرنے لگ جائیں گی تو گھر کے اندر تو برائی دوگنی ہونا شروع ہو جائے گی اچھائی کہاں سے آئے گی، اسلئے چاہئے کہ یہ اچھی صفت اپنا کر ہم قدرت ہونے کے باوجود دوسروں سے بدلہ نہ لیں انہیں اللہ کے لئے معاف کر دیں۔

میانہ روی کسے کہتے ہیں؟

ایک اچھی صفت میانہ روی اختیار کرنا میانہ روی کہتے ہیں کہ درمیان کی چال چلنا درمیان کی کیفیت کو اپنانا یہ درمیانہ روی کہلاتی ہے نہ افراط ہو نہ تفریط ہو ان کے درمیان میں انسان زندگی گزارے مثال کے طور پر اگر اللہ نے کسی عورت کو بہت مال پیسہ دیا اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس کا اتنا دکھاوا کرے کہ لباس سے بھی دکھاوا اپنی بات سے بھی دکھاوا اور ہر چیز سے دکھاوا بات بات میں دوسروں کو نیچا سمجھے، اپنے کو اونچا سمجھے، ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ عظمت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا کچھ دیا اور انسان پھر بھی چپ رہے درمیانی راستے کو اختیار کرے یعنی یوں سمجھ لیں کہ ایک طرف کنجوسی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناپسند کہ ایک انسان جو کنجوس مکھی چوس ہی بن جائے اور دوسری طرف فضول خرچی ہے فضول

خرچی بھی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے، ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ﴾ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فضول خرچ لوگ تو شیطان کے بھائی ہوتے ہیں، تو کنجوسی اور فضو خرچی کے جو درمیان کی چیز ہے اس کو میانہ روی کہتے ہیں، عورتوں کو چاہئے اگر اللہ نے بالفرض بہت مال دیا تو میانہ روی کو اختیار کریں ایسی بن کر رہیں جس میں عاجزی بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری بھی ہو، نہ اتنی کنجوسی کی طرف جائیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو جائے نہ اتنی فضول خرچی کی طرف جائیں کہ وہ اللہ کو پسند نہ آئے بلکہ میانہ روی کو اختیار کریں، ہر معاملہ میں اس چیز کو کرنا یہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے اسلئے جب آپ کو اللہ کی نعمت ملیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کریں۔

اور اگر آپ کو کسی وقت طیش آجائے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھا کریں، تو آپ پھر درمیان کے راستے پر رہیں گی بہادر شاہ ظفر نے ایک قیمتی شعر کہا۔

ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا
ہو کتنا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے طیش میں یاد خدا نہ رہی
جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

لہذا اگر اللہ عیش کا حال ہمیں عطا فرمادیں تو ہم اس میں یاد خدا کو نہ چھوڑیں اور اگر کسی وقت ہم طیش میں آجائیں تو ہم خوف خدا کو یاد رکھیں، کوئی الٹا کام نہ کریں، تو یہ درمیان کی جو صفت ہے اسے کہتے ہیں میانہ روی، حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے فرمایا [خیر الامور اوسطها] کہ بہتر کام درمیانی چال چلنا ہے درمیانی رویہ اختیار کرنا ہے تو آپ ہر کام میں درمیانی رویہ اگر اختیار کریں گی تو آپ ہمیشہ کامیاب رہیں گی، یہ اتنی اچھی صفت ہے کہ کوئی حد نہیں اس کا مطلب کیا؟ کہ نہ اتنی میٹھی، نہ کہ لوگ ہپ ہپ کر جائیں نہ اتنی کڑوی بنو کہ

لوگ تھو تھو کریں، بلکہ درمیان کی حالت اچھی ہے اچھے اخلاق ہونے چاہئیں کہ لوگ بھی آپکے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ زندگی گذاریں۔

بیوقوف عورت کون؟

کپڑے، جوتے کے معاملہ میں دوسرے اخراجات کے معاملہ میں ہمیشہ میانہ روی اختیار کریں، اکثر یہ دیکھا کہ جب خاوند کو اللہ نے خوب مال دیا ہوتا ہے تو پھر عورتیں بھی اس کے اندازے سے بڑھ کر خرچ کرنے لگ جاتی ہیں، اس کا مال بے دریغ خرچ کر داتی ہیں، اگر خاوند خرچ کرنے کے لئے دیتا ہے بخوشی تو ٹھیک ہے، اس کو آپ خرچ کریں، جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی لیکن اس خاوند کے مال کو زیادہ سے زیادہ نکلوانا ایک فرمائش پر دوسری فرمائش ڈالنا یہ کم عقلی ہوتی ہے کون عورت ہے جو پیسے کی خاطر خاوند کے دل میں اپنی نفرت پیدا کر لے، مگر عورتیں اس بات کو کیوں نہیں سمجھتی کہ کئی مرتبہ فقط کپڑے جوتے کے نہ لانے پر خاوند سے جھگڑے کر لیتی ہیں، ناراض ہو جاتی ہیں۔

عورت کی بہت بڑی غلطی

خاوند کئی مرتبہ عورت سے تنہائی کی ملاقات کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کو روکتی ہے، اور اپنے اس معاملہ کو ایک ”ٹول“ (ٹیکس) کے طور پر استعمال کرتی ہیں کہ اب خاوند کو ہماری ضرورت ہے ہم انکار کریں گی، یہ تڑپے گا، یہ تر سے گا، بتیں کریگا ہم اسے ٹیکنیکل نوک آؤٹ کریں گی، اور پھر اپنے مطالبے منوائیں گی، یہ شیطان کی بہت بڑی چال ہوتی ہے، حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کا مفہوم ہے کہ اگر کسی عورت کو اس کا خاوند اپنی طرف بلائے ضرورت کے لئے اور عورت اس کو انکار کر دے تو جب تک وہ اس کی ضرورت کو پورا نہیں کرتی اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں، اب سوچئے اس نے کیا کمایا؟ ساری رات اگر اس کا خاوند اس سے غصہ میں آ کر سو گیا اللہ کے فرشتوں کی لعنت میں یہ پڑی رہی اس کو کیا نصیب ہوا؟ اس کی زندگی پر پھٹکار پڑے

گی، ایسی عورتوں کے چہروں پر پھر نحوست نظر آتی ہے پھر انکے اندر خاوندوں کو دلچسپی بھی نہیں رہتی، بعد میں روتی پھرتی ہیں کہ خاوند ہماری طرف توجہ نہیں کرتا جب اس نے توجہ کی تھی تو آپ نے آگے سے معاملہ کیا کیا تھا؟ اسلئے کتنی پڑھی لکھی بیوقوف عورتیں ہوتی ہیں جو اس قسم کا معاملہ کر کے اپنے خاوندوں کی توجہ دوسری طرف کر دیتی ہیں، گھر میں اس نے اپنی بیوی کو اپنی طرف بلایا بیوی نے بے رخی دکھادی، خاوند غصہ میں آکر گھر سے باہر نکلا اور دفتر میں اس کو کسی بدکردار لڑکی نے، فیشن پرست، دنیا دار لڑکی نے، مسکرا کر دیکھ کر کہہ دیا سر آپ کیسے ہیں؟ آج کچھ آپ پریشان نظر آتے ہیں، تو پھر مرد کے لئے ایسے موقع پر گناہ میں ملوث ہو جانا کونسا مشکل ہوتا ہے؟ اب اس گناہ میں خاوند تو ملوث ہو انہی سہی مگر بیوی بھی اس میں برابر کی شریک ہے، یہ گھر میں بیٹھی ہے مگر اس کو اس مرد کے زنا کرنے کا برابر کا گناہ مل رہا ہے، کیوں کہ اس نے اپنے خاوند کی ضرورت کو پورا نہیں کیا لہذا اس بات کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔

اسلئے نبی علیہ السلام نے فرمایا عورت اگر اونٹ کے اوپر بھی بیٹھی ہو اور اس کا خاوند اسے اپنی ضرورت کے لئے بلائے تو اس کو چاہئے کہ اونٹ سے نیچے اترے اور اپنے میاں کی ضرورت کو پورا کرے، ایک حدیث میں فرمایا عورت اگر تنور پر روٹیاں بھی لگا رہی ہو اور عین روٹیاں لگانے کے درمیان میں اس کا خاوند اسے اپنی طرف بلائے اس کو چاہئے کہ سب کچھ وہیں چھوڑ کر پہلے اپنے خاوند کی ضرورت کو پورا کرے، بعد میں کوئی اور کام کرے تو اللہ تعالیٰ کے محبوب کی تو یہ تعلیمات ہیں، اور آج کل کئی مرتبہ بیوقوفی کی وجہ سے اچھی بھلی سمجھدار بچیاں یہ غلطی کر جاتی ہیں کہ اپنے معاملہ کو ٹول کے طور پر استعمال کرواتی ہیں۔

اپنی بات خاوند سے کیسے منوائیں

اپنے خاوند سے اپنے مطالبات منوانے کے لئے خواہشات منوانے کے لئے یہ ہرگز اچھا نہیں، منوانے کے لئے عاجزی کا راستہ بہتر راستہ ہے، منت

سماجت کا راستہ بہتر راستہ ہے، آپ اپنے میاں کو منت سماجت سے منائیں گی فقط آپ میاں کو ہی نہیں منائیں گی اس سے پہلے آپ اپنے رب کو منالیں گی تو یہ زیادہ بہتر راستہ ہے اور اچھا راستہ ہے۔

رسم و رواج کو نہ دیکھیں

عورتیں کئی مرتبہ اپنے خاوندوں سے اس لئے خرچہ کرواتی ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے؟ یہ اتنے عجیب الفاظ ہیں لوگ کیا کہیں گے؟ لوگوں کی خاطر بیچاریاں پتہ نہیں کیا کیا رسم و رواج کرتی پھرتی ہیں، اور لوگ تو پھر بھی راضی نہیں ہوتے، جن عورتوں کو جہیز میں کچھ بھی نہیں ملتا لوگ ان پر بھی تنقیدیں کرتے ہیں، اور جن کو جہیز میں پتہ نہیں ساری دنیا کی نعمتیں مل جاتی ہیں لوگ ان پر بھی تنقیدیں کرتے ہیں، تو لوگ تو کسی حال میں بھی راضی نہیں ہوتے، آپ لوگوں کو راضی کرتی پھریں گی تو لوگ تو آپ کو کبھی بھی خوش ہو کر بات کا جواب نہیں دیں گے، اس کی بجائے آپ کو اپنے رب کو راضی کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ تو جلدی راضی ہو جاتے ہیں اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ یہ نہ سوچا کریں لوگ کیا کہیں گے؟ بلکہ یہ سوچا کریں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیا کہیں گے؟ اگر آپ شریعت کے مطابق یہ کام کر رہی ہیں تو آپ کو لوگوں کی فکر نہیں ہونی چاہئے، اللہ تعالیٰ لوگوں کو خود بخود موافق بنادیں گے۔

ایک سنہرا اصول

چنانچہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں یاد رکھنے والی بات ہے اگر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے مخلوق کو راضی کرنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ تھوڑے دنوں میں مخلوق کے دل میں بھی اس بندے کا بغض اور عداوت ڈال دیں گے اور اگر کوئی بندہ مخلوق کی بجائے اللہ کو راضی کر لے گا تو اللہ تعالیٰ ناراض ہونے والی مخلوق کے دل کو بھی تھوڑے دنوں میں راضی فرمادیں گے، تو اصول تو

یہی ہے، ہم اپنے رب کو راضی کریں شادی بیاہ کے موقع پر بیچارہ رسم و رواج کرنا اور نمود و نمائش کے لئے خواہ مخواہ کے پیسے خرچ کرنا یہ سب فضولیات ہیں، اس پر گناہ ہوتا ہے تو اسلئے میانہ روی کو اختیار کرنا یہ ایک اچھی صفت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں میانہ روی کی صفت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، رہ گئی لوگوں کی بات ان کو خدا ہی راضی کرے ہم اور آپ ان کو کبھی بھی راضی نہیں کر سکتے۔

ایک واقعہ

چنانچہ بچوں کو ایک واقعہ سنایا جاتا ہے کہ ایک میاں بیوی جا رہے تھے ایک گدھا ان کے پاس تھا، انہوں نے سوچا کہ ہم گدھے کے اوپر سوار ہو جاتے ہیں، چنانچہ میاں بیوی دونوں گدھے پر سوار ہو گئے، میاں آگے بیٹھا بیوی پیچھے بیٹھی جب ذرا آگے چلے ایک آدمی نے دیکھ کر کہا یہ کتنے ظالم ہیں گدھا ایک ہے اوپر دو بندے سوار ہیں، ان کو شرم نہیں آتی، چنانچہ خاوند یہ سن کر گدھے سے نیچے اتر گیا، بیوی بیٹھی رہی، تھوڑی دور آگے چلے کسی نے ان کو دیکھا کہنے لگے کہ یہ کیسی عورت ہے خود سواری پر بیٹھی ہے اور میاں زن مرید ہے وہ آگے آگے چل رہا ہے، چنانچہ یہ دیکھ کر وہ عورت بھی نیچے اتر آئی، چنانچہ اب میاں اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا، تھوڑی دور آگے چلے کسی نے دیکھا وہ کہنے لگا یہ کیسا مرد ہے خود تو سوار ہے اور بیوی بیچاری کو پیدل چلا رہا ہے، چنانچہ خاوند بھی نیچے اتر آیا دونوں نے پیدل چلنا شروع کر دیا، ذرا آگے گئے تو پھر کسی نے دیکھا وہ کہنے لگے کتنے بیوقوف ہیں سواری کا جانور بھی ہے اور پھر بھی دونوں پیدل چل رہے ہیں تو تب خاوند نے بیوی کو سمجھایا کہ دیکھو کہ دنیا تو کسی حال میں راضی نہیں ہوتی، اور واقعی بات یہی ہے کہ دنیا کو آپ راضی نہیں کر سکتیں، ہاں اپنی طرف سے کوشش کریں، دائرہ شریعت کے اندر رہتے ہوئے پہلے اپنے رب کو راضی کریں اور حدود شریعت میں رہ کر جتنا مخلوق کو راضی کر سکتے ہیں اتنا راضی کریں اگر پھر بھی راضی نہیں ہوتے ان کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں اللہ تعالیٰ ان کو خود بخود راضی کر دیں گے۔

اللہ کے بندوں پر رحم کھانا سیکھیں

اللہ کے بندوں پر رحم کرنا یہ بھی ایک بڑی صفت ہے عورتیں عموماً نرم دل ہوتی ہیں، رقیق القلب ہوتی ہیں، ذرا کسی کی تکلیف ہو ان بیچارہ یوں سے دیکھی نہیں جاتی ان کو اللہ نے گداز دل دیا ہوتا ہے، تڑپنے والا دل دیا ہوتا ہے، دکھ درد میں شریک ہونے والا دل دیا ہوتا ہے، لہذا یہ دل ایسا ہوتا ہے کہ کسی کو دکھ دے کر خوش نہیں ہوتا، مگر پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتیں، کئی عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں ضد بازی میں آ کر جان بوجھ کر دوسروں کے دل دکھاتی ہیں تو یہ چیز بہت بری ہوتی ہے، یہ بگڑی ہوئی بچیاں ہوتی ہیں جو دوسروں کے دلوں کو دکھ دیں، تکلیف پہنچائیں، ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ کے بندوں پر رحم کھانا سیکھیں۔

نبی علیہ السلام نے ایک حدیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”تم زمین والوں پر رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا“ ہم اللہ کی رضا کے لئے اللہ کے بندوں پر رحم کریں، جتنا کسی کے ساتھ بھلائی کر سکیں ہم اپنی طرف سے کرنے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ پھر ہمارے حال پر خود ہی رحم فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رحم کھانا اور ان کی خدمت کرنا یہ ایک اچھی صفت ہے اور ہمیں بھی یہ صفت اپنانی چاہئے۔

عمر ابن خطابؓ کی تین باتیں

عمر ابن خطابؓ فرماتے تھے کہ انسان کی گمراہی کے لئے تین باتیں کافی ہوتی ہیں..... (۱) ایک بات تو وہ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی شخص لوگوں کی ایسی برائی کرے جو اپنے اندر موجود ہو، یہ چیز اس کی گمراہی کے لئے کافی ہے، اگر غور کریں تو کونسا گناہ ہے جو ہماری اپنی زندگی میں نہیں، لہذا ہم دوسروں کے اندر نہ اس برائی کو تلاش کریں نہ لوگوں کی برائی کریں، اکثر اوقات دیکھا گیا کہ عورتیں جب مل بیٹھتی ہیں تو وقت گزاری کے طور پر آپس میں تذکرے شروع کر دیتی ہیں اور

اس تذکرے میں وہ گفتگو کرتے ہوئے غیبت کی مرتکب ہوتی ہیں؛ سن لیجئے غیبت کہتے ہیں کسی کی ایسی برائی بیان کرنا کہ اگر اس بندے کو پتہ چل جائے تو وہ اس بات کو برامانے، آج عورتوں کو اگر سمجھایا جائے کہ آپ غیبت نہ کریں تو یہ آگے سے جواب دیتی ہیں کہ ہم سچ کہہ رہی ہیں کوئی جھوٹ تو نہیں کہہ رہیں، اواللہ کی بندی! شریعت کی بات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے، اگر آپ نے جھوٹ بولا تو اس کو تو بہتان کہیں گے آپ سچ بول رہی ہیں، حقیقت بیان کر رہی ہیں، پیٹھ پیچھے تذکرہ کر رہی ہیں اسی کو تو غیبت کہا جاتا ہے، تو غیبت ہمیشہ اس سچی بات کو کہتے ہیں جو پیٹھ پیچھے کی جائے مگر ایسا کہ سننے والا سنے تو اس کو برا لگے کہ میری یہ بات کیوں کی گئی؟ اور یہ غیبت آج کل بہت عام ہو گئی ہے اس کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا [الغیبة اشد من الزنا] غیبت تو زنا سے بھی زیادہ برا عمل ہے اور بڑا گناہ ہے اسلئے ہمیں چاہئے ہم کسی تیسرے شخص کا تذکرہ کرنے سے ہی بچیں اور سنی سنائی باتوں پر بھی دھیان نہ دیا کریں لیس الخیر کا المعاینۃ سنی ہوئی باتیں اور آنکھ سے دیکھی ہوئی بات ایک جیسی تو نہیں ہوتیں، اس لئے انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے کافی ہے وہ سنی سنائی باتیں کرتا پھرے۔

راز داری کا فقدان

اور عورتوں میں یہ چیز بہت عام ہوتی ہے ایک کے پاس کوئی راز ہو اگرچہ وہ کیسا ہی ہو تو دوسری کو بتائے گی اور بتا کر کہے گی دیکھنا میں تمہیں بتا رہی ہوں آگے نہ کسی کو بتانا پھر وہ بات دوسری عورت تیسری کو بتاتی ہے اور کہتی ہے دیکھو میں تمہیں بتا رہی ہوں کسی اور کو نہ بتانا اور یوں ایک ایک کر کے یہ بات بتاتی رہتی ہیں حتیٰ کو وہ ہر کس و نا کس کی زبان پر آ جاتی ہے، اوپن سکریٹ بن جاتی ہے، ہر عورت دوسری کو کہہ رہی ہوتی ہے میں تمہیں بتا رہی ہوں آگے نہ بتانا اور یہ ایک بری عادت ہے جس کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کے یہاں برا بن جاتا ہے ہمیں چاہئے کہ ہم لوگوں کے اندر ایسی برائی کوئی بھی نہ ڈھونڈیں جو ہمارے اپنے

اندر موجود ہو ہمیں برائی ڈھونڈنی ہے تو اپنے من میں جھانک کے دیکھیں، اپنے نفس پر نظر ڈال کر دیکھیں، پتہ نہیں کیا کیا گناہ نظر آ جائیں گے، کیا کیا خطائیں نظر آ جائیں گی، کیا کیا برائیاں نظر آ جائیں گی ہمیں باہر کی کیا پڑی، اسی لئے کسی نے کہا:

تجھ کو پرانی کیا پڑی اپنی بیڑ تو

ہمارا اپنا کام بگڑا پڑا ہے، اندر کے خانے میں چراغ گل ہو چکے، دل کی بستی میں سیاہی آچکی، اندر گناہوں کی ظلمت نے دل کو سیاہ کر دیا، اندر گناہوں کی بدبو آرہی ہے اور ہم دوسروں پر نگاہیں اٹھائے پھرتے ہیں، کتنی عجیب بات ہے آج انسان کی گردن تنی رہتی ہے، اس کی آنکھیں کھلی رہتی ہیں، دوسروں کے چہروں پر پڑی رہتی ہیں وہ دوسروں کے عیب ٹٹولتے پھرتے ہیں، اے کاش! یہ گردن جھک جاتی، یہ آنکھیں بند ہو جاتی، یہ نگاہیں اپنے سینہ پر پڑتی کہ میرے اندر کیا عیب ہیں یہی ہم تھوڑی دیر بیٹھ کر مراقبہ کر لیتے تو اللہ رب العزت ہم سے راضی ہو جاتے لہذا دوسروں کی برائی ڈھونڈنے کی بجائے اپنی برائیوں پر نظر رکھنی چاہئے تو ایک تو یہ چیز ایسی ہے جو انسان کی گمراہی کے لئے کافی ہے کہ وہ دوسروں کے اندر ایسی برائی ڈھونڈے جو اپنے اندر موجود ہو۔

..... (۲) اور دوسرا فرماتے تھے کہ لوگوں کے اندر وہ عیب ڈھونڈنا جو اپنے اندر موجود ہو یہ اس کی گمراہی کے لئے کافی ہوتا ہے۔

..... (۳) اور تیسری چیز فرماتے تھے کہ اللہ کے بندوں کو خواہ مخواہ تکلیف پہنچانا، تو یہ چیز گمراہی کے لئے کافی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے کہ ہم کسی کا دل دکھائیں، اسلئے کہ بیماریوں میں سے سب سے بری دل کی بیماری ہوتی ہے اور دل کی بیماریوں میں سب سے بری دل آزاری ہوتی ہے ہم کسی کی دل آزاری نہ کریں، اس لئے آج ہم دوسرے کا دل دکھائیں گے کل قیامت کے دن ایسا نہ ہو کہ ہمارا بھی دل دکھایا جائے، اللہ تعالیٰ ہماری شکل دیکھنا ہی گوارا نہ کرے، اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم میں الٹا منہ کر کے نیچے ڈال دے گا، اسلئے کہ قرآن

مجید میں آتا ہے ﴿وَبَلِّ لِكُلِّ هُمْزَةٍ لُّمُزَةٍ﴾ جو دوسروں کے عیب ڈھونڈنے والا اور دوسروں کے عیب لوگوں میں بیان کرنے والا ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ جہنم کے اندر آگ کے بنے ہوئے ستونوں کے ساتھ بندھوا دیں گے اور پھر آگ کے انکارے ہو گئے جو انھیں گے اور انسان کے دل کے اوپر جا کر لگیں گے ﴿نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطْلُعُ عَلَى الْأَفْنِدَةِ﴾ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ انکارے اس کے دل پر کیوں پڑیں گے؟ اسلئے کہ اس نے دنیا میں لوگوں کے دل دکھائے آج اس کے دل کو جہنم کی آگ سے جلایا جائے گا، آج اگر کوئی عورت دوسرے کا دل باتوں سے جلا رہی ہے، تو پھر یاد رکھنا وہ مالک الملک ایک دن تیرے دل کو جہنم کی آگ سے جلا دیں گے، تو اس دن سے ڈرنا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندگی برداشت کرنی پڑے، اللہ والے وہ تو جانوروں کو بھی دکھ نہیں پہنچاتے، انسان تو پھر انسان ہیں۔

نیک اعمال ضائع ہو گئے

حدیث پاک میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عبادت گزار عورت تھی اس نے ایک بلی کو باندھ لیا تھا بھوکا پیاسا رکھا، بلی مر گئی اس کے بھوکا پیاسا مارنے پر اللہ نے اس کے سب نیک اعمال کو ضائع کر دیا تو اگر ایک بلی کو تکلیف پہنچائی جائے تو انسان کے عملوں کو ضائع کر دیا جاتا ہے۔

زانیہ کی بخشش

اور اگر کسی جانور کا دل خوش کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ بندے کی نیکیاں بڑھا دیتے ہیں چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل کی بدکردار عورت تھی زانیہ عورت تھی جس پر جہنم واجب ہو جاتی ہے جس کا راستہ جہنم کی طرف جاتا ہے، جس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رحمت کی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھیں گے، جس کے جسم سے ایسی بدبو آئے گی کہ جہنمی لوگ بھی اس بدبو سے تنگ

ہو جائیں گے، وہ گندی عورت بنی اسریئل کی کہیں جا رہی تھی مگر اس نے ایک کتے کو دیکھا جو پیاس کی شدت سے تڑپ رہا تھا، قریب ایک کنواں تھا اس عورت نے اپنے دو پٹے کے ایک طرف اپنے جوتے کو باندھا جیسے بند جوتے ہوتے ہیں اور اس کے اندر پانی نکالا اور کتے کے منہ میں ڈالا چند بار ایسا کرنے سے جب کتے کی پیاس بجھ گئی تو اس نے خوشی میں آکر آواز نکالی اس کی آواز نکلتے ہی اللہ نے اس بدکردار عورت کے لئے جنت کا فیصلہ فرما دیا تو دیکھئے، اگر ہم جانوروں پر رحم کھائیں تو اللہ جنتیں عطا فرما دیتے ہیں اور اتنے بڑے بڑے گناہ معاف فرما دیتے ہیں اور اگر ہم انسانوں کے دل خوش کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ ہمیں کس قدر قیامت کے دن اکرام عطا فرمائیں گے، لہذا آج کی اس محفل میں عورتیں اپنے دل میں یہ عہد کریں آج کے بعد ہم اپنے میاں کا دل خوش رکھیں گی، آج کے بعد ہم اپنے ساس سرس کا دل خوش رکھیں گی، ہندوں کے دل خوش رکھیں گی، اپنی والدہ والد کے دل کو خوش رکھیں گی، بہن بھائیوں کے دلوں کو خوش رکھیں گی، مسلمان عورتوں کے دلوں کو خوش رکھیں گی، اپنے بچوں کے دلوں کو خوش رکھیں گی، آپ ان کے دل کو خوش کریں گی خدمت کے ذریعہ سے، قیامت کے دن اللہ آپ کے دل خوش کر دیں گے، نور کے ممبروں پر آپ کو بٹھائیں گے اور آپ کو جنت میں آپ کے محل کی ملکہ بنا کر بھیجیں گے یہی کامیابی ہے اللہ رب العزت ہمیں دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین